صوبائی اسمبلی شمال مغربی سرحدی صوبہ

مباحثات

بروز پیر 23 جون 1997

(بمطابق 16 صفر 1418 ہجری)

جلد 6 شمارہ 5

سرکاری رپورٹ

مندرجات صفحہ نمبر

1 ۔ تلاوت کلام پاک اور اس کا ترجمہ 1

2 ۔ اراکین اسمبلی کی رخصت 2

3 ۔ بجٹ پر عام بحث 3

صوبائی اسمبلی شمال مغربی سرحدی صوبہ

اسمبلی کا اجلاس، اسمبلی چیمبر پشاور میں بروز پیر مورخہ 23 جون 1997 بمطابق 16 صفر 1418 ہجری صبح نو بجکر پچیس منٹ پر منعقد ہوا۔
جناب سپیکر، ہدایت اللہ چمکنی مسند صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت کلام پاک اور اس کا ترجمہ

اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيطٰنِ الرَّجِيمِ۔ بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيمِ۔
وَلَا تَقۡرَبُواْ مَالَ ٱلۡيَتِيمِ إِلَّا بِٱلَّتِي هِيَ أَحۡسَنُ حَتَّىٰ يَبۡلُغَ أَشُدَّهُۥۚ وَأَوۡفُواْ بِٱلۡعَهۡدِۖ إِنَّ ٱلۡعَهۡدَ كَانَ مَسۡـُٔولٗا O وَأَوۡفُواْ ٱلۡكَيۡلَ إِذَا كِلۡتُمۡ وَزِنُواْ بِٱلۡقِسۡطَاسِ ٱلۡمُسۡتَقِيمِۚ ذَٰلِكَ خَيۡرٞ وَأَحۡسَنُ تَأۡوِيلٗا O وَلَا تَقۡفُ مَا لَيۡسَ لَكَ بِهِۦ عِلۡمٌۚ إِنَّ ٱلسَّمۡعَ وَٱلۡبَصَرَ وَٱلۡفُؤَادَ كُلُّ أُوْلَٰٓئِكَ كَانَ عَنۡهُ مَسۡـُٔولٗا O وَلَا تَمۡشِ فِي ٱلۡأَرۡضِ مَرَحًاۖ إِنَّكَ لَن تَخۡرِقَ ٱلۡأَرۡضَ وَلَن تَبۡلُغَ ٱلۡجِبَالَ طُولٗا ﴾ صَدَقَ اللّٰهُ الۡعَظِيمِ۔

(ترجمہ): ارشاد ہے۔ مال یتیم کے پاس نہ پھٹکو مگر احسن طریقے سے یہاں تک کہ وہ اپنے شباب کو پہنچ جائیں۔ عہد کی پابندی کرو بے شک عہد کے بارے میں تم کو جواب دہی کرنی ہوگی۔ پیمانے سے دو تو پورا بھر کر دو اور تولو تو ٹھیک ترازو سے تولو یہ اچھا کام ہے اور بلحاظ انجام بھی یہی بہتر ہے۔ کسی ایسی چیز کے پیچھے نہ لگو جس کا تمہیں علم نہ ہو۔ یقیناً آنکھ، کان اور دل سب ہی کی باز پرس ہونی ہے، زمین میں اکڑ کر نہ چلو تم نہ زمین کو پھاڑ سکتے ہو اور نہ پہاڑوں کی بلندی کو پہنچ سکتے ہو۔ وآخِرُ الدَّعوَانا أنِ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِينَ۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب سپیکر. معزز اراکین اسمبلی! جناب سردار محمد مشتاق صاحب نے 23 جون 1997 اور جناب آفتاب احمد خان شیرپاؤ صاحب نے 23 اور 24 جون 1997 کی رخصت کیلئے درخواستیں ارسال کی ہیں ' Is it the desire of the House that leave may be granted to the honourable Members?

(تحریک منظور کی گئی۔)

Mr. Speker: Leave is granted. Thank you. Mr. Ahmad Hasan Khan to please......................

جناب پیر محمد خان: جناب سپیکر صاحب! یو Request مے کوو، خبره بعضے خو دغه وی خو لړ ------------

جناب سپیکر: یو خواست به اوکړم۔ پیر محمد خان، زما خیال دے چه مونږ مخکښې دا خبره کړے وه چه پوائنټ آف آرډرز وغیره به په دے وخت کښې بالکل نه کیږی که څه د دعا خبره وی یا په دے سلسله کښې څه شے راغلے وی، یا په پروسیجر کښې څه Irregularity یا څه بے ضابطگی راغلے وی ولے چه Rule 225 به Strictly apply کوؤ نو مهربانی اوکړئ، خیر دے که څه داسے شے وی نو کوشش به مونږ دا اوکړو که نن دا کارروائی اختتام ته رسی نو بیا څه خبره داسے اهم وی نو بالکل به تاسو اوکړئ خو مطلب دا دے چه نن ورځ څه د پاره Fix ده نو که دا Allow شی یا یو آنریبل ممبر ته هم که دا Permission ورکړے شی نو زما خیال دے چه د ټولو ممبرانو صاحبانو په زړه کښې څه نه څه خبره خواه مخواه وی او چه تاسو څه خبره اوکړئ نو د هغے جواب هم ډیر ضروری دے نو مهربانی به وی که لږ آخر ته ئے کړو نو بالکل به

سنه وی۔ آخیره کښې به انشاء الله ستاسو واورو۔ .Thank you very much

Mr. Ahmad Hasan Khan, please.

بجٹ پر عام بحث

جناب احمد حسن خان: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ جناب سپیکر۔ میں آپ کا انتہائی شکر گزار ہوں کہ آج آپ نے مجھے اس Working day کے آغاز میں بولنے کا موقع دیا اور میں کوشش بھی کروں گا کہ بہت کم وقت لوں کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح آپ سیشن Conduct کر رہے ہیں اور جس طرح ہم کو رولز کے مطابق چلنے پر مجبور کر رہے ہیں' یہ ہمارے لئے بہتر ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ ہم روایات کی بات کو زیادہ اہمیت نہیں دیں گے اور رولز' ریگولیشنز اور آئین و قانون کے حوالے سے بات کریں گے اور جب بات ہوگی تو اس کا وہ صحیح پیمانہ اور میزان ہے اور اسی کے مطابق انشاء اللہ یہ ہاؤس ٹھیک طرح سے چلے گا۔

جناب سپیکر! اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ ملک اور یہ صوبہ آج تاریخ کے ایک ایسے دوراہے پر کھڑا ہے کہ مجھ جیسے کم فہم، کم تجربے والے آدمی سمیت سب بزرگ لوگ جو سیاست کو سمجھتے ہیں' جن کی مستقبل پر نظر ہوتی ہے' جن کو حالات کی نزاکت کے بارے میں ادراک ہوتا ہے' بھی Confused ہیں اور کسی کو واضح منزل تک پہنچنے کیلئے جو طریقہ کار اختیار کرنا چاہئے' وہ معلوم نہیں ہے' وہ ہم سے گم ہوگیا ہے۔ ہم اس سٹیج پر ہیں کہ اس کو پانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ ہماری منزل کیا ہے اور ہم اپنی منزل تک پہنچنے کیلئے کون سا طریقہ کار اختیار کریں؟ اور جناب سپیکر' یہ جو صورتحال بن گئی ہے' آپ مجھ سے زیادہ بہتر جانتے ہیں کہ اس میں کسی ایک فرد کا قصور نہیں ہے' اس میں کوئی ایک پارٹی سو فیصد قابل مذمت نہیں ہے۔ جناب سپیکر' یہ ان کی غلطیوں کی وجہ سے صورتحال نہیں پیدا ہوئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ بحیثیت قوم' ہماری قوم کا اور

بحیثیت رہنما، ہمارے سب رہنماؤں کا گزشتہ پچاس سالوں سے برابر کردار ایسا رہا ہے کہ ہم آج پچاس سال گزرنے کے بعد اس صورتحال سے دوچار ہیں کہ ہماری منزل کیا ہے اور یہ کہ منزل تک پہنچنے کیلئے ہماری منصوبہ بندی کیا ہے اور ہم اس تک کس طرح پہنچیں گے؟ جناب سپیکر، یہ بہتر بات ہوتی، سوائے اس کے کہ آج ہمیں اپنی منزل معلوم نہیں ہے اور اس کا طریقہ کار معلوم نہیں ہے، میں آپ سے Honestly کہتا ہوں کہ گزشتہ الیکشن کے جو بھی نتائج نکلے ہیں اور جس طرح بھی نکلے ہیں، میں اس پر بات نہیں کرنا چاہتا کیونکہ ملک اور قوم کی بہتری کیلئے میں اپنی ایک سوچ رکھتا ہوں اور وہ سوچ یہی ہے کہ اس الیکشن کے نتائج جس طرح سامنے آئے ہیں، ان باتوں پر غور کرنے کے بجائے ہمیں ان نتائج کے نتیجے میں جن لوگوں کو مینڈیٹ ملا ہے، ان سے بہتر منصوبہ بندی اور بہتر پالیسی کی توقع رکھنی چاہئے، اسلئے جناب سپیکر کہ یہ بات ان کے فائدے میں نہیں ہے، یہ میرے بھی فائدے میں ہے اور یہ بات ساری قوم کے فائدے میں ہے۔ لہٰذا مینڈیٹ کا دعویٰ کرنے والے لوگوں کو مینڈیٹ حاصل کرنے پر ہم مبارکباد دیتے ہوئے یہ توقع رکھتے ہیں کہ وہ ہمیں اور اس قوم کو اس دلدل سے نکال لیں گے۔ جب یہ قوم اس دلدل سے نکل جائے گی تو پھر انشاء اللہ ہم اس میں سیاست کرتے رہیں گے اور ہمارے بچے سیاست کرتے رہیں گے، ملک ہوگا، ملک میں ترقی ہوگی، ملک میں استحکام ہوگا تو اس میں اگر میں اور فرید آپس میں سیاست میں دست و گریبان ہوں گے تو کوئی بات نہیں ہوگی لیکن جب ملک ہی نہیں ہوگا، ملک کا وجود ہی نہیں ہوگا تو سب سے پہلے میرا وجود نہیں ہوگا لیکن قابل افسوس بات اور صورتحال یہ ہے کہ اس بات کو کوئی سمجھ نہیں پا رہا۔ جناب سپیکر، میں آپ کو ایک مثال دیتا ہوں۔ مثال کے طور پر اب ہم اپوزیشن میں ہیں، عددی لحاظ سے بہت کم ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ اپوزیشن کے لحاظ سے ہم چار نہیں ہیں بلکہ جتنے Independents ہیں، حکومت سے اختلاف کی بناء پر وہ حزب اختلاف میں شمار کئے

جاتے ہیں۔ جناب سپیکر، ہم اگر تھوڑے ہیں یا بہت ہیں لیکن ہم صوبے میں یا ملک میں آبادی کے ایک بہت بڑے حصے کی نمائندگی کر رہے ہیں اور آپ ان دو باتوں کو اپنے ذہن میں رکھیں ۔ جناب سپیکر، احتساب کے سلسلے میں آپ دیکھیں کہ کیا ہو رہا ہے؟ جناب سپیکر، مختلف کمیٹیوں کے سلسلے میں آپ دیکھیں، مثال کے طور پر سابق حکومت کی ایک کمیٹی تھی جو کرپشن کو ختم کرنے کیلئے بنائی گئی تھی اور ہماری بہن اور اس صوبے کی قابل احترام سیاسی شخصیت محترمہ بیگم نسیم ولی خان صاحبہ اس کی چیئرمین تھیں۔ ہم سب اس میں بیٹھے تھے۔ اب احتساب کی صورت میں میں سمجھتا ہوں کہ اس قسم کی کمیٹی تو نہیں ہونی چاہئے جو Public Representative پر مشتمل ہو ورنہ بصورت دیگر اپوزیشن کو، جتنا اپوزیشن کا وزن ہے، اس کے مطابق اس میں حصہ ملنا چاہئے۔ اب جناب سپیکر، آپ این۔ایف۔سی ایوارڈ پر ایک کمیٹی بنا دیتے ہیں کہ وہ حساب کتاب کرکے جائیں گے کہ این۔ایف۔سی ایوارڈ میں کیا فرق ہے اور کیا نقص ہے، اس میں کیا کمی ہے، اس میں اپوزیشن کو نظر انداز کیا جاتا رہا ہے۔ اب اگر ہم کہتے ہیں کہ اس بات میں ہم آپ کے ساتھ جانے کیلئے تیار ہیں، کسی کے ساتھ بھی بات کرنے کو تیار ہیں اور صوبے کے حقوق کے سلسلے میں اپنا حق ادا کرنے کیلئے تیار ہیں تو جب تک ہم اپنے اس قول کے خلاف کوئی عمل نہ کریں جناب سپیکر، تب تک ہم پر اعتماد کیا جانا چاہئے۔ اگر ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم یہ کرنا چاہتے ہیں اور وہ کام کرتے وقت ہم وہ نہ کریں اور اس کے برخلاف کوئی عمل کریں تب جناب سپیکر، ہماری نیت پر گمان اور شک کیا جا سکتا ہے لیکن جب تک ایسا نہ ہو جائے جناب سپیکر، اس وقت تک ہمیں قومی معاملات میں صرف اپوزیشن سے تعلق رکھنے والے ممبروں کو ہی نہیں بلکہ قوم کے تمام طبقوں کو اس میں شریک کیا جانا چاہئے۔ جناب سپیکر، میں اس بجٹ کے حوالے سے آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بجٹ عام طور پر بیوروکریسی بناتی ہے۔ ہمارے وقت میں بھی بناتے رہے ہیں، اس سے پہلے بھی

بناتے رہے ہیں' اب بھی بنایا گیا ہے اور میں سمجھتا ہوں' میں یہ کہتا ہوں اور اس کی کوئی تردید نہیں کر سکتا کہ ہمارے چیف منسٹر صاحب کو جو کہ بحیثیت وزیر خزانہ آج کل اس وزارت کی نگرانی فرما رہے ہیں' ان کو ایک لکھی لکھائی تقریر ہاتھ میں دے کر ان سے پڑھوائی گئی ہے۔ ان کو بجٹ کے خوش کن پہلو دکھائے گئے ہیں اور وہ پہلو نہیں دکھائے گئے ہیں جناب سپیکر' جو ان کو دکھانے چاہئیں۔ وہ نہیں دکھائے گئے ہیں جن کی وجہ سے قوم کو تکلیف ہوگی اور پھر جناب سپیکر' میں کہوں گا کہ جو ہمیں خوش فہمی تھی کہ مینڈیٹ کی بنیاد پر یہ لوگ قوم اور اپنے ساتھیوں کو بھی اعتماد میں لے لیں گے اور اس طرح کے فیصلے کریں گے کہ جو قومی مفاد میں ہوں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جس طرح بیوروکریسی نے جناب چیف منسٹر صاحب کو یہ بجٹ ہاتھ میں تھما کر ان سے پڑھوایا ہے' اسی طرح میں جناب چیف منسٹر صاحب سے بھی یہ گلہ کرتا ہوں کہ انہوں نے اپنے اتحادیوں کو پہلے اور بعد میں ہم کو بھی اعتماد میں نہیں لیا ہے۔ جناب سپیکر' یہ ایک ایسا کھیل ہے جو کھیلا جاتا رہا ہے پاکستان کے بننے سے لے کر اب تک اور میرا یہ خیال تھا کہ چیف منسٹر صاحب' 1985 کی اسمبلی' جس کو سیاست کی مقتدر شخصیات یا پارٹیاں اچھا الیکشن نہیں سمجھتیں اور شاید اس کے کچھ برے اثرات آج کی سیاست میں ہیں جو ہم کو ماننے چاہئیں لیکن پھر بھی مجھے یہ اعزاز حاصل ہے کہ جناب چیف منسٹر کے ہم 1985 کی اسمبلی کے ساتھی رہے ہیں' قومی اسمبلی میں ہم ساتھی رہے ہیں' نزدیک سے ان کو دیکھنے کا' ان کا کام کرنے کا طریقہ مجھے معلوم تھا لیکن یہ مجھے معلوم نہیں تھا کہ ایسی شخصیت بھی جب بیوروکریسی کے نرغے میں آ جائے تو میں بھی مایوس اور نا امید ہوں گا۔ یہ صورتحال آج بن گئی ہے۔ جناب سپیکر' یہ جو آپ کا سارا بجٹ ہے' اس کو میں Deficit Budget کہتا ہوں اور یہ Surplus Budget نہیں اور اس میں کون سی ایسی بات ہے کہ اگر ہم کہیں کہ ہمارے پاس پیسے کم ہیں اور ہمارے اخراجات زیادہ ہیں لہذا ہم اس حقیقت کو مان لیتے

ہیں اور اگر یہ حقیقت ہم Revised Budget میں مان لیتے ہیں اور اگر یہ حقیقت بعد میں ٹیکسز لگا کر مان لیتے ہیں تو آج کیوں نہیں مان لیتے جناب سپیکر؟ پھر جناب سپیکر، یہ بجٹ حقیقی منصوبہ بندی سے عاری ہے، اس میں حقیقی منصوبہ بندی بالکل نہیں ہے۔ اس بجٹ میں جناب سپیکر، خوبصورتی سے تصوراتی، خیالاتی اور مفروضوں پر مبنی فقرے سمو دیئے گئے ہیں بہت اچھے طریقے سے، جن پر عمل نہیں کیا جا سکتا ہے، وہ تصور ہوسکتا ہے، وہ خواب ہوسکتا ہے، وہ خیال ہوسکتا ہے لیکن وہ خیال، وہ تصور، وہ سوچ، اس کی تعبیر پچاس سالوں میں کبھی بھی نہیں نکلی ہے۔ پچاس سال گزر چکے ہیں لیکن اس طرح کبھی نہیں ہوا جس طرح ہم اس کو خواب میں دیکھتے ہیں، جس طرح ہم اس کو تصور کر کے اپنے ذہن میں رکھتے ہیں۔ اس میں عوامی نمائندوں کو، جناب سپیکر، آپ کی خدمت میں عرض کر رہا ہوں، آپ کی وساطت سے جناب چیف منسٹر صاحب کی خدمت میں، آپ کی وساطت سے اپنی بہن محترمہ بیگم نسیم ولی خان صاحبہ کی خدمت میں، آپ کے حوالے سے اور ان کے حوالے سے تمام پارٹیوں کے ممبران کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس بجٹ میں عوامی نمائندوں کو بے خبر رکھ کر، تاریکی میں رکھ کر جناب سپیکر، بلکہ یہاں تک کہوں گا، اگر یہ غیر پارلیمانی لفظ ہے تو اس کیلئے پہلے سے معافی مانگنا چاہوں گا اور آپ بے شک اس کو Expunge کر سکتے ہیں، کہ عوامی نمائندوں کو * +++ کی کوشش کی گئی ہے۔ جناب سپیکر، آپ نے فرمایا کہ وقت کم لیں، بجٹ میں جب فنانس بل Cosideration کی سٹیج پر آ جائے گا تو تب آپ ہمیں ایک ایک شق پر بات کرنے کا موقع دے دیں، ہم رات بارہ بجے تک یہاں بیٹھنے کو تیار ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ گورنمنٹ کے پاس مینڈیٹ ہے، ان کے پاس Overwhelming majority ہے، وہ اس کو بلڈوز کر سکتے ہیں۔ مجھے محترمہ بی بی صاحبہ کا یہ خیال بھی معلوم ہے، آپ کی مہربانی کا بھی علم ہے کہ آپ نے کہا ہے

* بحکم جناب سپیکر حذف کیا گیا۔

کہ آپ اپوزیشن کو پورا وقت دیں گے، بی بی صاحبہ کی یہ بات بھی مجھ تک پہنچی ہے کہ انھوں نے ایک موقع پر فرمایا ہے کہ یہ تین، چار اپوزیشن والے چاروں کے چاروں بولیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، وہ بول سکتے ہیں، یہ بہت اچھی بات ہے اور جب آپ ہمارے لئے اتنی دریا دلی رکھتے ہیں تو تب ہماری ڈیوٹی بن جاتی ہے کہ آپ کی خدمت میں ایک ایک بات لانے کی کوشش کریں۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ آپ کو سمجھائیں، وہ جو آپ کے علم میں نہیں اور آپ کی اور بہت ساری ذمہ داریاں ہیں، منسٹرز کی اور بہت ساری ذمہ داریاں ہیں، چیف منسٹر صاحب کی وزارت خزانہ سنبھالنے کے علاوہ اور بہت ساری ذمہ داریاں ہیں،

He has to manage so many other things as well, Mr. Speaker, امن و

امان کا مسئلہ ہے، ایڈمنسٹریشن کا مسئلہ ہے، اس حساب کتاب کے مسئلہ کیلئے ان کے پاس اتنا وقت نہیں ہے۔ میری درخواست شروع میں یہی ہوگی کہ اس Porfolio کیلئے ایک قابل وزیر رکھنا ان کیلئے ضروری ہے، یہ ایک Full fledge charge ہے مسٹر سپیکر، یہ چیف منسٹر سرانجام نہیں دے سکتے اور اس چیز نے چیف منسٹر صاحب کی پرانی صلاحیتوں کو متاثر کیا ہے اور یہی وجہ ہے کہ آج مجھے ان سے یہ گلہ کرنا پڑا ہے۔ جناب سپیکر، اس میں ایک خراب ترین عنصر اور پایا جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اس میں عوامی نمائندوں کے اختیارات کو سلب کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور یہ کوشش ہمارے دور میں بھی ہوئی تھی، ہمارے دور میں بھی ہوئی تھی، میں نہیں سمجھا تھا۔ میں آج آن دی فلور آف دی ہاؤس یہ ایڈمٹ کرتا ہوں جناب سپیکر، کہ As a Law Minister مجھ سے کوتاہی ہوئی ہے کہ میں اس وقت یہ بات نہیں سمجھ پایا تھا لیکن مجھے یہ بھی ایڈمٹ کرنا پڑے گا جناب سپیکر، کہ یہ تب کی اپوزیشن کی بات تھی کہ اگر میں اس وقت نہیں سمجھ پا رہا تھا یا مصلحتاً میری کوئی مجبوری تھی، یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ اپنی ذاتی یا علاقائی مجبوریوں کو

حکومتی چیزوں پر فوقیت دیتے ہیں، جو قوم کی بدقسمتی ہے، وہ آپ کے علم میں ہے۔ جناب سپیکر، جو صورتحال ہے، اس کی ایک مثال دینا چاہتا ہوں پھر میں فنانس بل پہ آؤں گا کہ انہوں یہ اختیار لینا چاہا تھا اور پھر ہم نے Amendment دے دی تھی کہ Government by notification جب چاہے اور جہاں چاہے اور جیسا چاہے، اس ٹیکس کو بڑھانے، اس پر میں نے Amendment دی تھی کہ یہ تو اچھی بات نہیں ہے۔جب ہم کمیٹی میں بیٹھے تو مجھ سے فنانس سیکرٹری صاحب فرماتے ہیں کہ "مسٹر لاءمنسٹر، یہ تو آپ کے وقت کی ترمیم ہے"۔ مجھے تو شرمندگی ہوئی کہ وہ اختیار جو میرے پاس بحیثیت عوامی ممبر ہونا چاہیئے تھا، وہ بیوروکریسی کے ساز باز سے انہوں نے اپنی طرف لے جانے کی کوشش کی ہے اور لے لیا ہے۔ کمیٹی کی جو دوسری میٹنگ مقرر ہوئی تو اس میں میرا یہ خیال تھا کہ میں کمیٹی میں آ کر بیٹھوں گا کہ آپ مجھے اس میٹنگ میں آنے جانے کا ٹی۔اے، ڈی۔اے نہ دیں کیونکہ میں نے غلط Amendment پیش کی ہے، جو بات میں نہیں کرنا چاہتا تھا، وہ غلطی ہم سے ہوئی تھی لہٰذا اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے اور اب جب اسمبلی دوسری بار آئے گی تو میں اس میں Amendment کیلئے اسمبلی میں Through proper forum آ جاؤں گا اور ممبروں کے ساتھ Lobbying کر کے ان کو سمجھا کر اس کو دور کرنے کی کوشش کروں گا۔ دوسری میٹنگ میں ہم آئے جناب سپیکر، میرے دوست اور بھائی، جناب افتخار مہمند صاحب، جن کے ساتھ دوستی پر ہمیں ناز ہے، انہوں نے نہایت انکساری سے، بہت اچھے طریقے سے کہا کہ یہ ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ والے وقت مانگنا چاہتے ہیں کیونکہ انہوں نے ڈیٹیل سروے نہیں کیا ہے۔ میں نے اس دن دل میں سوچا کہ دال میں کچھ کالا ہے لیکن میں نے سوچا کہ اسمبلی میں ہم اس پر بات کر سکتے ہیں، اگر اسمبلی میں بات کریں گے تو بی بی ایک حقیقت پسند شخصیت ہیں، وہ انشاء اللہ ہمارا ساتھ دیں گی، چیف منسٹر صاحب اگر بیوروکریسی کے نرغے میں ہیں تو وہ ان سے

اس طرح سے بات کہیں گی کہ نہیں، یہ لڑکا ٹھیک بات کر رہا ہے، دیر سے تعلق رکھتا ہے، ناسمجھ ہے لیکن اس بار ٹھیک بات کر رہا ہے، تو میں نے کہا کہ ہم اسمبلی میں بات کریں گے۔ جناب سپیکر، کمیٹی میں ہم سے کیا * +++، میں سمجھتا ہوں کہ جو جو بھی الفاظ ہوں، شروع میں جناب سپیکر میں آپ سے معافی اور معذرت کی درخواست کرتا ہوں اور اسے حذف کرنے کی بھی، اس وقت وہاں پر ایک صورتحال یہ بن گئی، انہوں نے آئی ایم ایف والوں کے ساتھ یہ Conditionality رکھی ہے کہ آپ نے پندرہ کروڑ روپے اکٹھا کرنے ہیں تو آپ کو Loan ملے گا۔ Loan کیا ہے اور Loan کیوں ملے گا؟ Loan لینے کی پہلے تو ضرورت ہی نہیں ہے جناب سپیکر، یہ جھگڑے کی بات تو نہیں ہے، یہ چیزوں کو بموں سے اڑانے کی بات تو نہیں ہے، جناب سپیکر، یہ تو میز پر بیٹھ کر بات کرنے کا وقت ہے، دلائل کی بات ہے، حساب کتاب کی بات ہے۔ اگرچہ اس لحاظ سے یہ میری بدقسمتی ہے کہ میں حساب کتاب میں بہت زیادہ کمزور ہوں، فیڈرل گورنمنٹ کے ذمے ہمارے پیسے ہیں جناب سپیکر، ان کے ذمے ہمارا قرضہ بنتا ہے اور اپوزیشن کے یہ بینچز گواہ ہیں بشمول آپ کی ذات گرامی اور بشمول ذات گرامی محترمہ بی بی صاحبہ کی کہ جناب حاجی عدیل صاحب کا یہ مطالبہ تھا کہ ہم اگلی بار، شاید ان کو پتہ نہیں تھا کہ اگلی بار وہ حکومت میں ہوں گے، اچھا ہوا وہ تشریف لائے اگر وہ نہ ہوتے تو میری تقریر ایسی ہی ہوتی اور میں کس کو مخاطب کرتا؟ جناب سپیکر، حاجی عدیل صاحب کی تقریر مجھے آج تک یاد ہے اور شاید بہت زیادہ کمزوریوں کے باوجود میری یہ خوبی ہے کہ مقررین کی تقریریں میں اس معزز ایوان میں زیادہ انہماک سے سنتا ہوں، ان کی یہ تقریر تھی کہ اگلی بار، شاید ان کو علم نہیں تھا کہ اگلی بار وہ حکومت میں ہوں گے، تو انہوں نے اتنی بڑی چھلانگ لگائی، انہوں نے کہا کہ "اگلی بار ہم یہ مطالبہ کریں گے کہ فیڈرل گورنمنٹ کے ذمہ ہماری جتنی رقم

* بحکم جناب سپیکر حذف کیا گیا۔

بنتی ہے' اس پر ہمیں Mark up دیا جائے''، میں سمجھتا ہوں کہ اب بھی ان کا یہ مطالبہ ہونا چاہئے لیکن اس دن بی بی صاحبہ نے فرمایا کہ ان کو آفتاب خان شیرپاؤ نے Confuse کیا ہے۔ اس بجٹ کی ایک خصوصیت یہ ہے جناب سپیکر' کہ چارسدہ سے ہمارے خان صاحب' ہمارے بزرگ اور چارسدہ سے بی بی صاحبہ' دونوں کے خیالات میں یکسانیت پائی جاتی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس بجٹ کے اچھے نتیجے سے اس صوبے کو استحکام ملے گا' میں سمجھتا ہوں اور میری سوچ شاید غلط بھی ہوسکتی ہے' جناب سپیکر' انہوں نے فرمایا کہ ان کو Confuse کیا ہے' بی بی نے پھر خیال ظاہر کیا کہ ان کی طرف سے بھی اعداد و شمار کے لحاظ سے کوئی آدمی اُٹھ کر شاید ان کو بھی Confuse کر دے اور یہ بات سن کر ہمارا دھیان فوراً حاجی عدیل صاحب کی طرف چلا گیا کہ حساب کتاب والے تو وہی ہیں۔ ہمارے دوست' افتخار خان آج کل غفور جدون کے بہت زیادہ دوست بنتے جارہے ہیں جو اس وقت موجود نہیں ہیں' جناب سپیکر' وہ بھی سمجھتے ہیں لیکن شاید ان کی کچھ مصلحتیں اور مجبوریاں ہیں کہ وہ آج کل اس پر کھل کر بات نہیں کرتے۔ جناب سپیکر' میں نے کہا کہ وہ کچھ ایسے اعداد و شمار پیش کریں گے کہ شاید انہیں confuse کریں گے لیکن انہوں نے بھی نہیں کیا کیونکہ ذاتی طور پر میری توقع یہ تھی کہ وہ وہی بات کریں گے' انہی باتوں پر وہ Stress کریں گے جو باتیں یہاں بیٹھ کر بحیثیت ڈپٹی لیڈر آف دی اپوزیشن انہوں نے کی ہیں۔ یہ بدقسمتی ہے کہ قومی اسمبلی میں قومی اسمبلی کے سپیکر صاحب فرماتے ہیں کہ ڈپٹی لیڈر آف اپوزیشن کا کوئی تصور نہیں ہے لیکن ہم ان کو ڈپٹی لیڈر آف دی اپوزیشن مانتے تھے اور جناب سپیکر' شاید آپ مجھ سے اتفاق کریں گے کہ وہ اس ایوان کے محرک ترین ممبران میں سے ہیں اور ہم ان کو قابل ترین ممبران میں سے ایک سمجھتے ہیں' تو میرا یہ خیال تھا کہ وہ یہ کہیں گے اور حکومت سے مطالبہ کریں گے کہ وہ ہمیں اپنے پیسے دے دے ورنہ بصورت دیگر ان پر Mark up اور سود دے دے۔ اب

جناب سپیکر، یہ Conditionality مانتے ہوئے ایک ایک بات پر تین تین گھنٹے بات ہوسکتی ہے۔ جناب سپیکر، میری مجبوری یہ ہے کہ میں بزرگوں کا حکم مانتا ہوں، آپ کی مجبوری یہ ہے کہ آپ کو رولز کے مطابق چلنا ہے تو یہ میرے اور آپ کے درمیان ایک تناو کی سی کیفیت ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ پر کیا گزر رہی ہے اور اس صورتحال کے پیش نظر شاید میں اپنے وہ پوائنٹ واضح نہ کرسکوں جن کو میں آج لایا ہوں۔ جناب سپیکر، جناب چیف منسٹر کی ایک گھنٹے کی تقریر پر میرے لئے کم از کم چھ گھنٹے تقریر کرنا ضروری تھا۔

(کچھ آوازیں: ہم اپنا وقت آپ کو دیتے ہیں۔)

<u>جناب احمد حسن خان</u>: .Thank you جناب سپیکر، تمام دوستوں نے مجھے اپنا وقت دے دیا، اس کو آپ Endorse کریں۔ جناب سپیکر، اب چاہئے یہ تھا کہ جب ان کے ذمے ہمارے پیسے ہیں تو ان سے ہمیں سود لینا چاہئے جبکہ سود لینا اچھی بات نہیں ہے لیکن وہ جو ہم سے لیتے ہیں تو ہمیں بھی ان سے یہ بدلہ لینا چاہئے تھا اور انہوں نے ہمیں پندرہ کروڑ روپے کا ٹارگٹ دیا ہے کہ پورا کریں گے۔ اس کے سلسلے میں آرڈیننس یا بل آیا اور پھر Amendment ہم سے آئے۔ انہوں نے کہا کہ انہوں نے حساب کتاب نہیں کیا ہے اور جب حساب کتاب نہیں کیا ہے تو کمیٹی، سیشن کے بعد بیٹھ کر ــــ اور ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ نے یہ مطالبہ کیا ہے، اگرچہ عفور جدون صاحب جو اس کمیٹی کے ممبر نہیں ہیں لیکن اس دن وہ بیٹھے تھے، میرے خیال میں Progressive زمینداروں میں ہمارے حاجی عبدالرحمان صاحب ہیں، ان کو بھی اگر آپ کمیٹی میں ڈالتے تو وہ بھی صحیح صورتحال پیش کر دیتے، بی بی صاحبہ کو اگر شامل کرتے تو وہ پیش کر دیتیں، عفور جدون صاحب کو اس میں ہونا چاہئے کیونکہ جو زمیندار ہیں، ان کو پتہ ہے۔ اب جناب سپیکر، ادھر جب ہم آئیں، وہ طریقہ ڈائریکٹ بل کی شکل میں آ گیا تو اب آپ فرمائیں، ٹھیک ہے، میں یہ بات

سمجھتا ہوں کہ ایک ماہ کے اندر اندر اس بل کی رپورٹ آجانی چاہئے اور اگر جب تک نہیں آ جاتی تو میرا یہ خیال تھا کہ اس اجلاس کے دوران جناب افتخار مہمند صاحب اُٹھ کر آپ سے یہ Request کریں گے کہ رول کے مطابق ہمیں Extention دے دیں اور تب تک یہ ٹیکس لاگو نہیں ہوگا۔ جب تک جناب سپیکر، کمیٹی جس پر ایوان نے اعتماد کیا ہے، وہ اچھی Recommendation کے ساتھ نہ آجائے حالانکہ آرڈیننس کے ذریعے اس پر پہلے سے وصولی کی جا رہی ہے۔ اب جناب سپیکر، ایک چیز آپ کمیٹی کو پیش کر دیتے ہیں، محکمہ اس پر کام کر رہا ہے، کمیٹی کے ممبرز اس پر کام کر رہے ہیں، جناب سپیکر، تو پھر وہ فنانس بل میں آجاتا ہے تو کیا یہ عوامی نمائندوں کے اختیارات سلب کرنے کا طریقہ نہیں ہے؟ جناب سپیکر، بالکل ہے۔ جناب سپیکر، مجھے ایگریکلچر ٹیکس اور اس کے بل کے متعلق آپ کے خدشات کا بھی علم ہے، مجھے محترمہ بی بی صاحبہ نے جو کسی وقت میں اظہار خیال فرمایا تھا، اس کا بھی علم ہے۔ مجھے یہاں پر جو Progressive Members ہمارے زمیندار بیٹھے ہیں، اس کا بھی علم ہے۔ پھر گڑ پر ٹیکس لگانا، Cess لگانا، جناب سپیکر، جبکہ آپ پہلے سے ہی سپرسے پر چارجز لے رہے ہیں اور پھر کیا کہہ رہے ہیں؟ یہ جو بل آپ پاس کرتے ہیں تو پھر یہ فرماتے ہیں جناب سپیکر، کہ "Government by notification any time may increase" ختم، ختم۔ جناب سپیکر، آپ کی ڈیوٹی ہے۔ یہ میری آپ سے درخواست ہے، یہ میری لیڈر آف دی ہاؤس سے درخواست ہے، یہ میری بی بی سے درخواست ہے، یہ میری ہاؤس کے تمام معزز اراکین سے درخواست ہے کہ ہم Custodian ہیں Rights of the people کے، ہم اگر ان کو اچھا دیتے ہیں تو ہم شاباش کے قابل ہیں اور اگر ہم ان کے خلاف غلط قدم میں شریک ہو جاتے ہیں تو پتھر کھانا، مارنا مقدر بن جاتا ہے جناب سپیکر-----------

آوازیں: پتھر کھانا ہوتا ہے، پتھر مارنا نہیں ہوتا۔

جناب احمد حسن خان: ایک ہی بات ہے، میں آپ کو پتھر ماروں اور آپ پتھر کھائیں تو اس میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ اب صورتحال کیا ہے؟ مسٹر سپیکر، اب تو مجھے چار گھنٹے کا موقع ملا ہے اور شکر ہے کہ اب تو صرف لیڈر آف دی ہاؤس بات کریں گے اور کسی کو تو اب اختیار نہیں ہے کیونکہ Voice vote سے مجھے یہ اختیار ملا ہے۔ سب نے کہا کہ آپ بولیں، ہماری اجازت ہے اور میں ان کو سمجھانے کی کوشش کر رہا ہوں جو کچھ میں سمجھ پا رہا ہوں جناب سپیکر اور اگر میں سمجھ نہیں پا رہا ہوں تو پھر ان کا اختیار ہے کہ یہ مجھے سمجھا دیں۔ جناب سپیکر، اس Amendment کے سلسلے میں میں اب حقائق کی طرف آ رہا ہوں اور اس ایوان میں بیٹھے ہوئے میرے تمام وکلاء دوست اس پر سوچیں، وہ تو زمینداروں کی بات تھی وہ تو ہوگئی ہے لیکن اب جناب سپیکر جو لوگ وکالت کرتے ہیں، جو قانون کو سمجھتے ہیں، اس کی جو سب سے بڑی خامی ہے، وہ ہے .'Bar of suit in Civil Courts' یہ ٹیکسز جو آپ لگاتے ہیں اس میں فنانس بل میں مسٹر سپیکر، یہ آپ بعد میں آج بالفرض یہ بھی صحیح فرما سکتے ہیں، مجھے آرڈر دے سکتے ہیں کہ یہ تو سب Consideration کے سٹیج میں ہیں لیکن پھر ان لوگوں کو اتنا وقت نہیں ملے گا، بہت تھوڑا وقت ہوگا اور جس طرح اسمبلی والے چاہتے ہیں، آپ کا سٹاف جناب سپیکر، وہ مجبور ہوتا ہے ایگزیکٹیو سے، ہیں مجبور، آپ بھی آزاد نہیں ہیں جناب سپیکر، آپ کا سیکرٹریٹ حقیقتاً آزاد نہیں ہے۔ جناب سپیکر، ان کی مجبوریاں ہوتی ہیں، تو وہ جلدی جلدی پاس کرانے میں اور آپ جلدی جلدی میں کہیں گے کہ 'Yes' ,'No', 'Yes', 'Yes' اسی میں بجٹ پاس ہو جاتا ہے اور پاس ہو سکتا ہے، اس میں کوئی بات نہیں ---------

Mr. Speaker: For the record, I strictly go by the rules, Mr. Ahmad Hasan Khan, and the rules have been framed by the Assembly.

جناب احمد حسن خان: تھینک یو، مسٹر سپیکر، مجھے مکمل یقین ہے-----------

Mr. Speaker: And I think, I will go by these rules.

جناب احمد حسن خان: بالکل ٹھیک ہے جناب۔ اب یہ فرماتے ہیں 'Bar of suit -18" in Civil Courts': No suit shall lie in any Civil Court to set aside or modify any assessment". دیکھیں جناب سپیکر، میں تو نہ وکالت کرتا ہوں، 1975 میں میں نے قانون کا امتحان پاس کیا تھا پھر سیاست میں پھنس گیا ہوں، وکالت مجھ سے چھوٹ گئی ہے لیکن آپ جناب سپیکر، معتبر وکیل رہے ہیں اس سے پہلے بھی سپیکر رہے ہیں، آپ کا تجربہ ہے، Law knowing person ہیں اور اس ایوان میں میرے اور بھی بہت سارے وکلاء دوست بیٹھے ہیں، خاصکر اورنگزیب خان ایک دفعہ ہمارے خلاف سو کتابوں کا ایک ڈھیر لائے تھے، میں ایک فقرہ آپ کی وساطت سے ان کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں، میاں صاحب، میرے بزرگ، میرے بڑے بھائی بیٹھے ہیں، ان کے علم میں بھی یہ ہے: "No suit shall lie in any Civil Court to set aside or modify any assessment, levy or collection of the tax, fee, duty or cess made under this Act and the rules thereunder". ختم۔ آپ آج اختیار دیدیتے ہیں ان کو، مجھے افسوس ہے اب میری تقریر کے دوران، میں جناب پیر صابر شاہ صاحب کا بھی بہت احترام کرتا ہوں، آپ کی وساطت سے ان کی توجہ بھی اس طرف مبذول کرانا چاہوں گا، کہ آپ سے یہ اختیارات ایک دفعہ لے لئے جائیں تو پھر کیا بنے گا؛ پھر وہ جو کرینگے، ان کے خلاف آپ کسی بھی دیوانی عدالت میں کوئی بھی Suit file نہیں کر سکیں گے، یہ ہم سے لے رہے ہیں اور جناب سپیکر، Budgeting کا جو تصور ہے، ٹیکسیشن کا جو تصور ہے، اس کا جو Background ہے، جناب سپیکر، وہ یہ ہے کہ اس میں Decrease یا Increase یا Levy of new taxes صرف اور صرف صوبے کی بنیاد پر صوبائی ممبران اسمبلی کا، وفاق کی سطح پر قومی ممبران اسمبلی کا حق بن جاتا ہے، اب اگر

آپ، چلیں یہ بات میں آپ کی مان لیتا ہوں، ایگریکلچرل ٹیکس ضروری ہے، یہ بھی میں مان لیتا ہوں کہ اس کیلئے بی بی نے جو فرمایا ہے کہ وہ ضمانت دیتی ہیں اور میں بھی ان کی ضمانت پر بھروسہ کرتا ہوں البتہ این ایف سی کے سلسلے میں مجھے شک ہے، خدا کرے کہ ان کی ضمانت کا بھرم رہ جائے کیونکہ صورتحال کچھ ایسی ہے کہ آج انہوں نے جو بتایا ہے، این ایف سی کی صورت میں جو ہمارا حق بنتا ہے، جناب سپیکر، وہ 18 ارب بنتا ہے، حساب کتاب کے لحاظ سے میں سمجھتا ہوں کہ میں نالائق ہوں لیکن جناب چیف منسٹر صاحب کے منیجر میری نسبت نالائق ترین ہیں، جناب سپیکر۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں نہیں سمجھ پا رہا ہوں، آج نیا ایوارڈ آپ لے لیں، Divisible pool سے اور این ایف سی کے ایوارڈ کے لحاظ سے آپ اپنا حصہ دیکھ لیں، اس کا حساب کتاب لگائیں تو آپ کا 18 ارب بن جاتا ہے، آپ Reflect کرتے ہیں صوبائی بجٹ میں 15 ارب۔ وہ تو اور بات ہے کہ جس طرح آفتاب خان نے بات کی، محسن خان نے اور میرے دوست سلیم سیف اللہ صاحب نے بات کی، کیا بات ہے؟ یا تو آپ حقائق کو چھپانے کی کوشش کر رہے ہیں یا دوران حکومت کچھ اور کرنا چاہتے ہیں یا پھر یہ آپ کہنا چاہتے ہیں کہ ہمارا بجٹ تو اتنا تھا لیکن ہمارا Good governance یہ تھا کہ ہم نے 18 ارب روپے وصول کئے لیکن یہ خامی تو اب بھی موجود ہے، یہ خامی پھرنکل آنے گی۔ اس پر ہم آج سمجھتے ہیں، اس کو ہم کل بھی سمجھ پائیں گے۔ جناب سپیکر، یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔ تو میں ان سے عرض کرنا چاہتا تھا جناب سپیکر، کہ یہ اختیارات اگر ایک دفعہ لے لئے جاتے ہیں تو پھر کوئی انہیں ـــــ اب اتنے بہت سارے ہیں، انشاء اللہ تعالیٰ وہ جو ہمارا فنانس کا وہ ہے، اسی کے دوران ہم یہ لے لینگے۔ اب میں نے آپ کی خدمت میں یہ عرض کیا ہے، مفروضوں والی بات، ہمیں اتنی آمدن آئے گی، میں آپ کے خیال سے اور سوچ سے متفق ہوں کہ بجٹ ہمیشہ توقعات پر بنایا جاتا ہے لیکن توقع اور مفروضے میں فرق ہے جناب سپیکر۔ آپ کی اپنی جو جائیداد

ہے جناب سپیکر، آپ کو پتہ ہے کہ گزشتہ دس، پندرہ سال میں اس سے آپ کو کتنی آمدن ہوئی ہے؟ آپ تمام تر قدرتی آفات، اجارہ داری کی صورتحال، ریٹس، کھاد اور ٹریکٹر کی قیمت کو مد نظر رکھتے ہوئے پچھلے چار، پانچ سالوں کے تجربے کی مدد سے اگلے سال کیلئے اپنی آمدن کا اندازہ لگا سکتے ہیں اور اگر پچھلے پانچ، دس سال آپ کی آمدن اوسطاً پندرہ سو روپے فی ایکڑ رہا ہے تو آپ چودہ، پندرہ سو رکھ سکتے ہیں اگلے سال کیلئے لیکن اگر آپ چودہ، پندرہ سو کی بجائے چودہ، پندرہ ہزار یا چودہ، پندرہ لاکھ رکھیں جناب سپیکر تو یہ مفروضہ ہوا۔ آپ نے مجھے ادھر فرمایا، چیمبر میں ہدایت کی، مجھے راہ دکھانے کی کوشش کی ہے کہ تمام تر بجٹ جو ہیں، یہ توقعات پر ہوتے ہیں، یہ Presumption پر ہوتے ہیں لیکن جناب سپیکر، Realistic approach یہ ہے کہ جو کچھ آپ اس سال یا پچھلے سال وصول کر رہے ہیں تو وہ ہیں۔ اب میں آپ کو ایک اور بات بتاؤں۔ یہ -----------

جناب سپیکر: احمد حسن خان، Sorry، چیمبر کښې چه کومے خبرے اوشی نو هغه Privileged وی، هغه به نه Disclose کوی۔

جناب احمد حسن خان: نہیں سر، آپ نے مجھے سمجھانے کی کوشش کی ہے اور جناب سپیکر، وہ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ آپ نے مجھے سمجھانے کی کوشش کی ہے اور میں سمجھتا ہوں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ جب تک آپ سپیکر رہیں گے، میں اس اسمبلی کا ممبر رہوں گا، آپ مجھے سمجھاتے رہیں گے اور انشاء اللہ میں آپ کی سمجھانے والی بات پر عمل کرتا رہوں گا۔ اب جناب سپیکر صاحب، چیف منسٹر صاحب نے اپنی Post budget تقریر میں فرمایا ہے، یہ جو میں کہتا ہوں کہ عوام کو * +++ کی کوشش ہے، جناب سپیکر، صورتحال یہ ہے کہ ایگریکلچرل ٹیکس 3-MS.JOB "سلسلے" NAME.J.DOIFE.P@X5.4.2.2.1 گروپ

جناب سپیکر: * + لفظ بہ Delete کوو، تاسو Misleading ویلے شئ۔

جناب احمد حسن خان: جی سر' Misleading ' غلط فہمی میں رکھا ہے' تاریکی میں رکھا ہے۔ ان کو سمجھنے کی کوشش نہیں کروائی ہے جناب سپیکر اور اس سال اس سے 25 لاکھ روپے وصول ہوئے ہیں' ان کا ٹارگٹ 15 کروڑ روپے تھا اور Revised estimate میں ٹارگٹ ساڑھے تین کروڑ روپے ہے جبکہ' میرے خیال میں چیف منسٹر صاحب چلے گئے ہیں' بی بی صاحبہ بیٹھی ہیں' چیف منسٹر صاحب نے اپنی Post-Budget تقریر میں فرمایا ہے کہ 30 جون تک ہم اس سے 60 ملین روپے اکٹھے کرلینگے' اب یہ کیا بات ہوئی؟ پوسٹ یعنی نیوز مین کے Consumption کیلئے' پبلک کے علم میں لانے کیلئے آپ اگر 60 ملین کا کہتے ہیں تو وہ 60 ملین یہاں کیوں Reflect نہیں ہوتے' آپ کیوں یہاں 35 ملین رکھتے ہیں؟ اب اگر آپ کو فنانس منسٹری کا کوئی سیکشن آفیسر' ڈپٹی سیکرٹری' سیکرٹری کا تو نہیں کہہ سکتا وہ تو سب کچھ پھر بند کر دیں گے ان کا نام لینا تو' یہ ہماری مجبوری ہے' ہم عوامی نمائندے ہیں' ہم پھر کچھ مانگتے ہیں' درخواست کر دیتے ہیں' جانا پڑتا ہے ان کے پاس' تو اب اگر اس میں 35 ملین دکھاتے ہیں اور Post-budget تقریر میں آپ فرماتے ہیں جناب سپیکر' کہ ہمیں 60 ملین' تو یہ حقیقت پسندانہ بات تو نہیں' یہ تو اب مفروضہ ہوا جناب سپیکر۔ اب آپ یہ بھی دیکھ لیتے کہ 15 کروڑ روپے کی بنیاد پر آپ جو Acreage کو لانا چاہتے ہیں' پی آئی یو سسٹم کو تبدیل کرنے کے بعد تو کیا یہ اس کمیٹی نے Discuss کرنا تھا۔ مسٹر سپیکر' زمینوں کی مختلف صورتحال ہوتی ہے' مختلف موسم ہوتے ہیں' ان کی فصلوں کی مختلف نوعیت ہوتی ہے بعض پر Cash crops اُگتی ہیں' بعض ایک فصل دیتی ہے' دوسری فصل نہیں دیتی' بعض سال میں دو فصلیں دیتی ہیں' بعض ایک فصل دیتی ہے' بعض پہاڑی قسم کی زمین ہوتی ہے' بعض بنجر ہوتی ہے' Irrigated ہوتی ہے' Non-irrigated ہوتی ہے' تو ایک Real statistic کی بنیاد پر یہ صورتحال

لا کر اسمبلی میں پیش کر دیتے اور اس کی بنیاد پر پھر آپ Assessment کراتے جناب سپیکر، کہ آپ کا کیا بنے گا؟ لیکن اس چیز کے بغیر یہ تصور کرنا، میرے خیال میں زمینداروں کے گلے پر چھری چلانا ہے۔ اب جناب سپیکر، اس میں ایک اور ظلم کی بات دیکھیں، Grievances جو ہیں، ان کی Redressal کیلئے جو Plane application آپ نے ڈپٹی کمشنر کو دینی ہے، ایس پی صاحب کو دینی ہے، اس پر اس کو دو روپے ٹیکس دینا ہے، اس حکومت کا فلسفہ کیا ہے؟ اور وہ فلسفہ بنیادی طور پر غلط ہے کیونکہ جناب سپیکر، ٹیکس لگانے کیلئے آپ نے ٹیکس کے Source کو دیکھنا ہوتا ہے۔ یہ کہتے ہیں ہم جو ٹیکس کا Base ہے، اس کو Bright کرنا چاہتے ہیں۔ ان کا یہ فلسفہ ہے۔ اس میں اب کوتاہی کیا ہے، خامی کیا ہے جناب سپیکر؟ ان کے اس فلسفے کا مطلب یہ ہے کہ ہم Ten lacks tax payers کی بجائے جن کی تعداد بہت کم ہے، یہ جو Quote کر دیتے ہیں، ہماری حکومت میں بھی، اس سے پچھلی بھی حکومت میں، کہ تیرہ کروڑ عوام میں صرف دس لاکھ لوگ ٹیکس ادا کرتے ہیں تو یہ Base اس کی بڑھانا چاہتے ہیں۔ Base بڑھانے کا مطلب یہ ہے کہ یہ فی کس، ہر پاکستانی، اگر وہ بچہ ہے یا بوڑھا، اگر وہ مرد ہے یا زن، اگر وہ مالدار ہے یا غریب، پر ٹیکس لگانا چاہتے ہیں۔ یہ بے انصافی نہیں ہے جناب سپیکر؟ ٹیکس دینے والے تو چند لوگ ہوتے ہیں، ٹیکس دینے والے تو چند طبقے ہوتے ہیں۔ میرے خیال میں ان کے اس بنیادی فلسفے میں خامی ہے کہ ہم Tax base کو بڑھانا چاہتے ہیں تاکہ ہمیں زیادہ ٹیکس آ جائے اور Tax base کو بڑھانے کا ultimate نتیجہ یہی ہوگا کہ یہ ٹیکس بڑے لوگوں سے Teckle down ہو کر غریب لوگوں کے سر پر آ جائے گا، یہ میں آپ کی خدمت میں عرض کر دوں اور ان کا یہ بنیادی فلسفہ اس سلسلے میں غلط ہے۔ جناب سپیکر، میں یہ بھی آپ کی خدمت میں عرض کرونگا کہ یہ سمجھے نہیں ہیں۔ انہوں نے یہ جو بجٹ پیش کیا ہے اور یہ جو کتاب پیش کی ہے، اس کو یہ نہیں سمجھے ہیں، اس میں انہوں نے

اپنے Good governance کی بجائے ہمارے Good governance کا سرٹیفیکیٹ دیا ہے۔ یہ ہمارے حاجی عدیل صاحب کہتے تھے اور آج بھی فرماتے ہیں کہ وزیروں کی فوج ہے۔ یہ کہتے تھے کہ یہ ایڈمنسٹریشن پر اتنے خرچ کرتے ہیں، اتنی گاڑیاں ہیں، فیول چارجز ہیں، یہ ان کے ٹیلفون کے یہ ہیں، وہ ہیں۔ یہ دعوے کرتے ہیں بجٹ میں جناب سپیکر، کہ ہم بارہ سو گاڑیوں کو نیلام کر رہے ہیں، ہم سرپلس پول بناتے ہیں، ہم غیر ضروری ـــ میں یہ بھی عرض کروں محترمہ بیگم صاحبہ کی خدمت میں کہ انہوں نے اپنی تقریر کے دوران اس دن فرمایا تھا کہ شاید کبھی کبھی ہو جاتی ہے کوئی غلطی اور وہ غلطی یہ ہو کہ انہوں نے آٹھ سو کی بجائے آٹھ ہزار لوگوں کو بھرتی کرایا۔ جناب سپیکر، یہ بات تو اسلئے غلط ہوسکتی ہے کہ آٹھ سو لوگوں کیلئے یا آٹھ ہزار لوگوں کیلئے یا دس لاکھ کیلئے خزانے میں پیسہ ہوتا ہے، بجٹ میں پاس شدہ رقم ہوتی ہے، اس کی Sanction ہوتی ہے، آڈٹ اس کا ہو جاتا ہے، یہ کبھی نہیں ہوتا کہ آسامیاں آٹھ سو ہوں اور آٹھ ہزار افراد بھرتی ہو جائیں۔ یہ اگر جس طرح میرے بھائی، جناب فرید طوفان نے بی بی صاحبہ کو یہ غلط بات بتائی ہے کہ بی بی صاحبہ ـــ اور شاید وہ خفا ہوئی ہوں گی کیونکہ وہ بھی چارسدہ آتی جاتی ہیں اور ان دنوں ان کو پتہ تھا کہ آٹے کے سلسلے میں لوگوں کو تکلیف ہے اور وہ ان پر ناراض ہوئیں کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ انہوں نے آرام سے ان کو سمجھایا ہے کہ بی بی، کوئی بھی بھوکا نہیں سویا ہے۔ کتنی عجیب بات ہے، وہ اس وقت ان کے کان کھینچتیں کہ مجھے پتہ ہے، مجھے لوگ بتا دیتے ہیں کہ کتنے لوگ بھوکے سو رہے ہیں۔ یہ میں بتا دوں گا جناب فرید خان کو، فرید خان کو نہیں بلکہ بی بی کو بتا وں گا کیونکہ ان میں بات کرنے کی جرأت ہے، بات کر سکتی ہیں اور بات کو سمجھ بھی جاتی ہیں۔ بی بی صاحبہ! اس سلسلے میں لوگوں نے خودکشی تک کی ہیں، جن کو آٹا نہیں ملا، وہ قطاروں میں کھڑے

ہوتے، جب ان کی باری نہیں آتی تھی تو وہ بجائے اس کے کہ ساٹھ روپے یومیہ کے حساب سے مزدوری کرتے ـــ بی بی سے میں یہ بھی عرض کرونگا کہ آپ پر تنقید ہوئی ہے اس صورتحال میں کہ آپ کی پارٹی کا رول، کارکنوں کا رول، منسٹر صاحب کا رول میں آپ کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ آپ کا حق بن جاتا ہے کہ اگر آپ اس چیز کو میری گستاخی سمجھتے ہیں، تو مجھے ایک تھپڑ مار دیں لیکن میں اگر یہ حقیقت آج آپ کو اس اسمبلی میں نہ بتاؤں تو میں اپنا حق ادا نہیں کر پاؤں گا۔ یہ غلط بات کرتے ہیں کہ لوگ بھوکے نہیں سوئے ہیں جناب سپیکر، اور یہ Mis-management کی وجہ سے ہوا ہے۔ The honourable Court, Supreme Court نے قرار دیا ہے اس دن کی ایک Verdict میں کہ یہ Mis-management کی وجہ سے ہوا ہے۔ 'Mismanagement' کا مطلب یہ ہے کہ انتظامیہ فیل ہوئی ہے۔ انتظامیہ کےفیل ہونے کا مطلب ہے کہ فوڈ منسٹر فیل ہوا ہے۔ فوڈ منسٹر کے فیل ہونے کا مطلب ہے کہ چیف منسٹر فیل ہوا ہے اور وہ اسلئے فیل ہوا ہے کہ انہوں نے بیوروکریسی کو Double trade پر لگایا ہے کہ آپ اپوزیشن کے خلاف یہ باتیں کریں، اگر نہیں کرتے تو تمہارا یہ انجام ہوگا۔ تو پھر ان کو بھی تو کھیلنا آتا ہے جناب سپیکر۔ Resource mobilization کے سلسلے میں میں نے پہلے بھی عرض کیا۔ یہ ان کا اپنا فرمان ہے، یہ کتنی خوبصورت بات ہے، ان کو لکھ کر دے دیتے ہیں اور انہوں نے پڑھ کر ہمیں بھی دے دیا ہے کہ "Hon'able Speaker Sir, now I present before this august House the resource generation proposal for financial year 1997-98. I would like to make it clear that we are proposing no new tax except the levy of stamp duty at the rate of Rs. 10 per application for arm license, for a non-prohibited weapon and Rs. 40 per application for issuance of arms licence in respect of

prohibited weapon and application for the grant of form. The

resource generation proposal mainly consists of rationalization

and re-adjustment in the existing taxes" یہ بہت اہم فقرہ ہے جناب سپیکر۔
آپ ایک چیز پر ایک روپیہ ٹیکس لگانا نہیں چاہتے' آپ نے نہیں کیا ہے' ٹھیک ہے' یہ مان
لیتا ہوں کہ سوائے عام کے آپ نے نہیں لگایا لیکن آپ نے Rationalization میں کیا
ہے۔ جو ٹیکسیشن کو زیادہ کرنے کا اصول ہے' وہ یہ ہے کہ وہ آپ ایک دم نہیں کرینگے
جناب سپیکر اور پھر جہاں سے آپ یہ Collect کرنا چاہیں گے' انکی Capacity کو بھی
آپ دیکھیں گے۔ یہ واحد بجٹ ہے جناب سپیکر' کہ اس Rationalization کے پردے
میں' میں جو کہتا ہوں کہ عوامی نمائندوں سے پردہ کیا گیا ہے' پردے میں رکھے گئے ہیں'
میں کہتا ہوں کہ اس Readjusment اور Rationalization کی مد میں انہوں نے جو
Existing taxes ہیں جناب سپیکر' ان کو غیر حقیقی بنیاد پر کئی گنا بڑھا دیا ہے اور اگر
آپ ان کے حجم کو دیکھیں کہ ان سے Ultimately ان کو کتنی انکم آئیگی' تو آپکو پتہ چل
جائے گا کہ کیا صورتحال ہے؟ اس پر اور بھی کافی کچھ کہا جا سکتا ہے لیکن میں جناب سپیکر'
آپ کے حکم کی تعمیل کرتا ہوں۔ میں جو کہتا ہوں کہ یہ غلط منصوبہ بندی ہے' اس پر
آپ سوچیں۔ جناب سپیکر' اور کیا فرماتے ہیں؟ پولیس کی' اپنی حکومت کی کوتاہی کو
چھپانے کے لئے جناب سپیکر یہ Periodic period لے لیتے ہیں کہ 1988 '1980 یا جو
بھی سال ہے کیونکہ اس وقت جناب سپیکر حکم فرما رہے ہیں' میں جلدی کر رہا ہوں۔ یہ
فرماتے ہیں کہ یہ جو Increase ہو رہا ہے جرائم میں' Proclaim offenders کی تعداد
میں' تو یہ کہتے ہیں کہ یہی وجہ ہے کہ ہم انہیں زیادہ Resources دیتے ہیں تاکہ وہ ٹھیک
ہو جائیں' بجائے اس کے کہ آپ نے انکو پچھلے سال' اس سے پچھلے سال اور اس سے بھی
پچھلے سال جتنا کچھ دیا ہے اور اس کے حساب سے انہوں نے استطاعت نہیں دکھائی ہے'

ڈیوٹی نہیں کی ہے جناب سپیکر، تو آپ انہیں کان سے پکڑ لیتے لیکن آپ نے تو ان کو گزشتہ دس سال میں Crimes ratio بڑھانے پر انعام دیا ہے' مزید پیسہ رکھا ہے' 13 % بڑھایا ہے جناب سپیکر اور صرف میں آپکی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس کے مقابلے میں کیا ہوا ہے؟ میں کہتا ہوں کہ یہ منصوبہ بندی کی بنیاد پر بدترین بجٹ ہے' تو وہ یہ ہے جناب سپیکر، صحت کی مد میں 492.606 ' پچھلے سال کے مقابلے میں یہ 320 ملین رکھ رہے ہیں۔ دیکھیں جناب سپیکر ' پولیس کیلئے بڑھا رہے ہیں اسلئے کہ کرائمز بڑھتے جا رہے ہیں' اسلئے کہ "گنج" کے درمیان سے لوگ آکر لوگوں کو اٹھا کر لے جا رہے ہیں۔ مجھے یاد ہے میرے بھائی حاجی عدیل' وہ ان دنوں میں' آج تو آپ ان کے محبوب سپیکر ہیں' آپ کی طرف دیکھ رہے ہیں' اس وقت ان کے اور جناب عبدالاکبر خان صاحب کے درمیان اکثر جھگڑا ہوا کرتا تھا تو یہ سپیکر کی بجائے پریس گیلری کی طرف دیکھا کرتے تھے اور جناب سپیکر ' مجھے یاد ہے کہ دو دفعہ ان کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور ایک دفعہ تو ہمارے پیر صاحب بھی بڑے جذباتی ہوگئے تھے ایک چیز پر کہ یہ بیچارے کہاں جائیں گے' یہ یتیم کیا کرینگے' ان کا کیا ہوگا؟ اس میں میں نہیں جانتا کہ گنج میں کیا ہوا ہے' اس کے اخلاقی پہلو کو میں نہیں Discuss کرتا لیکن میں کہتا ہوں کہ اگر کسی نے جرم کیا ہے' تو جرم کی بنیاد پر جسکے خلاف زیادتی ہوئی ہے' اس کے ہاتھ میں آپ قانون نہیں دے سکتے جناب سپیکر۔ اس حد تک کل پانچ سو آدمی اکٹھے ہوکر' میں انتہائی معذرت سے بی بی صاحبہ اور اپنے بھائی پیر صاحب کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں' کل پانچ سو قبائلیوں کا لشکر بمع کلاشنکوف کے آ کر چیف منسٹر کے دفتر، فرنٹیئر ہاؤس میں گھس آئیں گے اور چیف منسٹر کو اٹھا کر لے جائیں گے جناب سپیکر اور وہاں اس کے قریب ہی پولیس کا ہیڈکوارٹر ہے' پشاور جو کہ پولیس کا ہیڈ کوارٹر ہے جناب سپیکر' اس واقعے کے بعد مزید چھ مختلف واقعات ہوئے ہیں' صنعت کار کے بچے کا آپ کو علم ہے جناب سپیکر' دوسروں

کا آپ کو علم ہے۔ امن و امان کی یہ صورتحال ہے اور آپ ان کو انعام دے رہے ہیں' 13 % بڑھا دیتے ہیں۔ پھر سوشل سروس میں آپ کیا کرتے ہیں؟ جناب سپیکر' 495 کی بجائے صحت میں آپ 320 دیتے ہیں' سوشل ویلفیئر میں 8.5 کی بجائے 8.2 دیدیتے ہیں' بلڈنگ اور ہاؤسنگ میں 62 ملین کی بجائے 19 ملین دیتے ہیں۔ انڈسٹری میں' یہاں میرے دوست موجود نہیں ہیں یوسف ایوب' اس دن سرتاج عزیز صاحب کہہ رہے تھے' ان سے کہا گیا کہ آپ لوگوں کو نکال رہے ہیں' یہ کر رہے ہیں' وہ کر رہے ہیں' وہ فرمانے لگے کہ ہم انڈسٹریز کو Boost up کر رہے ہیں تاکہ وہاں Employment کے Chances میں اضافہ ہو اور اس طرح بیروزگاری ختم ہو لیکن اس کا عملی مظاہرہ کیا ہے؟ عملی مظاہرہ تو یہ ہے حاجی عدیل صاحب' اس میں میری مدد فرمائیں' ان کا First statement اس پر آیا تھا بجٹ کے ایک دن بعد' میں نے بھی Appreciate کیا ہے' جسطرح بی بی ان کے خیالات کو قدر کی نگاہ سے دیکھتی ہیں' اسی طرح میں بھی ان کے اچھے اچھے بیانات پر ان کو سراہتا ہوں اور انشاء اللہ وہ اس طرح کے بیانات دیتے رہیں گے کیونکہ وہ ڈپٹی سپیکر ہیں۔ جناب سپیکر As much ہمارے لئے غیر جانبدار ہیں جسطرح آپ کی ذات گرامی ہو سکتی ہے جناب سپیکر۔ وہ فرماتے ہیں جناب سپیکر' انڈسٹری میں 14.877 کی بجائے 9. 050 دے دیتے ہیں' Decrease ہو جاتا ہے انڈسٹری میں۔ زراعت کی مدیں میں حاجی عبدالرحمان صاحب کی توجہ آپ کی وساطت سے' عقور جدون صاحب کی' آپ کی اپنی' بی بی صاحبہ کی اور دوسرے لوگوں کی' میری تو اپنی اتنی زمین نہیں ہے' ایگریکلچر جو ہمارا Back bone ہے جناب سپیکر' یہ ان کی منصوبہ بندی ہے' اس میں کیا کرتے ہیں؟ .279 738 ملین کی بجائے یہ 246.846 رکھ دیتے ہیں۔ دیکھیں جناب سپیکر' ایک طرف آپ ٹیکس لگاتے ہیں ایگریکلچر والوں پر' آپ ان سے آمدن لینا چاہتے ہیں' آمدن کی توقعات آپ کی بڑھ جاتی ہیں۔ آپ کا Anticipated budget اس سلسلے میں کم کیا جاتا ہے۔ کیا وجہ

ہے؟ وجہ یہ ہے کہ بیوروکریٹس ہمیں اچھا نہیں سمجھتے، اسلئے کہ ہم عوام کے نمائندے ہیں، اسلئے کہ ہم عوام کی بات کرنا چاہتے ہیں جناب سپیکر، اسلئے کہ عوام ہم سے خفا ہو جاتے ہیں اور ہمیں ووٹ نہیں دیتے ہیں اور ہمیں گالیاں تک دیتے ہیں۔ اگر "گالی" غیر پارلیمانی لفظ ہو تو بے شک جناب سپیکر، اس کو حذف کر دیں۔ Regional development میں آپ کا چترال آ جاتا ہے، مانسہرہ آ جاتا ہے، جناب سپیکر، Remote areas لکی آ جاتا ہے، آپ تو ماشاء اللہ طاقت کے جو پانچ سرچشمے اضلاع ہیں جناب سپیکر، آپ ان میں سے تعلق رکھتے ہیں، صوبہ سرحد میں پانچ ضلعے ہیں جو کہ طاقت کے سرچشمے ہیں اور ایک ضلع کی خوش قسمتی تو یہ ہے کہ لیڈر آف دی اپوزیشن اور بی بی دونوں اس سے تعلق رکھتے ہیں، شکر ہے۔ اچھا، ریجنل ڈیویلپمنٹ میں جناب سپیکر، 378.077 کی بجائے 164.140 رکھ دیتے ہیں، یہ ہے منصوبہ بندی؟ جو میں نے عرض کیا کہ انہوں نے ناقص منصوبہ بندی کی ہے۔ مجھ جیسا نالائق شخص بھی اس کو کہے گا کہ یہ ناقص منصوبہ بندی ہے۔ یہ صوبائی بجٹ ہے جناب سپیکر، فیڈرل بجٹ پر میں نہیں بول رہا ہوں، صوبائی بجٹ پر بول رہا ہوں۔ فیڈرل بجٹ پر صرف اتنا بولنا کافی ہے کہ آپ کا پہلے سے 65 بلین پیسے جو ہیں، وہ کمی ہے، Deficit، آپ مزید 65 کا ٹیکس لگانا چاہتے ہیں اور آپ فرماتے یہ ہیں کہ آپ ٹیکس لگانا نہیں چاہتے، تو یہ کمی آپ کہاں سے پوری کریں گے؟ کیا بات ہے؟ 65 ارب کمی ہے، Deficit already 65 کی آپ نے مزید بڑھانا ہے Source mobalization سے اور آپ ٹیکس نہ لگائیں تو یہ کیا ہے؟ مفروضہ ہوا یا نہیں؟ جناب سپیکر، اسی طرح میں نے آپ کی خدمت میں عرض کی، پولیس کی یہ کارکردگی ہے، پیشہ ورانہ کارکردگی۔ جناب سپیکر، اب میں آٹے کے سلسلے میں عرض کرونگا۔ یہ ضرور اس پر سوچیں، Mis-management سے ہوا ہے۔ مجھ تک ایک بات پہنچ گئی ہے کہ شاید گوداموں میں ــــ بات ہو سکتی ہے، اس میں شاید حقیقت نہ ہو، کہ شاید گوداموں میں ایک لاکھ ٹن گندم کی کمی کا کچھ ہوا ہے،

کس حد تک حقیقت ہے اس بات میں۔ اس میں بھی انشاء اللہ منسٹر صاحب دیکھ رہے ہیں، مجھے بتانے کی کوشش کرینگے کہ آیا یہ بات جو مجھ تک پہنچ چکی ہے، حقیقت پر مبنی ہے یا نہیں ہے۔ تو میں ناسمجھ نہیں ہوں کیونکہ وہ مستقل سیاسی ورکر ہیں، خادم ہیں اور غلط بات کبھی نہیں کہیں گے کیونکہ ایک دفعہ Elect ہونے کیلئے نہیں آئے ہیں، انشاء اللہ عمر بھر Elect ہونے کی کوشش کرتے رہیں گے۔ مقدر میں ہوا تو آتے رہیں گے اور اگر نہیں ہوا تو نہ ہوں گے۔ جناب سپیکر! یہ ذخیرہ اندوزوں، کارخانہ داروں کی اور سٹیٹ بد انتظامی کا نتیجہ تھا اور جناب حاجی صاحب نے فرمایا کہ حکومت کے کمال کو دیکھو کہ ایک دن بھی کوئی مل بند نہیں ہوا۔ یہ تو ہم بھی کہتے ہیں کہ ایک دن بھی مل بند نہیں ہوا اور گندم کی کمی بھی نہیں تھی لیکن آٹے کی بوری پانچ سو، چھ سو اور سات سو روپوں میں لوگوں کو نہیں مل رہی تھی بلکہ پندرہ سو روپے میں مل رہی تھی۔ اب سات سو کے بجائے پندرہ سو روپے تک کے درمیان میں جو بوری مل رہی تھی اس پر جس کسی کے مزے تھے، اس کا کھوج لگائیں، ان کی حکومت ہے۔ اگر کارخانے دار ہے، اگر وہ کوئی ڈیلر ہے، اگر ورکر ہے، اگر وزیر صاحب ہیں، جو کوئی بھی ہے، جناب سپیکر، وہ اس سلسلے میں بے شک کارروائی کر سکتے ہیں اور یہ بی بی کی خدمت میں عرض کروں گا انتہائی عاجزی سے کہ بہت سارے غریب لوگ بہت ساری راتیں بھوکے سوئے ہیں۔ یقین جانیئے جناب سپیکر، مجھے یہ بات نہیں کہنی چاہئے تھی۔ ایک آدمی میرے سامنے آیا اور اس نے رو کر کہا کہ خدا گواہ ہے کہ گزشتہ تین دنوں سے میرے بچوں نے کھانا نہیں کھایا ہے اور مجھے یقین ہے کہ آپ میری بات پر یقین کریں گے اور مجھے یقین ہے کہ بی بی بھی میری بات پر یقین کریں گی۔ یہ میں ان کی خدمت میں عرض کر رہا ہوں۔ جناب سپیکر، جو کچھ میرے بس میں تھا، میں اللہ کی رضا کیلئے دے سکا، میں نے اسے دیا، میں اسے آٹا نہیں دے سکا کیونکہ ہمیں As a Member کوٹہ نہیں مل رہا تھا۔ اس ضمن میں میرا مطالبہ ہے جناب

سپیکر صاحب، کہ ہائی لیول جوڈیشل انکوائری ہونی چاہئے، ہائی لیول، ختم بات۔ میں جو کہونگا، وہ غلط ہے اور وہ جو کہے گا، وہ غلط ہے۔ جناب سپیکر، ہائی لیول جوڈیشل کمیٹی ہونی چاہئے سپریم کورٹ کی یا ہائی کورٹ کی، جس کسی کی ذمہ داری ہے جناب سپیکر، وہ اس پر کارروائی کرے ---

جناب سپیکر: جناب احمد حسن خان، هاؤس چه هغه د شپږو، شپږو گهنټو او څلورو، څلورو گهنټو آواز کړے وو، نو په دے ضمن کښې به زه لږ ستاسو Attention رول 142 سب رولز (3) ته راګرځول غوارم۔ د هاؤس اختيار کښې دا شے نه دے چه چا له Extention ورکړي۔ Time fixation چه دے، This is mine او ما تاسو له ----------

Mr. Ahmad Hasan Khan: I take further only ten minutes.......

جناب سپیکر: مطلب مے نور څه نه دے، تاسو ټولو دير ښه ښه تقريرو نه مخکښې هم کړي دي، تاسو هم کړي دي، مطلب زما دا دے چه چيف منسټر ته يا فنانس منسټر For that matter ------------

جناب احمد حسن خان: ورته به کښينو سر۔

جناب سپیکر: چه هغه تاسو ته څه جواب درکړي چه ستاسو Expalanation اوکړي۔ نو مهرباني اوکړئ، لږ کوشش اوکړئ ځکه چه بيا هر يو ممبر ما ته هم دغسے اهم دے لکه څنګه چه تاسو يئ۔ بيا بل خفه کيږي چه ما ته لږ ټائم ملاؤ شو۔ نو دا به ستاسو ډيره مهرباني وي، Thank you very much.

جناب احمد حسن خان: بس جناب سپیکر، آپ کی مہربانی ہوگی، میں صرف دس منٹ اور لے لوں گا اور وہ بھی حاجی عدیل کے ٹائم سے بیس منٹ کم ہوں گے انشاء اللہ۔ دس منٹ کم گیارہ ہیں سر۔ جناب سپیکر، میں نے اس میں یہ عرض بھی کی تھی کہ یہ جو بجٹ

ہے، اس میں ہماری سابقہ حکومت، اور میں نے وہ بات شروع کی تھی اس وقت، پھر بیچ میں رہ گئی کہ یہ ہماری حکومت کی Good governance کا ثبوت ہے۔ اس میں آپ کا جو خیال ہے، آپ سے مراد سے جناب سپیکر، جب میں یہ عرض کرتا ہوں تو 'آپ' سے میری مراد حکومت ہے، تو ان کا یہ جو خیال ہے، یہ اس سال لوگوں کو نکالنے کے باوجود، جناب سپیکر، یہ ان کے بقول غیر ضروری نوکریاں نہ دینے کے باوجود، سرپلس پول بنانے کے باوجود، حقیقت پسندانہ پالیسی پر عملدرآمد کرنے کے باوجود، بارہ سو گاڑیوں کو واپس لینے کے باوجود جناب سپیکر، آپ مجھے یہ بتائیں کہ یہ سب جب ہو جاتا ہے، تب بھی آپ کا جنرل ایڈمنسٹریشن کا جو Anticipated budget ہے، وہ بڑھ جاتا ہے، کیوں؟ 641.320 کی بجائے وہ 688.874 ہو جاتا ہے، کیوں؟ جناب سپیکر، اب یہ مجھے آپ بتائیں، یہ خود چیف منسٹر صاحب پوسٹ بجٹ تقریر میں فرماتے ہیں کہ محصولات کی مد میں 15.1 فیصد اضافہ ہوا ہے تو کیا یہ کریڈٹ ان کو چلا جاتا ہے؟ جناب سپیکر، فروری کے آخر میں آئی ہوئی حکومت جون کے شروع میں دعویٰ کرتی ہے کہ ہم نے یہ کیا ہے۔ یہ ہماری پالیسوں کا نتیجہ ہے۔ جناب سپیکر، میرے دوست ابھی تک نہیں آئے اسلئے میں نے موقع سے خوب فائدہ اٹھایا ورنہ کبھی کبھی اے این پی کے دوستوں کی یہ خوش قسمتی ہوتی ہے کہ بی بی نہیں ہوتیں تو وہ دل کی بات کر دیتے ہیں، اب آج وہ تشریف فرما ہیں، تو وہ نہیں کر سکیں گے۔ ہماری خوش قسمتی یہ ہے کہ آج آفتاب خان موجود نہیں ہیں، ہم بھی دل کی بات کر دینگے۔ کیبنٹ میٹنگ میں جناب سپیکر______

<u>جناب فرید خان طوفان</u> (وزیر خوراک): جناب سپیکر صاحب، زه او وایم، خوش قسمتی داده چه بی بی \-\-\-\-\-\-\-\-\-\-

<u>جناب احمد حسن خان</u>: میں عرض یہ کرونگا کہ یہ کیبینٹ میٹنگ کے دوران میری ہی تجویز تھی۔ جناب سپیکر، میں نے ہی یہ عرض کی تھی، اور بیٹھے ہیں، اس پر بات بھی ہوئی

تھی' کچھ تلخ کلامی بھی بعد میں ہوئی تھی۔ مجھے اپنی حیثیت معلوم ہے۔ میں کہتا ہوں کہ Accountability کیلئے کیا اصول ہونا چاہئے؟ یہ اصول کہ کل میری کیا حیثیت تھی' آج میری کیا حیثیت ہے' میری نوکری میں مجھے کتنی تنخواہ ملتی ہے' میری جائیداد کتنی ہے' مردان میں میرے کتنے بنگلے ہیں' حیات آباد میں میرے کتنے بنگلے ہیں؟ میں نے ایک دفعہ یہ عرض کی تھی' بی بی نے صحیح فرمایا تھا کہ اس کیلئے تو تبلیغ کرنی چاہئے۔ میں نے کہا کہ جب تک عوام کا یہ موڈ نہ بن جائے کہ وہ برے کو برا سمجھیں اور اچھے کو اچھا سمجھیں' جب وہ برے لوگوں سے نفرت نہ کرنے لگیں' جب وہ رشوت لینے والوں کو برا نہ سمجھیں تو یہ Competition جاری ہے' وہ حق بجانب ہیں۔ بی بی نے مجھ سے فرمایا کمیٹی کی میٹنگ میں کہ "احمد حسن خان"' وہ بڑی عزت سے میرا نام پکارتی ہیں کہ "تم ٹھیک کہتے ہو لیکن اس کیلئے تو تبلیغ چاہئے اور بہت سارا وقت" لیکن شروع تو کیا جانا چاہئے ناں۔ یہ کتاب پر لانا چاہئے کہ کس کی کیا حیثیت تھی' ایک سرکاری افسر کی' ایک سیاسی آدمی کی' میں کہتا ہوں کہ پیپلز پارٹی کی گورنمنٹ میں لوگوں نے ناجائز پلاٹس شاید دیئے ہوں گے تو کیا کسی اور نے نہیں دیئے؟ جناب سپیکر' اگر اسلام آباد میں دیئے جاچکے ہیں تو کیا سارے لاہور کے جو اچھے اچھے پلاٹس ہیں' ان کی تین چوتھائی اپنے سیاسی لوگوں کو اور اپنے عزیز و اقارب کو نہیں ملے ہیں؟ جناب سپیکر' میں داد دیتا ہوں اپنے بھائی' جناب اسفندیار خان کو' یہاں سے وہ قومی اسمبلی میں ہیں' وہ کہتے ہیں' پرسوں حاجی عدیل صاحب نے کہا کہ ان کا وہاں پر کوئی نمائندہ نہیں ہے' ادھر وہ ہمارے نمائندہ ہیں' اس صوبے سے گئے ہوئے ہیں' ہمارے نمائندہ ہیں' انہوں نے اس دن کہا کہ یہ بہت باریک بات ہے اور اس Accountability اور Victimization کے درمیان لائن کھینچ لو۔ آج لوگ سمجھتے ہیں' انہوں نے فرمایا ہے' وہ میرے ساتھ ہے' میں آج آپ کے سامنے ان کی تقریر سے اقتباس پڑھ کر سناتا ہوں کیونکہ ان کی تقریریں میں پڑھتا اور سنتا

ہوں۔ وہ اکثر اوقات بہت اچھی باتیں کرتے تھے، اسفندیار۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

(آوازیں: کیا اچھا ہوتا کہ آپ اپنے وقت میں ان باتوں پر عمل کرتے۔)

جناب احمد حسن خان: تو کل ہم نے عمل نہیں کیا ہے، آج انہوں نے بھی قسم کھائی ہے کہ یہ بھی نہیں کریں گے۔ آفرین، شاباش۔ وہ تو جیسے نجم الدین خان نے کہا کہ تمہارا حشر کسی اور سے زیادہ برا ہوگا۔ (قہقہے) جناب سپیکر، کیبنٹ میٹنگ میں، اور افتخار خان ابھی تک نہیں آئے ہیں، میں نے کہا کہ یہ ایسے ہی جا رہے ہیں، یہاں تک کیا ہوا ہے کرپشن کا، آپ سیاسی لوگ تو ایک دوسرے کے خلاف باتیں کرتے ہیں، میں اب اپنے تمام ممبروں سے درخواست کرتا ہوں کہ سی اینڈ ڈبلیو میں ایس ڈی او کمیشن لیتا ہے یا سب انجینئر، یہ تو پرانی بات ہوئی، جناب اب کیا ہوتا ہے کہ جو بجٹ آفیسر ہے، وہ بھی کمیشن لیتا ہے۔ پھر فنانس ڈیپارٹمنٹ میں آپ Releases کرتے ہیں، جو تگڑا ٹھیکیدار ہوتا ہے، وہ فنانس ڈیپارٹمنٹ میں سیکرٹری، ڈپٹی سیکرٹری، سیکشن آفیسر وغیرہ تک یا دوسرے ڈیپارٹمنٹ میں یا اپنے ڈیپارٹمنٹ تک چلے جاتے ہیں، انکار کرسکتا ہے کوئی اس بات سے؟ نہیں کرسکتا ہے جناب سپیکر۔ اب کیا پہلے Principal ammount جو لگتا تھا جناب سپیکر، 18 to 25 رشوت میں چلا جاتا تھا Hardly اور یہ بہت پرانی بات ہے۔ ہم نے پہلے بھی کہا ہے جناب سپیکر، یہ بات میں نے کیبنیٹ میٹنگ میں کہی تھی، افتخار خان اس کے گواہ ہیں اور اس میں یہ فیصلہ ہوا کہ 20 % cut اس پر لگایا جائے یہ جو انکے Expenses ہیں اور اس کا نتیجہ یہ آیا ہے کہ 97-1996 کا جو آپ کا اے ڈی پی تھا، جس کا کریڈٹ جناب چیف منسٹر صاحب لینا چاہتے ہیں۔ اپنی پوسٹ بجٹ تقریر میں جناب سپیکر، وہ یہ کہتے ہیں کہ ان کے محصولات میں اتنے فیصد اضافہ ہوا ہے اور جنرل ایڈمنسٹریشن میں کمی ہوئی ہے جب کہ انہوں نے جنرل ایڈمنسٹریشن کیلئے اگلے سال کیلئے زیادہ پیسے رکھے ہیں۔ جناب سپیکر، اب چونکہ باتیں اور بھی ہیں، اسلئے میں آپ کا حکم مان لیتا ہوں

لیکن میں آپ سے یہ درخواست کروں گا کہ ملاکنڈ ڈیویلپمنٹ پیکج جو تھا یہ حقیقت پر مبنی ایک منصوبہ بندی تھی اور میں یہ درخواست کروں گا کہ لوگ جب شریعت کے نفاذ کے سلسلے میں اٹھ کھڑے ہوئے تھے تو ایک پہلو یہ بھی سامنے آیا تھا کہ یہاں پر بے روزگاری ہے اور اس لحاظ سے لوگو ں کو کچھ دینا چاہئے' سوچ سمجھ کر اس کیلئے منصوبہ بندی کی گئی' اس کیلئے پیسے آئے ہیں' کوئی یہ Deny نہیں کرسکتا' اس میں پیسے آئے ہیں۔ جناب سپیکر' کم یا زیادہ وہ اور بات ہے' اس وقت ٹریژری بنچز میں دس ممبر تھے پیپلز پارٹی کے' آج ماشاء اللہ ملاکنڈ ڈویژن سے تین کے علاوہ سارے میرے دوست ٹریژری بنچز سے تعلق رکھتے ہیں' میں ان کو تمام باتیں بتا سکتا ہوں۔ میں آپ کی وساطت سے حکومت سے درخواست کرتا ہوں کہ ملاکنڈ ڈویژن ایک Under developed area ہے اور بالخصوص سیاحت کی مد میں اس کو ترقی دینا چاہئے اور پھر جناب سپیکر' لواری ٹنل تعمیر کرنا بیحد ضروری ہے اور خاصکر آج آپکی جو Political situation ہے' جو افغانستان کے بارڈر پر تاجکستان کی صورتحال ہے' اس کی یہ Feasibility اس گہری سوچ سے نہیں دیکھنا چاہئے کہ آپ کی Income generation کیا ہوگی اور اس کی Rebate کیا ہوگی؟ جناب سپیکر' اس کو اہمیت نہیں دینی چاہئے۔ اس کے علاوہ جناب چیف منسٹر صاحب نے اس دن فرمایا تھا کہ انہوں نے عا م سیاسی انتقام کو ایک طرف رکھ کر On-going schemes سب کیلئے کر دی ہیں۔ جناب سپیکر' ہماری تو پچھلے سال کی جتنی بھی On going سکیمیں تھیں' میرے حلقے کا ہائر سیکنڈری سکول تھا' ڈگری کالج تھا' ڈگری کالج تیمرگرہ کیلئے پل کی تعمیر اس میں شامل تھی' جناب سپیکر' ایگریکچر ریسرچ سنٹر تھا۔ صرف اس حلقے کا اسلئے کہہ رہا ہوں کہ شاید دوسرے ایسی صورتحال سے دوچار ہیں' یہ بات ان سب کے ساتھ ہوئی ہے' جناب سپیکر' ان کو بحال کیا جاناچاہئے۔ دیر ایک پسماندہ ضلع ہے' ملاکنڈ ایک پسماندہ ضلع ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کٹ موشن کے مرحلے پر مجھے ضرور موقع دیں گے۔ میں آپ کی

وساطت سے اپنے دوستوں سے یہ درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ وقت آ گیا ہے، یہ آخری موقع ہے جو ہمیں ملا ہے، آخری ہے، آخری ہے۔ جناب سپیکر، میں اپنے دل میں دوستوں کیلئے یہ دعا اکثر کرتا ہوں کہ یہ کامیاب ہو جائیں، اگر یہ کامیاب ہو جائیں گے جناب سپیکر، تو سٹیٹ سسٹم کامیاب ہوگا۔ اب اگر یہ فیل ہو جائیں گے تو Successively اگر تین گورنمنٹ فیل ہو جاتی ہیں تو اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟ سسٹم کے خلاف لوگ ہو جائیں گے جناب سپیکر۔ گلی کوچوں میں بغاوت ہوگی جناب سپیکر۔ میں ایجوکیشن منسٹر کو داد دیتا ہوں اور یہ اسلئے ہوگا کہ شاید ان کی لیڈر شپ کی اور کمبائنڈ گورنمنٹ کی ان کو یہ ہدایت ہوگی جو کہ وہ ملازمتوں کے سلسلے میں میرٹ اپنا رہے ہیں، میں ان کو شاباش دیتا ہوں اور میں کہتا ہوں کہ اس پر عملدرآمد کیا جائے لیکن اس کے ساتھ ساتھ جناب سپیکر، میں ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہوں گا اور یہ ایک سیکٹر کے سلسلے میں صرف عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہماری ایجوکیشن کی جو صورتحال ہے وہ بہت بری ہے م بہت تباہ حال ہے۔ کم از کم میں اپنے ڈسٹرکٹ کی حد تک کہہ سکتا ہوں کہ ہمارے ڈسٹرکٹ میں ایک استانی کو پانچ کا پہاڑہ نہیں آتا۔ اس سسٹم میں سزا اور جزا کا تصور ہونا چاہئے، اس میں Political affiliation کا شائبہ نہیں ہونا چاہئے، اچھے لوگو ں کو لانا چاہئے، اچھے لوگوں کو شاباش دینا چاہئے۔ اچھے لوگوں کو شاباش اور برے لوگوں کو سزا دینی چاہئے تاکہ ان کے مابین اچھائی کیلئے Competition ہو۔ جناب سپیکر، میں آپ کا مشکور ہوں، میری تقریر کا تین چوتھائی حصہ رہتا ہے لیکن میں آپ کے حکم کی تعمیل کرتا ہوں۔ تھینک یو۔

(تالیاں)

Mr. Speaker: Thank you.

بیگم نسیم ولی خان: Point of explanation باندے ولاړه یمه، که اجازت وی؟

جناب سپیکر: دا خبره ما پخپله کوله، بی بی که یو منټ تاسو ما له راکړئ- یو

سیکنډ، ما وئیل چه دا کوم کوم نومونه دوئ واغستل نو هغه کسان که څه Explantion کول غواړی نو بیا د اوکړی- ولے چه هغه به هم کوی او د دوئ نوم نے زیات واغستو، ستاسو نوم نے زیات واغستو، زما نے هم واغستو نو تاسو خیر دے، خپل اوکړئ نو بیا زه --------

بیګم نسیم ولی خان: نور سلسلو کښې زه وضاحت کول نه غواړمه خکه چه هغه د پښتو خبره "چه نمر په ګوته نه پټیږی" د دوئ هغه Good government چه وو، هغه هم خلقو لیدلے دے او دا اوسنے حال به هم خلق وینی- یوه خبره کومه، دا اعداد و شمار غلط ښودلی دی، زه به ورته دومره Request ستاسو په وساطت اوکړم چه لږ د ایجوکیشن ډیپاټمنټ ته ورشی، دا ما چه کومه خبره کړے ده، ما د ایجوکیشن ډیپارټمنټ د ریکارډ نه کړے ده او هغوی سره مے یو Meeting کړے دے، د کمیټئ ممبران به دلته کښې ناست وی، د احتساب کمیټئ Meeting مے کړے دے، په یو Meeting کښې راته نے یو اعداد و شمار ښودلے دے نو زما خیال دے څه د پاسه د دریو زرو نه نے شروع کړے ده- بیا مے ورته ونیلی دی چه فائنل خبره اوکړئ خکه چه زه به نے په ریکارډ راولم، د دے نه پس به یوه خبره نه منم- بیا نے ونیل چه مونږ له وخت راکړه، بیا نے وخت اغستے دے- بیا شپږ زرو ته ختلی دی، بیا نے وخت اغستے دے، بیا اته زره او نهه سوه کسانو ته ختلی دی- دا د احتساب کمیټئ په ریکارډ پوورت دے، Minutes نے احمد حسن خان کتلے شی او مشکل دا دے چه احمد حسن خان ته به څه پته وه خکه چه ایجوکیشن منسټران چه دی هغه خو نور وو- ایجوکیشن منسټران که دلته کښې ناست وے، دوه وو که له درے وو، نه یمه خبر که هغوی ناست وے هغوی به ترے خبر وو، دا په

ریکارډ شته۔ دے د ورشی، زه به ورته اووایمه، هغه Minutes د راواخلی، د ایجوکیشن ډیپارټمنټ هغه Minutes د اوګوری چه په هغه کښې ما نهه زره ونیلی دی، دا اته زره او نهه سوه کسان دی۔ تاسو ریکارډ اوګورئ او ما ونیل چه لیکلے را له راکړئ چه خکه دا به سبا له مونږه په ریکارډ کښې ایږدو چه دا دومره خلق اغتسے شوی دی او ورسره دا خبره ده چه دا خلق اغستے شوی دی په پیسو باندے ---------

جناب محمد ہاشم خان (وزیر تعلیم)، سپیکر صاحب --------

جناب احمد حسن خان: صرف په دے ضمن کښې دومره عرض دے جناب سپیکر صاحب، چه لکه مثلاً Sanctioned Post وی، دے محکمو کښې قسم قسم کهپلے کیږی، هغه دا ده لکه مثلاً هغه Sanctioned پوسټونو چه کوم دی----

جناب سپیکر: دا داسے خبره ده کنه، دغه کوم Clarification چه بی بی اوکړو کنه، د هغے مقصد دا نه دے، د هغے مقصد دا دے چه دا نامکنات شوی دی نو تاسو خیردے، هغه اوګورئ، د هغے کمیټئ Minutes اوګورئ، دا څه دومره خبره خو نه ده، هغه خو به راخی تاسو ته۔

بیگم نسیم ولی خان: سپیکر صاحب، که تاسو اجازت ورکړے نو منسټر ولاړ دے او On record هغه سره شته چه په یو پوسټ څلور، پنځه کسان، نو اوس به درته اوښائی۔

جناب سپیکر: بی بی، داسے کار به اوکړو --------

وزیر تعلیم: جناب سپیکر صاحب، زه-------

جناب سپیکر: یو سیکنډ، زه عرض کومه جی، داسے کار به اوکړو چه دا د چا چا په دے کښې ذکر راغے، ما مخکښې منسټرانو ته اجازت بالکل نه ورکولو،

مونږه ونیل چه چیف منسټر به کوی خو چونکه احمد حسن خان داسے یو Proposition په مینځ کښ را اوستو چه اوس کم از کم د دوو منسټرانو Explanation ډیر ضروری دے- یو به کوی فرید طوفان، هغه ته ئے ډائریکټ ونیل چه ته به جواب ورکوے- یو به د ایجوکیشن منسټر کوی خکه چه په هغوی باندے ډائریکټ یو څیز داسے راغے ولے چه دا څیز څی عوامو ته، دا پریس والا ناست دی، دا ټولے دنیا ته به څی، نو د دے هرګز دا مطلب نه دے چه یو Right تیر شی او هغه باندے بیا یو څیز ــــ دا زه نه وایمه چه احمد حسن خان خدائے مه کړه، چه داسے خبرے به ئے کړے وی خو پوهه ولو د پاره، د قوم پوهه ولو د پاره دا ډیره ضروری ده- نو تاسو مهربانی اوکړئ، ما لږ خپل سسټم ته پریږدئ چه زه په هغه خپل طریقه باندے دغه اوکړم بیا به زه دوئ له موقع ورکوم ترماښام اوه بجو پورے، د شپے نهه بجو پورے، د شپے لسو بجو پورے که تاسو نه تنګیږئ- زه تاسو سره ناست یم او ما ته Power شته، فی الحال پورے رولز چه څنګه دی، هغه کښ ما ته Power شته چه څومره پورے کول غواړم، زه ئے کولے شم- دا تاسو ماله اختیار راکړے دے نو لږه مهربانی اوکړئ چه Systematically لاړ شو- باقی د چا چا دغه چه راځی، بالکل به Explanation کوو-

<u>حاجی محمد عدیل</u>: جناب سپیکر! میرا بھی Point of personal explanation ہے کیونکہ احمد حسن صاحب نے ایک بات کی ہے میرے حوالے سے ---------

<u>جناب سپیکر</u>: ستاسو حواله چه پکښ راغلے ده زه به بیا په آخره کښ آواز کومه چه د چا څه وی نو اووایئ خو بالکل ستاسو به اووایئ -------

<u>جناب احمد حسن خان</u>: په آخره کښ جناب سپیکر، ټولو له به زه جواب

ورکومه ---------

جناب سپیکر: چه د چا څومره خوښه وی نو ---------

جناب احمد حسن خان: که دا چه دوئ څه وائی جناب سپیکر، نو بیا به زه جواب ورکومه ---------

جناب سپیکر: نه نه، بالکل به که خیری نن به دا دغه ختموو، نن به که خیری دا دغه ختموو چه څه خبره وی په هغه باندے دغه کیږی خو مهربانی اوکړئ لږ چه دا خپل روټین طریقه باندے روان یو نو دے د پاره چه ما په مینځ کښ دا نورے قیصے نه پریښودے نو I could foresee چه بیا به تیرے دا دغه راځی۔ احمد حسن خان، خپل Explanation به تاسو ته دا درکړم، تاسو بار بار، څو څو ځله Reference اوکړو چه په هغه پنځو ضلعو کښ جناب سپیکر صاحب ته هم نے، نو مهربانی به اوکړئ زما اے ډی پی به اوګورئ چه زما په دے ټوله اے ډی پی کښ سوائے د یو واټر سپلائی سکیم نه چه هغه به زه واپس کړم ځکه چه د واټر سپلائی سکیم هغه اهمیت تلے دے هغه چه کوم نے وو چه به پکښ یو نوکر وو او چپ به پکښ دغه وو، هغه به پنځه دغه وی نو هغه تاسو لږ اوګورئ، ما سره څه نشته۔

جناب احمد حسن خان: سیاسی طور تاسو د طاقت سرچشمه یئ، دا نه ده جی، لیډر شپ د دے ضلعو نه دے۔

جناب سپیکر: محترم پیر صابر شاہ صاحب، پلیز۔

سید محمد صابر شاہ: نحمده و نصلی علی رسوله الکریم ہ اما بعد فاعوذ باللّٰه من الشیطان الرجیم ہ بسم اللّٰه الرحمن الرحیم ہ جناب سپیکر! میں مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے آج اس بجٹ دستاویز پر جو کہ اس اسمبلی میں پیش ہوا، اپنے خیالات کے اظہار کا موقع

دیا۔ میں سوچ رہا تھا کہ یہاں بیٹھ کہ میں اس بجٹ کے حوالے سے کہاں سے شروع کروں اور کہاں پر اس کو ختم کروں؟ کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ اس بجٹ کے بارے میں جتنا کچھ حکومت کی طرف کہہ دیا گیا ہے اور جتنا Facts and figures کے حوالے سے یہاں پر باتیں کی گئی ہیں اور خصوصاً اپوزیشن کو میں ضرور داد دوں گا کہ آج جس طرح اس بجٹ پہ انہوں نے اس معزز ہاؤس اور پوری قوم کی آنکھوں میں دھول ڈالنے کی کوشش کی ہے اور جس طرح، میں کہونگا کہ پوری قوم کو * ++ کی کوشش کی ہے، تو مجھے یقین ہے کہ آپ اس لفظ * + کو Expunge کریں گے، اسلئے میں یہ نہیں کہونگا بلکہ اس کیلئے کوئی لفظ ہی ڈھونڈوں گا جو ابھی میرے لئے ممکن نہیں ہے آج لیکن -----------

جناب سپیکر: تاسو پخپله اومنله نو. Those words are expunged.

جناب علی افضل خان جدون: نہیں جی، * + کو کیوں Expunge کریں؟ This is not un-parliamentary.

جناب سپیکر: كه چرے یو ممبر صاحب یو Suggestion كوی چه دا لفظ د Expunge شی، Then I am bound to do that ----------

Mr. Ali Afzal Khan Jadoon: This is not un-parliamentary word and you should not expunge those words which are not un-parliamentary.

سید محمد صابر شاہ: جناب، میں نے اپنے خوف کا اظہار کیا ہے -----------

Mr. Speaker: Just for your information, if a speaker himself says that such words should be deleted from his speech, then I am bound to do that, you follow me.

سید محمد صابر شاہ: میں نے اپنے خدشے کا اظہار کیا تھا بہرحال میں مشکور ہوں جی کہ آپ نے اس کو میری خواہش سمجھ کر اور اس پر آپ نے رولنگ دی تو جناب سپیکر، جس طرح اس موجودہ بجٹ میں اپوزیشن کے جناب آفتاب احمد خان شیرپاؤ کی طرف سے اور آج احمد حسن خان صاحب نے جس طرح سے اس بجٹ پر تنقید کی تو میں کیا کہوں جی؟ یہ میں ضرور کہونگا اور انہیں داد بھی دینی چاہئے کہ انہوں بڑے ہی خوبصورت انداز میں اپنے سابقہ تین سالہ دور، تاریک دور پر جس طرح چادر ڈال کر اور ایک خوبصورت انداز میں اور بالکل معصوم طریقے سے وہ اس ہاؤس کے سامنے آئے ہیں تو اس سلسلے میں میں یہ ضرور کہوں گا کہ:۔

خنجر پر کوئی داغ نہ دامن پر کوئی چھینٹ
تم قتل کرے ہو کہ کرامت کرے ہو (تالیاں)

جناب سپیکر، حقیقت یہ ہے کہ اس بجٹ پر اپنا جو انصاف کا تقاضہ ہے اور اس بجٹ پر اگر ہم بات کریں گے تو ہمیں ضرور اس ملک کے موجودہ حالات اور موجودہ حکومت کو ورثے میں دیئے گئے حالات کو اگر ہم نظرانداز کریں گے تو ہم، چاہے وہ اپوزیشن میں ہو، چاہے وہ گورنمنٹ ہو، کوئی بھی اس بجٹ کے ساتھ انصاف نہیں کرسکے گا اور کوئی بھی اس کی حقیقت، اس کی تہہ تک نہیں پہنچ سکے گا اور اس کیلئے جناب سپیکر، یہ ضروری ہے کہ ہم گزشتہ جو دور، جو تین سالہ دور تھا، اس تین سالہ دور کو ہم سامنے رکھیں ۔ جناب سپیکر، یہ بڑے افسوس اور بڑے دکھ کی بات ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ پاکستان کی تاریخ میں ایک بدنما داغ جو اس ملک کے اوپر لگایا گیا کہ 'Transparency International' نے اپنی رپورٹ میں گزشتہ حکومت کی تین سالہ مسلسل اس قوم کے ساتھ، اس ملک کے ساتھ، اس ملک کی تقدیر کے ساتھ، اس ملک کے رہنے والوں کے ساتھ تین سال جس بیدردی سے اس ملک کو تباہی کی طرف لیکر گئے ہیں، اس کے نتیجے میں اس ادارے نے اپنی رپورٹ

میں پاکستان کو کرپشن کے لحاظ سے دنیا کا دوسرے نمبر کا ملک قرار دیا ہے۔ (شیم، شیم) جناب سپیکر! حقیقت یہ ہے اور احمد حسن خان صاحب سے میں بہت متاثر ہوں کہ وہ ہر زبان میں بات کر سکتے ہیں۔ حکومت میں بھی خوبصورت بات کرتے ہیں اور اپوزیشن میں بھی کوشش کرتے ہیں کہ خوبصورت بات وہ کہیں لیکن جناب سپیکر، میں سوچ رہا تھا کہ اس بجٹ میں نہ قومی اسمبلی کے اندر اور نہ صوبائی اسمبلی کے اندر کہ ایک بھاری مینڈیٹ ایک قوم نے جس حکومت کے خلاف، جس پارٹی کے خلاف اپنا بھاری مینڈیٹ دے کر ایک خاموش انقلاب کے ذریعے اس پارٹی کے تین سالہ کارکردگی پر اپنے عدم اعتماد کی مہر ثبت کی، اس کے نمائندے وہ خاموشی کیساتھ Participation کی حد تک یہاں بیٹھ کر چلے جائیں گے، وہ بات نہیں کریں گے کیونکہ انہوں نے بات کرنے کی کوئی گنجائش نہیں چھوڑی اور کم از کم اس Tenure میں وہ قوم سے اس طرح وہ اپنے گناہوں کا وہ کفارہ ادا کریں گے کہ وہ خاموشی کیساتھ بیٹھ کر اپنا یہ Tenure مکمل کریں گے اور جو تعمیری بات وہ کرسکتے ہیں، کریں گے لیکن جس انداز سے انہوں نے باتیں کی ہیں، قطعاً ان سے یہ توقع نہیں تھی۔ جناب سپیکر، خدا کا شکر ہے کہ تین سال کے اندر پاکستان دوسرے نمبر پر تھا اور اگر پیپلز پارٹی اپنی پانچ سالہ حکومت مکمل کرتی، تو اس میں شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ پاکستان بدعنوانی میں پہلے نمبر پر ہوتا اور میں سمجھتا ہوں کہ آج جو بھی ہماری معاشی صورتحال ہے، اس کی تمام تر ذمہ داری جو ہے، وہ گزشتہ حکومت پر عائد ہوتی ہے۔ جناب سپیکر، ان تین سالوں کے اندر ___ محترمہ بیگم نسیم ولی خان صاحبہ نے مجھے ویکس کی گولی دی ہے جی اور اس کا مقصد یہ ہے، یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ آپ وقت دینے میں جس طرح احمد حسن ----------

جناب احمد حسن خان: سر! کم از کم اس بات پر بی بی سے تو کیا جاسکتا ہے ---(قہقہہ)۔

سید محمد صابر شاہ: تو عملاً ان تین سالوں میں ملک کو --------

بیگم نسیم ولی خان: تاسو بتوخے نه وو کړے، هغه بتوخے اوکړو- (قہقہے)

سید محمد صابر شاہ: اصل میں جناب، یہ میٹھی گولی ہے اور ان کیلئے کڑوی گولی چاہئے، تو
ی بی سے گزارش کرونگا کہ ان کیلئے کڑوی گولی منگائی جائے۔ (تالیاں)

ناب سپیکر: خیرات چه تقسیمیږی نو زیات حق د سپیکر هم پکښې کیږی خو
۔۔۔۔۔ (قہقہے)

ناب احمد حسن خان: دشاه صاحب مود بدل شو سر، اوس به ټھیک شی-

د محمد صابر شاہ: تو جناب، میں گزارش کر رہا تھا کہ بیرونی مالیاتی اداروں کے شکنجے میں
 طرح اس ملک کو دھکیلا گیا اور 31 اکتوبر 1996 تک بینکوں سے ساٹھ ارب روپے قرض
ے گئے جبکہ ان قرضوں کی حد جو تھی، وہ بیس ارب تھی اور ظلم یہ ہے کہ اس کے بعد
لیس ارب کے مزید قرضے مختلف بینکوں سے لیے گئے جو ملک کی معیشت پر، اس قوم
یک اتنا بڑا بوجھ انہوں نے ڈالا کہ آج ملک ان قرضوں کا سود ادا کرنے کی پوزیشن میں
۔ جناب سپیکر، قومی صنعتوں کو نجکاری کے سلسلے میں جس طرح اونے پونے داموں اور
 من پسند لوگوں میں نیلام کیا گیا اور آپ حیران ہونگے کہ ایک دوسرے صوبے سے
 خاتون جس کا اس پارٹی کی جو اعلیٰ شخصیات ہیں، اس پارٹی کی جو اعلیٰ قیادت ہے، ان
صوصی تعلق کی بنیاد پر آپ کا نتھیا گلی میں ڈاک بنگلہ جو ہے، وہ کوئی پانچ لاکھ
پے میں ان کے ہاتھ بیچ دیا گیا جبکہ جناب، وہاں اس میں جو لکڑی تھی، اس کی جو مالیت
صرف وہ کوئی چالیس لاکھ کے قریب صرف تھی۔ کروڑوں روپے کی جائیداد صرف
اکھ روپے میں نیلام کر دی گئی اور مجھے خدشہ تھا جناب سپیکر، کہ کہیں وہاں کے
 ہاؤس اور وزیراعلیٰ ہاؤس بھی نیلام نہ ہو جاتے۔ تو اس کے بعد جناب سپیکر، ستم
 کی بات یہ ہے کہ اس دور کے اندر چودہ مرتبہ آپ کی روپے کی قیمت جو ہے، اس
 ہوئی ہے ایک ہی حکومت جس کے ــــ اور اس بنیاد پر کہ جناب، اس سے ہماری

برآمدات میں اضافہ ہوگا۔ جناب سپیکر' برآمدات میں اضافے کی بجائے برآمدات زیرو پر آگئیں۔ چودہ مرتبہ آپ کے روپے کی قیمت میں کمی کی گئی' افراط زر کی شرح میں اضافہ ہوا۔ جناب سپیکر' بے نظیر کی حکومت جب ختم کی جا رہی تھی' اس وقت ملک میں زر مبادلہ کے ذخائر کم ہوکر صرف 638 ملین ڈالر کے رہ گئے تھے اورصنعتی ترقی کی شرح جو اس سے پہلے سات فیصد تھی' وہ سات فیصد سے گھٹ کر ساڑھے چار فیصد رہ گئی اورصنعتی ترقی کی شرح جو اس سے پہلے سات فیصد سے کم ہو کر تین فیصد اور آخر میں منفی 1.4 فیصد رہ گئی تھی۔ اسی طرح اسی دور میں پٹرولیم' گیس اور بجلی جو شہریوں کی عام استعمال کی چیزیں تھیں' ان میں بے پناہ اضافہ کیا گیا بلکہ عام استعمال کی چیزوں میں تین سو فیصد کا اضافہ ہوا اور حد تو یہ تھی کہ اس وقت آصف زرداری کے گھوڑوں کیلئے' کل میں نے اخبار میں پڑھا' کل کے اخبار میں آیا کہ جناب' آپ کے ریلوے کے حکام کو یہ ہدایت کی گئی تھی کہ آصف زرداری کے گھوڑوں کیلئے ایئرکنڈیشنڈ کوچز جو ہیں' ان کا انتظام کیا جائے

(آوازیں: اس کیلئے کوچز تیار کی گئیں۔)

<u>سید محمد صابر شاہ</u>: جی اچھا' اور فرید طوفان صاحب فرما رہے ہیں کہ ہمارے صوبے میں کوچز تیار کی گئیں۔ وزیر اعلیٰ ہاؤس' وزیر اعظم ہاؤس----------

<u>جناب احمد حسن خان</u>: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ اگرچہ کوئی بھی معزز ایک ایسی شخصیت' یہ رولز کے مطابق بات کر رہا ہوں----------

<u>سید محمد صابر شاہ</u>: جناب یہ Interruption کر رہے ہیں----------

<u>جناب احمد حسن خان</u>: کوئی Interruption اس صورت میں ہوگی اگر میں انہیں اگر اس سے روکنا چاہوں۔ رولز کی بات یہ ہے کہ جو آدمی ان اسمبلی میں ... نہیں کیا جا سکتا لیکن میں ان کو اجازت دے رہا ہوں کہ وہ کر لیں

حاجی محمد عدیل: ہم تو گھوڑوں کا ذکر رہے ہیں، زرداری کا ذکر نہیں کیا۔

جناب علی افضل خان جدون: گھوڑے اسمبلی میں حاضر نہیں ہو سکتے جی، اسلئے ذکر کر رہے ہیں ------------

جناب نجم الدین خان: گھوڑوں کو تو مربے مل رہے تھے، اب تو انسان تک کو چوکر بھی نہیں مل رہا۔

جناب احمد حسن خان: آپ کہہ رہے ہیں کہ مربے کھا رہے تھے لیکن آٹے کے بارے میں نہیں بتایا کہ اس کی قیمت کیا ہے؟ د اوړو یے پکښې څه او نه وئیل چه د اوړو څه قیمت دے؟ (قہقہے)

سید پیر صابر شاہ: گھوڑوں کا اور احمد حسن صاحب کا جو تعلق ہے، اس کا ہمیں علم نہیں تھا۔ میں نے بے نظیر صاحبہ کے متعلق باتیں کیں لیکن انہوں نے بات نہیں کی، زرداری صاحب پر میں نے بات کی، انہوں نے بات نہیں کی، وہ بھی یہاں موجود نہیں ہیں لیکن جب میں نے گھوڑوں کی بات کی تو وہ فوراً اُٹھے ہیں ---------

جناب احمد حسن خان: نہیں نہیں، میں نے زرداری صاحب کی بات کی ہے۔ گھوڑوں کا تو لوگوں کو پتہ ہے کہ وہ مربے کھا رہے تھے، آج تو آٹا نہیں مل رہا ہے۔

سید محمد صابر شاہ: گھوڑا اور زرداری لازم و ملزوم ہیں جناب اور جب بھی تاریخ لکھی جائے گی تو زرداری صاحب کا نام جب آئے گا تو ان کے گھوڑوں کا ذکر ضرور ہوگا کہ ایک غریب ملک کے اوپر جس طرح ــــ جناب سپیکر، اس کے علاوہ جس طرح قومی اداروں کو پامال کیا گیا، قومی اسمبلی کے سپیکر کی رولنگز کی جس طرح دھجیاں اڑائی گئیں، سینیٹ کے چیئرمین کے جو آرڈرز تھے، ان کو جس طرح پامال کیا گیا، عدالتوں کے اندر جس طرح جیالوں کو بھرتی کیا گیا اور عدالتوں کے تقدس کو جس طرح پامال کیا گیا، یہ وہ ساری چیزیں تھیں جس نے قوم کو ایک ایسے مقام پر لا کھڑا کیا اور جناب سپیکر، یہ ایک ایسی

حقیقت ہے کہ (2 b) 58 کے تحت جو پیپلز پارٹی کی حکومت ختم ہوئی، جناب سپیکر، ایک ایسے شخص نے وہ حکومت ختم کی میں سمجھتا ہوں جو پیپلز پارٹی کا سیکرٹری جنرل رہا، وہ شخص نے جس لانگ مارچ میں لاٹھیاں کھائیں، وہ شخص جس نے کہ پیپلز پارٹی کیلئے اپنی پوری زندگی قربانیاں دیں لیکن جب ایک ایسا وقت آیا کہ ایک طرف اس کی پارٹی کے ساتھ ایک بہت بڑے عرصے کی ایسوسی ایشن تھی، ایک تعلق تھا اور دوسری طرف پاکستان کا مستقبل تھا، پاکستان کی سالمیت تھی تو میں کہوں گا کہ لغاری صاحب کی میں حب الوطنی کی جو حس ہے، وہ جاگی اور انہوں نے ان دو چیزوں میں ایک فیصلہ کرنا تھا یا پاکستان اور یا پارٹی اور انہوں نے پاکستان کی سالمیت کو اہمیت دی اور پیپلز پارٹی کی جو بیس سالہ یا تیس سالہ رفاقت تھی، اسے ٹھوکر مار دی اور ان کی حکومت کو توڑا گیا۔

(تالیاں)

میں سمجھتا ہوں کوئی شخص اپنی اتنی بڑی رفاقت کو اور اپنی اتنی زیادہ قربانیوں کو قربان نہیں کر سکتا لیکن ملک کیلئے اور قوم کیلئے یہ قربانیاں دینی پڑتی ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے جو کارنامہ کیا، انہیں یقیناً ہمیں خراج تحسین پیش کرنا چاہئے۔ جناب سپیکر، جناب آفتاب شیرپاؤ صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ جناب ملک معراج خالد کی نگران حکومت میں شاید جاوید برکی کی تقرری پر انہوں نے صدر مملکت پر تنقید کی اور انہوں نے کہا کہ ملک کی معاشی سرجری کیلئے بیرونی ملک سے ڈاکٹر منگوایا گیا۔ جناب سپیکر، نگران حکومت کی اچھائیوں یا برائیوں کا جواب دینے کی ذمہ داری ہم پہ نہیں پڑتی لیکن اتنی بات میں ضرور کہوں گا کہ جناب، یہ روایت تو خود پیپلز پارٹی کی حکومت نے ڈالی اور شاہد حسن خان اور وی۔اے جعفری جیسے نمائندے جو قوم پہ انہوں نے مسلط کئے، کیا بیرون ملک سے انہوں نے وہ سرجن نہیں منگوائے تھے؟ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہم جو کچھ کہتے ہیں اور اس کا میں نے پہلے بھی اظہار کیا کہ جو بات ہمیں کرنی چاہئے، خود اپنے گریبان میں بھی

جھانکیں کہ اس حمام میں جو تین سالہ دور ہم نے گزارا' اس دور میں ہماری کیا کارکردگی تھی اور آج جو موجودہ حکومت ہے اور جناب سپیکر' یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ آج موجودہ حکومت کو جن حالات میں حکومت ملی، بینکوں میں کچھ بھی نہیں تھا اور میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت ہماری حالت اتنی خراب تھی کہ خود ہمارے وزیر اعظم کو "قرض اُتارو، ملک سنوارو" Compaign چلانی پڑی تاکہ ان کی عیاشیوں پہ' تاکہ انہوں نے جس طرح ملک کو تباہ کیا ہے' ہم لوگوں کے پاس جاکر کہیں کہ آئیں اور Participate کریں تاکہ کم از کم ہمیں ایک Breathing period ملے' ہمیں سانس لینے کا موقع ملے۔ اور جو موجودہ بجٹ پیش ہوا ہے جناب سپیکر' یہ ان تمام تباہیوں اور خرابیوں کے ساتھ ساتھ جونہی آپ کی حکومت Take over کرتی ہے جناب سپیکر' آپ کے سامنے سب سے بڑا مسئلہ تو آٹے کا تھا اور آٹے کے اس مسئلے کی تمام تر ذمہ داری' تمام تر ذمہ داری پیپلز پارٹی کی حکومت پر عائد ہوتی ہے کیونکہ میں سمجھتا ہوں نگران حکومت' انہوں نے تو روزانہ کی بنیاد پہ وقت کو چلانا تھا' ان کے سامنے الیکشن تھا اور روز روز کی چیزیں ان کے سامنے آتیں' ان پہ کوئی Liability نہیں تھی لیکن یہ جو پورے سال کیلئے ہم بجٹ بناتے ہیں' یہ بجٹ ملک کی ضروریات' ملک کے حالات اور ملک کی اجتماعی صورتحال کو سامنے رکھ کر بناتے ہیں۔ میں پوچھتا ہوں کہ جب آپ بجٹ بنا رہے تھے تو آپ نے اس بات کا ادراک کیوں نہیں کیا کہ آپ کے ملک کے اندر آپ کی جو گندم کی پروڈکشن ہے' وہ کم ہوئی ہے' اس کیلئے آپ نے گندم کی خریداری کرنی ہے اور جناب سپیکر' جب باہر سے گندم خریدی جاتی ہے تو اس کا اتنا لمبا Process ہے کہ اس کیلئے تو چھ' چھ اور سات' سات مہینے درکار ہوتے ہیں' یہ اُلٹا چور کوتوال کو ڈانٹے؛ بھئی' خدا کیلئے آپ نے کن حالات میں یہ ملک ہمارے ہمارے حوالے کیا؛ جتنی گندگی اس ملک کے اندر آپ نے دی' آج جھاڑو لے کر ہم اس کو صاف کر رہے ہیں۔ ایک طرف صفائی کا عمل ہے' دوسری طرف ہم قوم

کو بجٹ بھی دے رہے ہیں، قوم کو پروگرام بھی دے رہے ہیں، قوم کو روشن مستقبل بھی دے رہے ہیں۔ مجھے دکھ ہے جناب، جس ظالمانہ انداز سے دوسری طرف سے اس بجٹ کو تنقید کا نشانہ بنایا گیا ہے اور خود ہماری جو اعلیٰ ظرفی ہے اور خود ہماری جو وسعت قلبی ہے کہ ہم نے کبھی بھی احمد حسن خان اور ان کے ساتھیوں کو آئینہ دکھانے کی کوشش نہیں کی ہے بلکہ یہ کوشش ہم نے ہمیشہ کی ہے کہ آئیں بھائی سیکھیں، آئیں ہمارے ساتھ چلیں۔ یہاں بات ہوئی اور یہ پہلی دفعہ یہاں پر روایت ڈالی گئی۔ اجتماعی صورتحال کو، جس طرح بیگم صاحبہ نے فرمایا کہ صوبے کسی بجٹ پہ بات کرتے ہوئے ہمیں مرکزی بجٹ کو بھی مد نظر رکھنا پڑتا ہے، وہ اجتماعی صورتحال کی انہوں نے بات کی لیکن یہاں ایک طرف احمد حسن خان صاحب کہہ رہے ہیں کہ جناب، زرداری صاحب موجود نہیں ہیں اور ان کے بارے میں بات نہ کی جائے۔ قول اور فعل کا کتنا بڑا تضاد ہے؟ کتنا بڑا تضاد ہے کہ یہاں پہ لیڈر آف دی اپوزیشن اور ان کے دوسرے ساتھیوں نے صوبائی بجٹ پہ کم بات کی ہے اور انہوں نے قومی بجٹ پر زیادہ بات کی۔ یہاں سلیم سیف اللہ خان صاحب فرمایا کہ جناب، اس غریب ملک کو موٹر وے کی کیا ضرورت ہے؟ جی ہاں، اس غریب ملک کو موٹر وے کی ضرورت نہیں ہے، اسلئے اس ملک کو ضرورت نہیں ہے کہ وہ نہیں چاہتے کہ یہ ملک اپنے مخصوص حالات سے باہر نکلے اور خود انہوں نے جو انسان کے اپنے اندر کی بات ہوتی ہے، وہ کہہ دی کہ جناب، لندن میں تو یہی پچیس، تیس سال پہلے موٹر وے بنی ہے، آپ کو کیا جلدی ہے؟ یعنی وہ چاہ رہے تھے کہ لندن میں تیس سال پہلے موٹر وے بنی ہے، آپ نے یہ غلطی کیوں کی؟ تیس سال بعد آپ کیوں ترقی کے راستے پر روانہ ہوئے ہیں؟ ان کو تو چاہئے کہ سو سال یہاں انگریز نے حکومت کی تو سو سال بعد ہمیں انگریز کے پیچھے یا ترقی کے راستے پہ چلنا چاہئے تاکہ قوم اندھیرے میں رہے، قوم غفلت میں رہے، قوم ان پڑھ رہے اور یہ دھڑا دھڑ لوگوں کی کمزوریوں سے فائدہ اٹھا کر ان

ایوانوں میں بیٹھیں۔ جناب سپیکر، چیزوں کو حقائق کی روشنی میں دیکھنا چاہئے۔ آپ کیوں نہیں داد دیتے نواز شریف کو؟ آپ کہہ دیتے کہ جناب، ہمیں اس اس چیز سے اختلاف ہے لیکن میں پیپلز پارٹی سے پوچھوں گا، آفتاب صاحب آج نہیں ہیں، میں ان سے پوچھتا کہ پیپلز پارٹی کی حکومت لاہور سے اسلام آباد تک موٹر وے کے منصوبے کو روک کر دوبارہ شروع کرا سکتی ہے لیکن کیا صوبہ سرحد کے عوام کیلئے، ان کا یہ حق نہیں تھا، انہوں نے روکا اور میں سمجھتا ہوں کہ پیپلز پارٹی نے ہمارے صوبائی حقوق پر ڈاکہ ڈالا۔ آج ہم کہتے ہیں، ہم داد دیتے ہیں، ہم مشکور ہیں نواز شریف کے کہ نواز شریف نے ہمیں ہمارا حق دیا۔ انہوں نے پہلا کام یہ کیا کہ انہوں نے پشاور سے اسلام آباد تک موٹر وے کیلئے احکامات دیئے برے حالات میں بھی کہ نہیں، اس کو بناؤ اور میں سمجھتا ہوں کہ آج جو پوری دنیا اور سنٹرل ایشیاء کی منڈی ہماری منتظر ہے، وہ منڈی جو ہماری منتظر ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ پشاور، جو اس کا گیٹ وے ہے، یہ پشاور جو ہے، یہ بین الاقوامی Trade activity کا سنٹر ہوگا لیکن یہ نہیں چاہتے کہ یہ صوبہ ترقی کرے۔ (تالیاں) اور یہ اس شخص کی بات کرتے ہیں جناب سپیکر، یہ اس شخص کی بات کرتے ہیں۔ 1973 کے آئین میں آپ کے حقوق کس نے دیئے؟ ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت تھی، کیا ان کی حکومت نے اس صوبے کو حقوق دیئے؟ کیا 1988 کے دوران شیرپاؤ خان نے اس صوبے کو اس کے حقوق دیئے؟ میں 1993 کی بات کرتا ہوں، این ایف سی ایوارڈ پہ یہ لوگ بات کرتے ہیں، میں کہتا ہوں کہ جھوٹے فگرز دے کر آپ کے بجٹ کے اندر چھ ارب روپیہ ہے آپ کا، جناب انہوں نے قید کیا اور بجٹ کے اندر کبھی نو ارب اور کبھی 8.97 ارب کے یہ جھوٹے فگرز دیتے رہے ہیں حقیقتاً ان کو چھ ارب سے زیادہ پیسہ نہیں دیا اور انہوں نے Cap کروایا۔ آج پانی میں جو ہمارا حصہ تھا، جو ستر سال سے حل نہیں ہو سکا، اس مسئلے کو کس نے حل کرایا؟ اپنے محسنوں کو اگر آپ داد نہیں دے سکتے، آپ خاموش بیٹھ جائیں۔

آپ نے کتنے احسانات کئے ہیں؟ آج آپ لڑ رہے ہیں این ایف سی ایوارڈ پہ' Net profit پہ۔ جناب' آپ لڑ رہے ہیں کہ یہ کم ہوا' زیادہ ہوا' کبھی جھوٹ' کبھی سچ' یہ دیا کس نے؟ ہاں' آپ کو اس پر بات کرنے کے قابل کس نے بنایا؟ یہ نواز شریف نے بنایا۔ (تالیاں) ان کی ٹیم نے بنایا۔ میں داد دوں گا نواز شریف کو' میں داد دوں گا بیگم نسیم ولی خان کو اور ولی خان کو' جنھوں نے ہاتھوں میں ہاتھ ڈالے تو بنیادی بات یہاں سے شروع ہوئی۔ کسی جیالے کو نوکری اور اپنے من پسند لوگوں کو لوٹ مار کی بات نہیں ہوئی۔ جب پہلی دفعہ ملے تو سب سے پہلی بات یہ ہوئی کہ آئیں' اس صوبے کے حقوق کی بات کریں' آئیں' اس صوبے کو اس دلدل سے باہر نکالیں اور ستر سالہ آپ کے پانی کا مسئلہ حل ہوا۔ جناب سپیکر' آج میں داد دیتا ہوں سردار مہتاب احمد خان کو بھی کہ آج آپ کے اس بجٹ میں ناقص منصوبہ بندیوں کی وجہ سے آپ کے سامنے آٹے کا بحران آیا' آج آپ کے صوبے کے اندر اگر صحیح منصوبہ بندی ہوتی تو یہ صوبہ سرحد نہ صرف گندم میں خود کفیل بن سکتا ہے بلکہ یہ ایکسپورٹ کرے گا اور آج نواز شریف نے جو پانی کے سلسلے میں Agreement کیا اور پانی کا جو حق ہمیں دیا' آج اس کے طفیل آپ کے اے ڈی پی میں پیہور کینال' گومل زام اور دوسرے پراجیکٹس آپ کے سامنے آ رہے ہیں جو اس صوبے کی تقدیر کو بدل کر رکھ دیں گے۔ (تالیاں) یہاں بات ہوتی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ جو انسانوں کا شکر ادا نہیں کرتے وہ اللہ تعالیٰ کے بھی ناشکرے ہوتے ہیں۔ جناب سپیکر' آج اس صوبائی بجٹ پہ انہوں نے جس طرح بھر مار کی ہے آج تو پہلی دفعہ ایک صوبے کے اندر ایک روایت ہم ڈال رہے ہیں' اس سے پہلے اٹھا کر دیکھ لیں جناب سپیکر' پچھلے چار سال کے بجٹ۔ 1988 میں جا کر دو سال یا اٹھارہ مہینوں کی ان کی حکومت میں جتنے بجٹ پاس ہوئے' ان کو اٹھا کر دیکھیں' جتنے بھی اپوزیشن کے پراجیکٹ ہوتے تھے' یہ اٹھا کر باہر پھینک دیتے تھے' آج پہلی دفعہ ہم نے قربانی دی' میرے ساتھیوں نے

قربانی دی، مسلم لیگ نے قربانی دی، عوامی نیشنل پارٹی نے قربانی دی، انہوں نے خود اس بوجھ کو برداشت کیا لیکن پیپلز پارٹی اور گزشتہ دور حکومت میں جتنے پراجیکٹس تھے، ہم نے پورا اے ڈی پی ان پر قربانی کر دیا کہ جائیں اور ان کے پراجیکٹس مکمل کرانے دیں تاکہ آئندہ کیلئے اپوزیشن کے ساتھ جو ناجائز سلوک تین سالوں میں ہوتا رہا ہے، یہ سلسلہ بند کیا جا سکے۔ ایک لفظ تک نہیں کہا گیا، ایک لفظ تک نہیں کہا جا سکا اور آج نئے انداز میں نے احمد حسن خان کا دیکھا، بچپن میں ہم بھی جایا کرتے تھے شہروں میں اور کچھ لوگ سلاجیت وغیرہ بیچ کر اپنی چیزوں کی قیمتیں جس طرح بڑھایا کرتے ہیں، آج بالکل انہوں نے وہی انداز اپنایا اپنے مؤقف کو ثابت کرنے کیلئے، اپنی دوائی بیچنے کیلئے لیکن حقیقت یہ ہے جناب سپیکر، کہ اس کے اندر سچائی نہیں تھی، حقیقت نہیں تھی۔ آج اللہ کا فضل ہے کہ آج ہم نے انہیں وہ کچھ دیا ہے جس کا یہ تصور بھی نہیں کر سکتے اور ہم نے آج ایک اچھی سیاست کی یہاں پہ بنیاد رکھی ہے۔ ہم نے یہاں پر ایک ایسی بنیاد رکھی ہے کہ لوگ ایک دوسرے کو برداشت کریں، حکومت اور اپوزیشن ایک گاڑی کے دو پہیے بن کر چلیں اور خدا کیلئے ناشکری کی باتیں کر کے جو ہم نے یہ روایت رکھی ہے، اس روایت کو اب توڑنے کی کوشش نہ کریں۔ آپ چلیں ہمارے ساتھ، آئیں ہمارے ساتھ چلیں۔ آپ چھوٹی چھوٹی اور ہر بات کو اپنی سیاست کی بھینٹ چڑھاتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ جناب، لاء اینڈ آرڈر، لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ، یہ ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہوتا کہ اسے کیش کر کے اپنی سیاسی دکان چمکائی جائے۔ ایسے تو آپ جانتے ہیں، آپ کے صوبے کے اندر، آپ کے اس پشاور سے پانچ میل کے فاصلے پر آپ کا ٹرائبل بیلٹ جو ہے، وہ شروع ہو جاتا ہے، ایک سو اکیس یا ستائیس راستے ہیں یہاں پر جناب، جو کہ ٹرائبل ایریا میں جا رہے ہیں، آپ کس طرح کنٹرول کریں گے؟ لیکن اس کے باوجود اللہ کا فضل ہے، آپ کے گنج کا واقعہ ہوا، حکومت نے اس پہ ان اہلکاروں کے خلاف اس علاقے کے اندر ـــ اور جو منصوبہ بندی

اس کیلئے ہو رہی ہے، وہ تو قوم کے سامنے آئے گی، آپ کا کل ایک بچہ اغواء ہوا، حکومت نے دن رات ایک کر کے اس بچے کو بازیاب کرایا جبکہ پیپلز پارٹی کے دور میں ایک بچہ اغواء ہوا اور چھ مہینے تک یہ ٹس سے مس نہیں ہوئے۔ ابھی امان اللہ مہمند کا بیٹا ہے اور وہ بچہ بھی ان کے علاقے کا تھا، ان کے بچے کیلئے آج جو آپریشن حکومت کر رہی ہے اور رات کے دو بجے تک بھی چیف منسٹر اور آپ کے آئی جی پی اور آپ کے دوسرے ادارے بیٹھ کر اس کیلئے منصوبہ بندی کر رہے ہیں۔ یہ تو اللہ کا بڑا فضل ہے اسلئے کہ وہ پبلک کے نمائندے ہیں، ان کے دور میں یہ بھول گئے صدر کے علاقے میں جو بم بلاسٹ ہوا، کیا ہوا؟ کیا کیا آپ لوگوں نے؟ آپ کے گورنر کے جناب اپنے نواسے اس میں مارے جاتے ہیں، آپ کے منسٹر کی بھانجی اس میں شہید ہوتی ہے لیکن شرمناک بات یہ ہے کہ آج تک یعنی اس دور میں بھی اور آج بھی یہ بتا نہیں سکے، ہم اس قوم کو اعتماد میں نہیں لے سکے، ان لوگوں کے آنسو نہیں پونچھ سکے۔ آپ کا ایک انکم ٹیکس کمشنر تھا، وہ آپ کے دور میں اغواء ہوا اور قتل ہوا، آپ نے کیا کیا؟ اس کا بھی آپ کے علاقے سے تعلق تھا، یہ پیپلز پارٹی والے آج جو رونا رو رہے ہیں، ہم کہتے ہیں نہیں، آپ آئیں، اس مسئلہ پر Political Benefits لینے کے بجائے آپ آئیں اور بیٹھیں، ہم کہیں کہ نہیں جناب، ہم نے اس صوبے کے لاء اینڈ آرڈر کو ٹھیک کرنا ہے۔ لاء اینڈ آرڈر کیلئے آپ کے پولیس کے محکموں کو زیادہ تقویت دینے کیلئے پیکج رکھا گیا، بدقسمتی دیکھئے ایک طرف لاء اینڈ آرڈر رو رہے ہیں، دوسری طرف اس پیکج پہ انہوں نے اعتراضات کئے۔ سب سے پہلے ان کی تنقید کا ہدف وہی پیکج بنا کہ جناب، یہ پیکج آپ نے کیوں دے دیا؟ یہ پشتو میں مثل ہے جناب سپیکر، "چه چرگ که ښه له نیسے نو هم تخیږی او که بدے له یے نیسے نو هم تخیږی" یعنی اگر اچھائی کیلئے بھی مرغ کو پکڑیں، اگر اس کو دوائی دیں اور وہ بیمار ہے تو بھی وہ ٹکڑوں کوں کرے گا اور اگر اسے پکڑ کر ذبح کرنا ہے مہمانوں کو کھلانے کیلئے

تو پھر بھی اس کی وہی ککڑوں کوں کی آواز ہوگی۔ خدا کیلئے مرغے کے کردار میں اور آپ کے کردار میں فرق ہونا چاہئے، اس میں ایک واضح فرق ہونا چاہئے۔ اچھی بات کو تحسین آمیز نظر سے دیکھیں، بری بات کو نفرت کی نگاہ سے دیکھیں اور اگر اسی جذبہ کو جناب سپیکر، ہم نے دوام دیا تو انشاء اللہ تعالیٰ مجھے یقین ہے کہ یقیناً ہمارا یہ صوبہ ترقی کرے گا اور یہاں پر ہمارے اس صوبے کی جو مخصوص روایات ہیں، وہ فروغ پائیں گی، یہاں پر ترقی ہوگی۔ میں سمجھتا ہوں کہ ساتھیوں نے چائے بھی پینی ہے۔ میں مشکور ہوں آپ کا کہ آپ نے ہمیں وقت دیا۔ میں صرف اس شعر پر اپنی گزارشات ختم کروں گا کہ جس طرح ہماری حکومت نے سابقہ دور کے منصوبوں پہ توجہ دی ہے اور گزشتہ تین سالوں میں جس طرح ہم نے مار کھائی اور جس طرح ہمارے اوپر مظالم ہوئے، جس طرح انہوں نے ہم پہ اس صوبہ سرحد کی زمین تنگ کی، تو میں اس شعر کے ساتھ ختم کروں گا اس حوالے سے کہ ــــ

ص جو ہم پہ گزری، سو گزری مگر شب ہجراں
ہمارے اشک تری عاقبت سنوار چلے

شکریہ، جناب سپیکر۔ (تالیاں)

جناب احمد حسن خان: جس کسی نے بھی ان کیلئے تقریر لکھی تھی، اسمبلی کے بجائے اگر چوک یادگار میں ہوتی تو بہت بہتر ہوتا کیونکہ بجٹ کا اس میں کوئی حوالہ نہیں تھا۔

Mr. Speaker: The sitting is adjourned for tea break and we will re-assemble at 12:30 p.m. Thank you.

(اس مرحلے پر چائے کیلئے ایوان کی کارروائی ملتوی ہوگئی۔)

(وقفہ کے بعد جناب سپیکر مسند صدارت پر متمکن ہوئے۔)

جناب سپیکر: یو Request ے تاسو تہ پہ مشترکہ کولو جی، یو خو داسے خبرہ دہ چہ بعض بعض خیزونہ، یو سپیکر چہ یوہ خبرہ اوکڑی، Ruling

That is even ورکړی په یو شی باندے نو هغه Ruling وی او قانون دا دے چه not challengable in any court. بعضے بعضے ممبران صاحبان پاسی او بالکل لکه دغه غوښتے یوه خبره اوکړی چه تا ته Right نشته او تا ته دا نشته نو آئنده د پاره به زه دا خبره کوم چه څوک هم څه قانونی خبره کوی نو هغه به کتاب اوچتوی په لاس کښی چه Under such & such rule or under such & such Article, او که داسے طریقه باندے کیږی نو بیا زما چه کوم Powers وی، زه به هغه Exercise کوم۔ په هغے باندے به خفګان نه وی۔ یو خو مے دا Request کولو او Second request مے دا دے چه نن آخرینۍ ورځ ده، فنانس منسټر صاحب به Wind up کوی یعنی For that matter as the Chief Minister, نو بعضے بعضے څیزونه په دے Discussion کښی Crop up شول چه د هغے جواب هم ضروری دے نو موږ به د ټائم کوشش کوو۔ Five minutes به زه ورکومه چه په هغے کښی هر څومره کسان کیږی لیکن Sharp at 1:30 که Speeches روان هم وی، زه به هغه Stop کومه خکه چه چیف منسټر صاحب به په 1:30 باندے تاسو ته جواب درکوی۔ نو په دے کښی به لږه مهربانی اوکړئ۔ زه ستاسو ډیره شکریه ادا کومه چه تر اوسه پورے کوم د دے هاؤس کارروائی اوشوه او ډیره ښه طریقے سره اوشوه او دا تاسو نه توقع ساتم چه دا نورے ورځے او دا نور وخت به هم ډیر ښه روورولے سره او ښه دغه سره به دا Process سر ته راسولو کوشش کوو۔ Now I call upon Mr. Farid Toofan to please submit only those points which were urged and which were inquired of you by the Honourable Member,

Mr. Ahmed Hasan Khan. Thank you very much.

جناب فرید خان طوفان: شکریه- جناب سپیکر صاحب! زه ستاسو ډیر مشکور یمه چه تاسو ما ته صرف په هغه خبرو باندے د خپلو خیالاتو اظهار موقع راکړه چه کومو د پاره زما ذکر شوے دے- زه به ستاسو دے اجازت نه فائده اوچته کړمه- یو دوه خبرے به دے سره اضافی دا اوکړمه چه دا بجټ چه کوم پیش شوے دے او په دے بجټ باندے کوم طریقے سره په دے اسمبلئ کښ د خیالاتو اظهار اوشو، خاص طور باندے چه بجټ پیش شی نو هغے بجټ باندے د خپلو خیالاتو اظهار د پاره د اپوزیشن نکته نظر چه کوم دے، د هغے اوریدو ته ټول ممبران هم اشتیاق کښ وی او صوبے د خلقو هم دغے د پاره انتظار وی- زه سکور برابرول نه غوارمه، زه دا کوم ماحول چه دے، دا مدّ نظر ساتل غوارم اودا خبره دلته کول غوارم چه زمونږه حکومت چه کوم دے، چه د عوامی نیشنل پارټئ، د پاکستان مسلم لیگ مشترکه کوم حکومت چه دے د دے دا یو کارګزاری د صوبے د خلقو، هغه خلقو ته چه خپل ووټونه یے اپوزیشن ته ورکړی دی او زمونږه دے پارټو سره متفق نه دی، هغوی ته مونږ خپل عمل او کردار سره دا خبره ثابتولو کوشش کړے دے چه مونږ هغه خلق یو چه مونږه خپله خبره هم کول غواړو او مونږه هغه خلقو چه کوم خلق زمونږه په مخالفت کښ دی او نن هغه حکومت کښ نه دی، ته موقع ورکوو- زه دا خبره چه کوم په ریکارډ باندے ده راوستل غوارمه چه د دے اسمبلئ په تاریخ کښ په بجټ باندے د اپوزیشن د پاره کوم وخت زمونږ په دے دور کښ ستاسو په مشری کښ اپوزیشن ته ورکړے شو نو د اپوزیشن ممبران، د اپوزیشن لیډر صاحب د اسمبلئ د ریکارډ نه کتلے شی چه په ګهنټو ګهنټو تاسو هغوی له موقع ورکړه او مونږه دا خبره کوو چه حقیقت کښ د

اپوزیشن لیډر صاحب چه کوم دے، آفتاب خان شیرپاؤ په دے باندے کوم تبصره کړے ده، کوم تقریر ئے کړے دے، ډیر محنت ئے کړے دے او ډیر کوشش ئے کړے دے، د هغے نکته نګاه مد نظر د اپوزیشن کردار ادا کول وو خو مونږ پرے ډیر زیات خوشحاله یو چه هغوی د دے صوبے د مفاداتو د پاره چه کوم خبرے کړے دی، هغه مونږ دا ګڼړو چه زمونږ د مفادو، د دے صوبے د خلقو مفادو له پاره هغوی کوم محنت کړے وو، ورسره محسن علی خان او دغه شانتے سلیم سیف الله صاحب، هغوی چه کوم تقریرونه کړی دی زه د دوئ خبرے دهراو کول نه غواړمه چه هغوی مرکزی بجټ باندے تقریر اوکړو خو دا خبره په ریکارډ باندے ضرور راوستل غواړمه چه تاسو ما ته وائیلی دی چه تاسو خپل غرض پورے محدوده اوسیږئ، زه به محدود اوسیږمه خو دا خبره کومه چه که احمد حسن صاحب چه نن، ستاسو په وساطت سره زه دا خبره کوم، دا کومے خبرے په تقریرونو کښ اوکړے، کومے طریقے سره او په کوم صبر او استقامت سره تاسو هغه خبرے واوریدے، زما دلته ګله هم ده چه تاسو هغه دومره موقع مونږه له نه راکوئ، تاسو هغه اومره ګنجائش نه راکوئ او د اپوزیشن لیډر نه اونیسه تر دے احمد حسن صاحب راسے چه څوک ولاړ دی، هغوی د بیګم نسیم ولی خان، زمونږ د مشرے ذکر ضرور کړے دے، زه ورته وایم چه د دے اپوزیشن، دا خو دے حکومت هم پخپله خوښه باندے وخت ورکړے دے او بیا دا د هغوی خوش قسمتی ده چه بی بی غونتے شخصیت دلته موجود دے چه داسے خبرے مونږه واوریدے، داسے خبرو جواب کولو مونږ ته اجازت نه وو، اګرچه دا په رولز کښ شته چه که څوک خبره اوکړی، سرے دے پاسی۔ دا یوه معاهده

به ضرور وی، د اپوزیشن او د حکومت او سپیکر په مینځ کښې دا معاهده ضرور وی چې دا قانون نه دے چه یو سړے دِ یو بے بنیاده الزام اولګوی او د هغے د پاره د سړے پاسی او بی بی غوتے مشرئ وجه باندے مونږه خاموش پاتے شو۔ زه به زر راشمه هغے خبرے ته چه دا دوئ د پاره هم د خوش قسمتئ خبره وه او مونږ د پاره بد قسمتئ یا زمونږ د پاره هغه Right استعمالولے نه شو چه کوم Right بحیثیت ممبر یا بحثیت وزیر چه مونږ ته ملاویدے شو، نو زه وایم چه دوئ د هغوی د موجودګئ نه ناجائزه فائده اوچتولو هم کوشش کړے دے او زمونږه حق نے سلب کړے دے او مونږ باندے یې بے بنیاد الزامات لګولی دی۔ زه ستاسو په وساطت سره دا خبره کول غواړم چه د اوړو تقسیمولو کومه پوره ذکر دے، په دے صوبے کښې چه د اوړو کوم بحران پیدا شوے دے، په هغه بحران کښې چه خلقو ته کوم تکلیف پیښ شوے دے او خلقو کوم صبر او استقامت سره د هغے تکلیف مقابله کړے ده، زه دا وایمه چه دا خلق د شاباش او د شکریے مستحق دی او مونږ صوبائی حکومت چه کوم دے په هغه مشکل وخت کښې عوام، زمونږ د دے صوبے خلقو خصوصی طور سره چه خومره صبر نه کار اخستے دے، څومره د حکومت ملګرتیا کړے ده، څومره د حکومت پالیسو ته انتظار کړے دے چه د هغوی مشکل او مصیبت د کم کړی، زه د هغے د پاره د خپل صوبے د خلقو هم شکر ګزار یم خو دا خبره کول غواړمه چه کوم ملګری د حکومت په مخالف بینچونو ناست دی او هغه نن راپاسی او مونږ نه پوښتنه کوی چه دا بحران څنګه پیدا شو؟ څنګه چه احمد حسن صاحب ډیر اوښیار سړے دے او احمد حسن صاحب وزیر قانون پاتے شوے دے، احمد حسن صاحب د دے اسمبلئ ډیټی

سپیکر پاتے شوے دے ،احمد حسن صاحب زما نه زیات خله د دے اسمبلئ ممبر پاتے شوے دے، هغوی ته ډیر ښه معلوم دی او هغوی په خپل تقریر کښ هم Mention کړه دا خبره چه د دریو میاشتو د پالیسو په نتیجه کښ د صوبے بجټ چه کوم دے که دے کښ څه خبرے دی هغه د دوئ کریډټ نه دے، دا چیف منسټر صاحب چه کوم دے، وزیر خزانه چه کوم دے، دا د هغوی بهادری نه ده، د هغوی عقل نه دے، دا زمونږه پالیسئ وے۔ زه بالکل دا خبره منم چه نن چه په دے صوبے کښ کوم مشکلات دی، په ملک کښ کوم عذاب دے، په دے ملک کښ کومے خزانے خالی دی، نن په دے ملک کښ کومے ادارے تباه دی، نن که په دے ملک کښ د اسمبلو د ممبرانو تقدس نشته، نن که په دے ملک کښ دا غیر آئینی، غیر قانونی او د رولز نه بغیر کارونه روان دی، دا هم د دے دریو میاشتو پیداوار نه دے، دا هم دریو میاشتو د حکومت پالیسی نه ده۔ زه دا خبره کومه چه دا قصداً پیپلز پارټی، زه د هغه تیر حکومت ممبر وے، وزیر وے نو ما خو به د شرم نه دا خبره په اسمبلئ کښ کړے نه وے چه دا د اوړو بحران دے۔ زه دا خبره په ریکارډ راوستل غواړمه چه احمد حسن صاحب ته او د اپوزیشن لیډرصاحب ته چیلنج ورکومه چه دوئ د لاړشی او زه به ورسره شمه، زه به د خپل ډیپارټمنټ سیکرټری ته اووایمه، دوئ د اوګوری چه په داسے بحران کښ، په داسے شدید بحران کښ چه دا خلق چه کوم دی، د دوئ په سترګو کښ، څنګه دوئ وائی چه د غضب او د غصے علامات وو، زه به دا خبره اوکړم چه دے موجوده حکومت سره د عوامو سپورټ نه وے، که د حکومت سره د عوامو مرسته نه وے نو په داسے حالاتو کښ به خلق وائی بلکه څنګه چه په اردو کښ وائی چه "*حکومت کی اینٹ سے*

اینٹ بجا دی ہوتی" خو چونکه د عوامو دا یقین وو چه په دے بحران کښې موجوده کوم راغلے حکومت چه دے، د دوئ هیڅ قصور نشته، غټ دلیل دا دے۔ بله دا خبره کوم چه بحیثیت وزیر، چه زه د فوډ منسټر، انچارج منسټر په حیثیت نه دے، ایډیشنل چارج دے ما سره، زه دا خبره کومه چه دوئ د لارشی او هغه ټول ډیپارټمنټ کښې د اوګوری چه که چرته د وزیر یو چټ هم په دے وزارت کښې پروت وی چه دا دے فلانکی حلقے ته ورکړه او فلانکی حلقے ته مه ورکوه، مونږ په هغه وزیرانو کښې نه یو چه زمونږ په دفترونو کښې لسټ لګیدلے دے چه دا نوکری په دومره، دا بدلی په دومره، زه چیلنج کول غوارمه، زه دا وایمه چه څومره تبادلے شوے دی که یو تبادلے والا سړے راپاسی او هغه دا اوونی چه دے ځائے کښې په بدلئ باندے چه کوم دے هغه نه پیسے اغستے شوے دی۔ جناب سپیکر صاحب، دا ډیره لویه د پریشانئ خبره ده۔ په داسے اسمبلئ کښې چه دلته کښې ناست ممبران چه کوم وو، هغوی دلته کښې دا شانتے حکومت په دے صوبے باندے دریو کاله د پاره مسلط کړے وو۔ دریو کالو له پاره هغوی جوړ کړے وو چه هغوی ته عوامو مینډیټ نه وو ورکړے۔ دے صوبے داسے حکومتونه لیدلی دی او داسے حکومتونو د لاسه بجټ په دے اسمبلی کښې وړاندے پیش کړے لیدلی دے چه هغه دور کښې چه کومو خلقو لکه څنګه چه په مرکز کښې په تیر دریو کالو له پاره هغه د پاکستان عوامو پیپلز پارټئ ته مینډیټ نه وو ورکړے چه په دے ملک د حکومت اوکړی۔ زه وایم چه نن په دے پاکستان کښې د بجټ کومے کمزورئ دی، نن که د پاکستان په ملک کښې کومے خزانے خالی دی، نن که دے عوامو باندے څه مصیبت دے د هغے بنیادی وجه دا ده چه دلته تیر درے کاله

په مرکز کښې او په صوبو کښې د هغه خلقو حکومت وو چه چا له خلقو اختيار نه وو ورکړے. هغه خلق د راپاسي چه اختيار ئے نه وو ورکړے د عوامو په حقوق، د حکومت په مشينرئ باندے په غير آئيني په غير اخلاقي او په هغه طريقو باندے چه هغے ته Horse trading ، نن خو د اسونو ډير ذکر اوشو، د زرداري صاحب د اسونو ذکر کيدلو نو ما سوچ کولو چه د زرداري اسونه ولے يادوئ، زمونږه د صوبے اسونه ولے نه يادوئ؟ زمونږ د هغه اصولو خبره، ولے نه کراچئ کښې خلقو زغلول، زمونږ د هغه اسونو خبره ولے نه کوئ چه هغه ته کراچئ کښې خلقو کونترى راوړلے، چه هغوى له ب ئے جنتي شهد راوړل، زه د هغه بوتلو خبره پوښتنه کومه، دا په ريکارډ باند ده چه زمونږ د تيرے وزير اعظمے، د بے نظير بهټو محترمے مور، نصرت بهټو چه کومه ده، په ريکارډ باندے د هغے دا بيان دے چه د سنده د حکومت يو وزير اعمال داسے دي چه که چرته هغه اسلامي عدالت ته مخامخ شي نو سنګسار به ئے کړي، نو مونږ خو په هغه وزيرانو کښې نه يو. مونږ خو هغ خلقو کښې نه يو چه مونږ د خپل حکومت په دور کښې د هغه حالاتو نه فائد اوچتے کړے دي يا مو خپل وزارت چه کوم دے، استمال کړے دے. زه د خبره کوم، تاسو به ډيرے اشارے ماته راکړئ خکه چه زه داسے خبرے پ ريکارډ باندے راوستل غوارمه چه ستاسو په وساطت سره او د اسمبلئ ممبرانو په موجودګئ کښې دا ريکارډ درست کول غوارمه چه زمونږ د صوب حکومت چه کوم دے دا دوه سياسي جماعتونو، د هغه سياسي جماعتونو پ Combination باندے جوړ دے چه هغوى ته خلقو اختيار ورکړے دے او په دے ملک باندے د حکومت کولو پينځو کالو د پاره هغوى ته اختيار ورکړ

شوے دے او بیا دا خبره زه ورسره کول غوارمه جناب سپیکر صاحب، زه خبره مختصر کوم، ما ته افسوس دا دے چه که تاسو ما له دومره وخت هم راکړے وے څومره مو چه د دیر یو ممبر صاحب، نجم الدین صاحب ته ورکړے وو، که ما له مو دا راکړے وے نو زه به درته اووایمه چه زه به درته د هغوی قبله هم درسته کړمه څکه چه قبله خو زمونږه چه کومه ده، تاسو ما له نه راکوئ وخت، ما ته پته ده خو زه جناب سپیکر صاحب، دلته کښې یو دوه خبرے چه کوے دی، هغه په ریکارډ راوستل غوارمه۔ زما عزیزان دی، زما زما عزیزان دی، زما د ترور خامن دی، زما تربوران دی سلیم سیف الله صاحب او همایون سیف الله صاحب۔ دا زمونږ ډیر مشران دی۔ هغوی نن د دے صوبے د حقوقو، د موټروے او د دے ډیرے خبرے کوی۔ دوئ چه د سیلز ټیکس په سیمنټو د ختمولو کومه خبره کوی نو د دے خبرے ترینه دا پوښتنه کوم ستاسو په وساطت سره چه په تیر حکومت کښې په دے صوبے کښې چا ته د سیمنټو په سیلز ټیکس باندے معافی وه؟ آیا چه سیلز ټیکس ختم وو نو د هغے په نتیجے کښې عوامو ته د هغے یو مخصوص کارخانے سیمنټ په آرزان نرخ ملاویدل؟ جناب سپیکر صاحب! حقیقت تریخ وی څکه دا خبره کول غوارمه چه نن که سیلز ټیکس نشته نو د هغے په نتیجےکښې به په دے صوبے کښې او په دے ملک آسانی وی خو هغه چه د خلقو خبره کومه کوی او د خپلو د حالاتو او د خپلے یو طبقے خبره کوی۔ مونږ غریب خلق یو، مونږ خو عاجزان خلق یو، مونږ د عوامو نمائندګان یو، مونږ د هغه خلقو چه هغوی د اوږو د پاره په قطارکښې اودریږی که زمونږ په حکومت کښې او که د پیپلز پارټئ په وخت کښې خپلے نوکرئ او حق د پاره جنګ کوی او ورته نه ملاویږی او په

غلطه طریقه وی، نورو حقدارو خلقو ته ورکوی، دا خو د خلقو ترجمانی نه شوه- د دے د پاسه به زه دا خبره کول غواړمه چه جناب سپیکر صاحب، د اپوزیشن لیډر صاحب ډیرمحترم دے، هغوی هم نن د کارخانه دار خبره اوکړله- ما ته پته ده چه دغه کارخانه دار چه په کومه طریقه باندے په دے اسمبلئ کښ د حکومت ممبران او د اپوزیشن ممبران ــــ سوال دلته کښ ستاسو په وساطت د اسمبلئ ممبرانو ته اوکړو چه د هغے خلقو نمائندگی اوکړئ، د هغه خلقو د پاره- د اپوزیشن لیډر صاحب چه کوم دے، ډیر قابل احترام دے، زه هغوی ته دا وایمه چه تاسو منتخب کړی شوی یئ د دے د پاره چه که چرته د حکومت رویه غلطیږی، که چرته د حکومت پالیسی غلطیږی، د چا د پاره؟ د خلقو د پاره- نو تاسو د هغوی د حق خبره اوکړئ- تاسو نن د کارخانه دارو خبره کوئ- جناب سپیکر صاحب، په دے ملک کښ خو د کارخانه دارو، سرمایه دارو او د جاګیردارو د دے پنځوسو کالو پالیسو او د هغوی د تحفظ او د هغوی د تحفظ په نتیجے کښ مونږ نن دے خانے ته رارسیدلے یو چه زمونږ په صوبے کښ، په دے خانے کښ هغه غریب خلق چه ټیوب ویل آپریټرز دی، هغوی مونږ په کنټریکټ ساتو، هغوی ته مونږ تنخواه نه شو ورکولے- محسن علی خان صاحب ته به په دے خبرے باندے خکه تکیلف وی چه کله د ټیوب ویل د آپریټرز خبره شی، کله د غریب خبره شی نو بیا محسن علی خان د پاکستان په بجټ باندے سپیچ کوی- چه کله د علاقے د مشکل، د مصیبت او د تکلیف د وخت خبره وی چه دے د هغوی نمائندگی اوکړی نو دلته کښ چه هغه راشی، هغه وائی زه په حقیقت کښ، محسن علی خان چه کوم تقریر دلته کښ کړے دے د صوبے د حق د پاره او د دے صوبے د

Interest bind کولو د پاره په کومے ښه طریقے سره چه هغوی دلته نقشه کشی کړے ده او زمونږ ټول ممبران او په خصوصیت سره زه د خپلے مشرے مور بی بی، بیگم نسیم ولی خان ذکر کوم چه په هغے ئے څومره اثر انداز کیدو کوشش کړے دے۔ ډیر په ښه طریقے سره په هغے باندے اثر انداز شوے دے۔ ډیره په ښه طریقے باندے چیف منسټر صاحب ته ئے ښه معلومات او تجربے په بنیاد ئے ورته خبره کړے ده خو دلته زه عوامو ته او ستاسو په وساطت سره دے ممبران ته او د پریس د رونړو په ذریعه باندے دے بی بی او دے چیف منسټر صاحب ته حقیقت کښ ښودل غواړمه، هغه څه؟ چه محسن علی‌خان تجربه کار دے۔ محسن علی‌خان چه کوم دے، هغه هوښیارسړے دے۔ هغه په دے بجټ پوهیږی هم، زه نه پوهیږم هومره چه دومره، زه د هغوی استاذی منم خو دا درته وایمه چه د دوئ ټول تقریر چه کوم دے، د دے د پاره نه وو چه د صوبے د حق د پاره وو، د دے د پاره وو چه دوئ ته او وانی چه تاسو زما خدمات واخلئ۔

(تالیاں) زما خدمات واخلئ چه زه دے طریقے سره، زه به د دے موقع نه فائده اوچته کړمه چه ــــ آخر کښ خبره کوم جناب سپیکر صاحب، راغونډومه او دا درته وایمه چه په تیر دور کښ چه کوم د اوړو بحران پیدا شوے وو، په هغے کښ زمونږ Efforts دا وو چه د کراچئ نه چه څومره Imported کوم غنم راځی چه هغه مونږه په کومے طریقے سره وی، چه زر نه زر ئے دے صوبے ته راورسوو او حقیقت دا وو چه مونږه چرته په فرورئ کښ په حکومت کښ راغلی یو او دا بحران د جنورئ نه وو او زه درته دا جی ستاسو په وساطت سره د اسمبلئ د ممبرانو او د صوبے د خلقو په

نوټس کښې راوستل غواړمه چه دا خبرے، بحران راوستلو ذکر خو دے نومبر، د پانچ نومبر نه مخکښې په مرکز کښې یو Meeting شوے وو، هم په هغے کښې د دے خبرے ذکر شوے وو چه راتلونکی وخت کښې به غنم نه وی، Shortage به وی، سټور به خالی وی ولے چه د تیر پیپلز پارټئ حکومت جون، جولائی او اګست، چه درے میاشتو کښې عموماً په پنجاب کښې او په دے بل کښې ملونو ته خلق ریلیزنه کوی کوټه، ځکه چه لوکل غنم راغلی وو او هغه د لوکل مارکیټ نه پرچیز کوی او ملونه په هغه طریقے چلوی نو دا خبره په ریکارډ موجود ده چه په تیر حکومت کښې د پیپلز پارټئ په دوران کښې د جون، جولائی او اګست په میاشتو کښې د ټولو نه زیات ریلیزز شوی دی۔ د اپوزیشن د دے خبرے به زمونږه وزیر خزانه او وزیر اعلیٰ، سردارصاحب وضاحت کوی چه د دوئ کوم ډیمانډ دے۔ دوئ دا کومه خبره کوی چه د دے د پاره د یو انکوائری کمیشن جوړ کړے شی، کومے طریقے سره کیږی، حکومت ورسره Deal کوی؟ نو دا چونکه د هغوی سبجیکټ دے خو زه دومره خبره کول غواړمه چه مونږه د دے د پاره تقریباً انکوائری مکمل کړے ده او زمونږ د پاکستان وزیر اعظم، میاں نواز شریف صاحب دا په ریکارډ راوستے دی او د دے د پاره ئے میټنګونه او د دے د پاره ټاسک فورس، د دے د پاره سپیشل کمیټئ او د دے د پاره د څلورو صوبو وزرائے اعلیٰ او د څلورو صوبو د وزرائے خوراک، د دوئ مشترکه Meeting شوے دے او مونږ د مسئلے په باره کښې په هغه ځائے کښې Decision اغستے دے چه کوم خلق، چه هغه هر څوک دی، که هغه زمونږ په دے پارټئ کښې دی او که په مسلم لیګ کښې دی او که پیپلز پارټئ کښې دی، د دے واقعاتو

ذمه دار دی، مونږه دا کیفر کردار ته رسول غواړو۔ (تالیاں) مونږ ٥
دا نه پریږدو خو ورته دا خبره کومه چه خرافات به تاسو کوئ او مخ به
زمونږ توروئ۔ نوکرئ به تاسو خرڅوئ، نوکرئ به تاسو خلقو ته ورکوئ
او بیا به راپاسئ د داسے حکومت په وزیرانو به الزام لګوئ چه __ دلته جناب
سپیکر صاحب، احمد حسن صاحب وائی چه یو Good government چه کوم
دے ښه حکومت چه کوم دے، د هغه نقشه دا ده چه مونږه زیات وزیران وو
او ستاسو کم دی۔ دا به ښه وی یعنی داسے وزیران په دے، وزیران ډیرمحترم
دی، وزیران هغه وزیران وی چه هغوی ته قوم اختیار ورکړے وی چه تاسو
راشئ په دے ملک کښ خپل حکومت جوړ کړئ۔ زه د هغه وزیرانو نه
پوښتنه کوم چه دے قوم تاسو له هغه اختیارنه وو درکړے، تاسو به خپل
وخت تیرولو د پاره سنګاپور ته تلئ، ولے؟ تاسو هغه خلقو ته راپاسئ چه
کوم خلقو ورځے او د شپے د صوبے د خلقو د خدمت د پاره خپلے دروازے
خلاصے کړی دی او زمونږ په دفترو کښ لکه ملاؤ ولاړ وی او یو سړے چه
کوم دے، مونږ دا پوښتنه ترینه نه کوو چه د کومے پارټئ یئ، چه که مونږ له
ئے محسن علی خان رالیږی او که مونږ له ئے احمد حسن خان رالیږی، چه
څوک راشی، مونږ حاضر یو۔ زه په دے خائے کښ د اپوزیشن ممبرانو
صاحبانو ته صرف دومره عرض کول غواړمه چه ستاسو مونږه احترام کوو،
د هغے ټولو نه غټ احترام دا دے، مثال دا دے چه نن ستاسو هر ممبر چه کوم
دے، دوه نیمے، درے درے ګهنټے تقریر اوکړو، زه وزیر یم، ما له اجازت نه
راکوی۔ سپیکر صاحب ما ته ډیر زر زر ګوری، زه خبره ختموم او ورته
وایم چه ډیر لوئے قدر مو هم په دے دے چه تاسو دعا کوئ چه یوه ورځ خو،

دا بیگم نسیم ولی خان، زمونږ بی بی ته زه خواست کومه چه تاسو دوه ورځے را مه شئ، تاسو د دوئ حال اوګورئ چه دوئ مونږ نه څنګه خبره په داسے طریقے سره، الزام، بے بنیاده الزامات لګوی۔ نو زه به ورته خواست اوکړمه ستاسو په ذریعه سره، دے حکومت، د دے ممبرانو د صبر، دے استقامت ته به شاباس ورکړمه چه که د اپوزیشن هغه خبرے نے واوریدے، هغه خبرے چه د هغے د اوریدو د پاره ډیر لوئے زړه پکار وو۔ زه ستاسو هم ډیر مشکور یمه۔ زه یو ځل بیا ستاسو شکریه ادا کومه۔ ډیره مهربانی، شکریه۔ السلام علیکم۔

<u>جناب احمد حسن خان</u>: جناب سپیکر! هغه ورځے خو زما یو ورور فرید طوفان صاحب ته ډپټی چیف منسټر وائیلے وو ----------

<u>جناب سپیکر</u>، یوه خبره به اوکړمه احمد حسن خان، ---------

<u>جناب احمد حسن خان</u>: زه وایمه چه ډپټی چیف منسټر نه، بلکه ایډیشنل چیف منسټر صاحب ---------

<u>جناب سپیکر</u>: احمد حسن خان! یو منټ، تاسو کښینئ جی۔ بس تاسو کښینئ جی، زه هغه له جواب ورکومه ----------

<u>وزیر بلدیات</u>: دوئ د ایډیشنل چیف منسټر صاحب خبره کوی، زه د دوئ د دے نارکاټیکس ټولے خبرے راوباسم ---------

<u>جناب سپیکر</u>: تاسو کښینئ جی، تاسو کښینئ جی۔ احمد حسن خان، دا مائیک مو لږ آف کړئ ---------

<u>جناب احمد حسن خان</u>: سر! هغه شان نه شوه کنه۔ سر، هغه براه راست لکه زه مخاطب کړم۔ ما خو ترینه د دوو خبرو تپوسونه کړی وو، د هغے ما له

هغوی څه داسے یو تسلی بخش جواب را نه کړو ---------

جناب سپیکر: داسے خبره ده، احمد حسن خان ګوره، دا غومره بحث چه وو کنه جی، بس مهربانی اوکړئ، اوس وخت مه ضائع کوئ، لږ وخت دے---
-----

وزیر بلدیات: جناب سپیکر صاحب! دوئ له هم موقع ورکړئ او ما له هم موقع راکړئ چه زه ورپسے هغه ټول ثبوت راوباسم --------

جناب سپیکر: تاسو کښینئ جی- داسے کار دے، داسے یو کار به اوکړو-----

جناب احمد حسن خان: بالکل جناب سپیکر صاحب، بالکل ------

(شور)

جناب سپیکر: داسے به کوو جی، یو منټ زما، تاسو کښینئ جی- احمد حسن خان، تاسو دوانړو ته زه خبره کوم، دوانړو ته زه خبره کوم -------

جناب احمد حسن خان: مونږ چه کومه خبره کوو جناب سپیکر صاحب، نو انشاء الله د هغے نه به بالکل نه وروستو کیږو ------

جناب سپیکر: احمد حسن خان، فرید خان، کښینئ تاسو- احمد حسن خان! یو منټ زما خبره واورئ- تاسو دوانړو سره مے دا لوظ دے که خیر وی چه دا د بجټ سیشن ختم شی کنه نو بالکل یو Extra ordinary session تاسو دوانړو له به راغوارمه او ټوله ورځ به پرے تاسو لګیایئ- (تالیاں) چه دے خلقو ته پته اولګی خو اوس مهربانی اوکړئ چه دا اوس وخت داسے دے چه په هغے کښې راسره لږ کمک اوکړئ، خپل خان سره کمک اوکړئ- زه خو به درته ناست یم چه تاسو یئ- مهربانی اوکړئ، بنه په غورسره واورئ محترم هاشم خان، چه هم هغه څیز ته به خان Limit کوئ جی چه کوم تاسو ته په

حواله شوے وو چه کومه خبره شوے وه، هغے پورے جناب، خپله خبره اوکړئ جی۔

جناب محمد ہاشم خان (وزیرتعلیم): ښه جی۔ جناب سپیکر صاحب! ستاسو ډیره مهربانی۔ د دے ټی بریک نه مخکښ زمونږه معزز ورور ونیلی وو چه یره بی بی وائیل چه اته سوه پوسټونو باندے نه زره کسان بهرتی شوی وو۔ حقیقت کښ دا خبره صحیح ده او ما هغه وخت کښ هم دا په Personal explanation باندے دوئ ته وائیل خو تاسو راته اووائیل چه مونږ به بیل وخت درکړو۔ زه به جی صرف دوئ له یو مثال ورکړم او هغه په ریکارډ باندے دے، زما په کلی کښ ما یو خپل سکول د جینکو Up-grade کړے وو د پرائمری نه مډل پورے، ګورنمنټ ګرلز مډل سکول عمر آباد نمبر 2 ورته وائی او په ټی-ټی یو پوسټ باندے شلور جینکئ بهرتی شوی دی۔ هغه سکول به د 1st September 1997 نه شروع کیږی خو اوس هم ما له هغه جینکئ راځی، هره یوه راته وائی چه دا سکول ستا د کور مخامخ دے، مونږ به کوم ځائے کښ کارکوو، شلور وانړه؟ آرډرز ترے ما واغستل۔ ما دا هغه وخت د هغه ځائے د ډویژنل ډائریکټر، هغه سړے چه کوم دوئ ډویژنل ډائریکټر کړے وو، چه اته پوسټه ئے ورله ورکړی وو، اته ذمه واریٔ ئے ورله ورکړے وے، ډویژنل ډائریکټر د مردان وو، ډویژنل ډائریکټر د پیښور وو، ډی-ای-او سیکنډری، ډی-ای-او پرائمری د مردان، ایس-ډی-ای-او پرائمری او ایس-ډی-ای-او سیکنډری د مردان وو۔ دغه شان جی دا پوسټونه ده سره په پیښور کښ هم وو۔ دا صرف واحد یو سړے دوئ په دے اتو پوسټوساتلے وو چه هغه به دوئ له لګاتار په یو یو پوسټ باندے پینځه پینځه، شپږ شپږ

Appointment letters issue کول- مثال شته، مثال شته، آرډرز ما سره دی- که وانی زه ئے دوئ ته ښودلے شم- نوم مے ورته د سکول ورکړو- هغه سړے بیا ما راوغوښتو او ما ورته اووئے چه اے د خدائے نیک بخته، په یو پوسټ د پینځه کسان بهرتی کړی دی، دے سره څه اوکړم؟ هغه Orders مونږ Cancel کړل- هغه سړے اوس او-ایس-ډی دے، Suspend دے او دا یو نه، ورسره مونږ دوه نور ډویژنل ډائریکټران چه یو د سوات ملاکنډ دے او بل د هزارے دے، هغه Already او-ایس-ډی هم دے او مونږه په هغوی انکوائری کوو چه هغوی هم دغه شان آرډرز ایشو کړی دی- دا خو به درته زه صرف د دے ډویژنل ډائریکټر په لیول باندے خبره اوکړم او ډی-ای-اوز یا ایس-ډی-او په لیول کښ زه تلل نه غوارمه- یوه خبره مے وائیل غوښتل، تاسو خو پینځه منټه ما له راکړی دی، خیر دے چه کله ټلئ اووهئ نو زه به کښینم جی پخپله- د دے موقع نه به فائده واخلم جی- مونږ خو جی دوئ ته کهلاؤ هر څه ورکړی دی- د دوئ On going schemes مونږ پریښے دی- یو مثال به ورله لنډ ورکړم- د دوئ په وخت کښ یو پینځه سوه ډیزل واټر پمپس راغلے وو- مونږ دوئ راوغوښتل، د جمعے ورځ وه او راته ئے وَائیل چه هم د دے جمعے په ورځ راشئ، ډیره د خوشحالئ خبره ده، تاسو له د ایم پی اے په سطح مونږ واټر پمپس درکوو- هغه وزیر ایګریکلچر چه کوم وو، هغوی سره زمونږ سحر وختی کښ Meeting اوشو- مونږ ته ئے اووائیل چه دومره دومره پمپس مونږ تاسو له درکړل، مونږ ته ئے پینځه سوه را نه کړل، د دو سو چالیس ئے مونږ سره حساب اوکړو او مونږ ته ئے اووئیل چه د دریو دریو واټر پمپس مونږ له نومونه راکړئ، شاید چه تاسو هم په هغے کښ

گواه يئ جی- په سبا بله ورځ چه بيا مو هغه وزير صاحب نه تپوس اوکړو نو هغوی راته اووائيل چه چيف منسټر صاحب خفه کيږی چه دوئ له حصه مه ورکوه- زمونږه هغه څيز په ريکارډ باندے دے- ما سره اوس هم د دوئ هغه کوم ډائريکټر ايګريکلچر چه راغلے وو، هغه هغه Sites کتلی وو، هغه په ريکارډ شته- زه سبا احمد حسن خان ته هغه ښودلے شم چه بهئی دغه ستاسو په وخت کښ شوے وو- بل مثال به درله په لنډو يو درکړم جی- دوئ خو چه پاسی ډيرے ښے خبرے اوکړی او هر يو مثال Quote کوی چه زمونږ مشره مور بی بی، زمونږ مشره بی بی، هغے دا وائيل او داسے اوشو او دا وو، دا مونږ د دوئ نه توقع ساتو چه بی بی به اوس دا اوکړی- زه صرف دوئ ته دومره ونيل غوارم چه يره دوئ په خپل حکومت کښ چه کله دوئ دے اړخ ته وو او مونږ هغه اړخ ته په اپوزيشن کښ وو او چه دا بی بی به دوئ ته چغے وهلے او دوئ ته به ئے دا قصے کولے او دوئ ته به ئے دا خپله شيشه ښودله نو هغه وخت کښ ولے دوئ د دے مور بی بی زمونږ دا خبره ولے نه منله؟ دوئ هغه وخت کښ ولے نه وائيل چه او، دا بی بی صحيح وائی، راځئ چه مونږ د دے په خبره عمل اوکړو- چه هغه وخت کښ مونږ د بجټ بائيکاټ کولو، دوئ ولے دا نه وائيل چه بی بی په صحيح لاره باندے ده، راځئ چه دا بی بی واپس راوګرزؤ او د اپوزيشن سره مونږ يوځائے لاړ شو او مونږ دا خبره اوکړو؟ مونږ له ئے چرته د ډسټرکټ کونسل چارسدے نه فنډ نه وو راکړے- دوئ هم هغه وخت کښ په حکومت کښ وو، چرته دا تپوس دوئ کولو چه ولے ئے نه راکوی، چرته دوئ دا ونيلی وو؟ او بی بی حلقه هم په چارسده کښ ده او مونږ ورسره نور څلور ايم پی ايز وو، مونږ له ئے

ولے نه راکولو؟ یو مثال به درله درکړم چه د چارسدے میونسپل کمیټی زما په حلقه کښې راځی، درے کاله تیر شو او د دوئ د حکومت په درے کالو کښې مونږ چرته یوه نالئ نه ده جوړه کړے۔ یو کال دوئ د اتهاره لاکھ یو غیر ضروری نالئ په هغه خپل ایډ منسټریټر باندے جوړه کړه چه فنډ ما ته پاتے نه شی چه بیا به مونږ په اسمبلئ کښې جهګړه واچوله نو په دویم کال دوئ یو فائر بریګیډ کاړے واغستو په پنځویشت لکهه روپئ باندے او هغه هغه دے زوړ ولاړ دے او هیڅ ضرورت ئے نشته۔ صرف فنډز به دوئ ضائع کول په دے وجه چه دا ایم پی اے چه کوم په اپوزیشن کښې دے او د ده په حلقه کښې دا میونسپل کمیټی راځی، چه دلته کار او نه کړے شی۔ دوئ د خپلو حلقو نه، د شیرپاؤ نه، د خپل تنګی نه خلق راوستی دی او زما په حلقه کښې ئے په هغه وخت کښې بهرتی کړی دی۔ ریکارډ شته، تاسو تے کتلے شئ۔ مونږ به اکثر جهګړه واچوله چه ټهیک ده، تاسو زما په حلقه کښې د پیپلز پارټئ سړے بهرتی کړے دے خو زما د حلقے د بهرتی کړی او د خپلے حلقے سړے د نه راولی۔ زه به صرف دوئ ته دومره اووایم، سه دا مونږ دوئ له تسلی ورکوو، هغه وخت لاړ چه دوئ به پوستونه خرڅول، هغه وخت لاړ چه دوئ به یو سړے په اته ځایونو کښې لګوو، هغه وخت لاړ چه جونیئر سړے به په سینیئر ځائے باندے لګیا وو، هغه وخت لاړ چه غل به دوئ د خزانے څوکئ ته کښینوو۔ نه، مونږ درله مثال درکوؤ چه بهنی اته زره کسان اوتی دی، میرټ لسټ نن نه مونږ ایشو کړو، هر یو چوک کښې به ئے زوړندو، تاسو ئے اوګورئ۔ (تالیاں) که زما سفارشی پکښې وی، د بی بی نه خو مونږ ته بله غټه او ګرانه هستی نشته، هغے مونږ ته وائیلی دی چه زه

پکښې میرټ او پوره اصول غواړم، نو بله داسې خبره نشته۔ انشاء الله مونږ دا دوئ له تسلی ورکوو، هغه لسټ اوګورئ، که ګړ بړ پکښې شوې وی، که زیاتې پکښې شوې وی، مونږ ته ئې نشان دهی اوکړئ او On the floor of the House مونږ ستاسو ذمه وار یو۔

جناب احمد حسن خان: جناب سپیکر! دا یوه ډیره اهم خبره ده د سیټونو خرڅولو ----------

جناب سپیکر: نه احمد حسن خان، بیا تاسو په مینځ کښې Interference۔ تاسو کښېنئ په قلاره۔ ګورئ داسې دا نور هم دی۔ چه دا بحث ختم شی، بیا دا Explanation اوکړئ۔

(شور)

جناب سپیکر: احمد حسن خان، تشریف کیږدئ جی۔ چه دا ختم شی بیا تاسو خبره اوکړئ، Interference مه کوئ۔ احمد حسن خان، پلیز کښېنئ جی، تاسو کښېنئ۔ تاسو هم کښېنئ فرید خان۔ بس جی۔

وزیر تعلیم: سپیکر صاحب! خبره صرف په دې ختمول غواړم چه په هاؤس کښې تاسو ناست یئ په چیئر، دا خلق، دا پریس ګواه دې چه مونږ د دوئ خبرې په کوم صبر او تحمل سره اوریدې او دوئ زمونږ دا ترخې خبرې یا د شیشې دا مخ چه مونږ دوئ ته ښایو، دوئ ئې په کومه طریقې سره اوری؟ فرق دغه صفا دې ---------

جناب احمد حسن خان: غلطه خبره چه کومه وی نو د ریکارډ درست کولو د پاره به مونږ خواه مخواه دغې جواب ورکوو --------

جناب سپیکر: جناب سید علی شاه۔ ګورئ چه څنګه ستاسو ټولې اوریدلې شوی

دی نو مہربانی اوکړئ داسے دغه مه کوئ، تاسو کښینئ جی --------

جناب محمد ایوب خان آفریدی: میں احمد حسن صاحب سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ ایک پوسٹ پر چار آدمی کیسے ------------

جناب سپیکر: مہربانی کرکے تشریف رکھیں جی۔ آپ مہربانی کرکے تشریف رکھیں۔ وہ بعد میں اس کیلئے ایک خاص دن میں مقرر کروں گا، بالکل خاص دن میں مقرر کروں گا صرف اسی کیلئے، صرف اسی کیلئے اور اب میں ممبران سے کہوں گا کہ وہ ریکوزیشن کریں۔ گورنمنٹ اور اپوزیشن کے ممبران سے کہوں گا کہ وہ ریکوزیشن کریں، مشترکہ ریکوزیشن کریں، One day only, one agenda تاکہ آپ لوگوں کی یہ بھڑاس صحیح نکل جائے اور ابھی سے کہتا ہوں سب سے۔ میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ زبانی جمع خرچ میں نہیں مانوں گا، سب ڈاکومنٹس لاکر یہاں پیش کریں گے کہ کس نے کیا کیا اور کس نے کیا کیا ہے؟ یہاں پر سب کا پتہ لگ جائے گا اور اس دن حاجی عدیل صاحب سپیکر ہوں گے، میں نہیں ہوں گا۔ (قہقہے) سید علی شاہ صاحب ----------

جناب احمد حسن خان: یہ نہیں مانیں گے۔

Mr. Speaker: Only five minutes, only five minutes, no more ------

سید علی شاہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر، میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے پانچ منٹ بھی دیئے۔ (قہقہے) سب سے پہلے تو میں صوبہ سرحد کے وزیر اعلیٰ، محترم جناب مہتاب احمد خان صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں جنھوں نے اس چار مہینے کی مختصر مدت میں اور نامساعد حالات میں ایسا متوازن اور ترقیاتی بجٹ پیش کیا۔ (تالیاں) جناب سپیکر، اس مبارکباد کے مستحق صوبہ سرحد کے عوام ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اتنی فعال اور اچھی قیادت نصیب کی جنھوں نے بلا امتیاز ہر علاقے میں تمام پارٹیوں کے ترقیاتی شروع کئے ہیں۔ جناب سپیکر، یہ کوئی خوشامدی الفاظ نہیں ہیں بلکہ حقیقت پر مبنی ہیں۔ جناب

سپیکر، ابھی کچھ دو دن سے اپوزیشن کے معزز اراکین نے اپنی تقریروں میں یہ کہا کہ یہ ایک ترقیاتی بجٹ نہیں ہے، یہ Deficit Budget ہے۔ میں ان سے اتنی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ اے ڈی پی پر ایک نظر ڈالتے لیکن انہوں نے جناب اے۔ڈی۔پی پر نظر نہیں ڈالی بلکہ انہوں نے مرکزی بجٹ کو یہاں Discuss کیا کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ اگر ہم نے صوبائی بجٹ پر کوئی بحث کی تو وہ عبث ہوگی اور انہیں منہ کی کھانی پڑے گی۔ جناب سپیکر، یہ پہلا موقع ہے کہ صوبائی حکومت نے ان کی On going schemes میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈالی بلکہ صوبائی حکومت نے پی ایم یو کے ذریعے تقریباً Rs. 1.5 Million مختص کئے ہیں اور تمام جاری سکیمیں یعنی رنگ روڈ کو دو رویہ کرنا، واٹر سکیم، Solid waste disposal شہروں کی صفائی ستھرائی اور گلی کوچوں پر کام جو ہے، وہ جاری رہے گا۔ جناب سپیکر، یہ سکیمز 98-1997 میں مکمل ہوں گی اور اس کے ساتھ ہی NWFP Urban Project Phase-II جو کہ ورلڈ بینک کے تعاون سے صوبہ سرحد کیلئے جاری کیا جا رہا ہے، پر کام ہو رہا ہے اور 4450 Million کا پراجیکٹ ہے۔ کون کہتا ہے کہ یہ ترقیاتی بجٹ نہیں ہے؟ یہ ترقیاتی بجٹ ہے۔ اس میں کام ہو رہے ہیں۔ کسی وقت کسی سٹیج پر بھی کام نہیں رکے گا اور پندرہ شہروں، جن میں ایبٹ آباد، بنوں، چارسدہ، ڈی آئی خان، ہری پور، ہنگو، کوہاٹ، مردان، مانسہرہ، منگورہ، پشاور، صوابی، ٹانک، تخت بھائی اور تیمرگرہ بھی شامل ہیں، ان سب میں یہ ترقیاتی کام جو ہیں، اس میں ہیں سر۔ جناب سپیکر، اس میں پشاور کیلئے بھی سات سو ملین ہیں لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ پشاور صوبہ سرحد کا دارالخلافہ ہے، اس کے اوپر ایک نظرکرم اور بھی ہونی چاہئے کیونکہ پچھلے کچھ عرصے سے یہاں ہماری کوئی قیادت نہیں تھی، انہوں نے اپنی من مانیاں کی ہیں۔ جو فنڈز ملے ہیں، کھائے پیئے گئے ہیں اور پشاور کی ترقی کیلئے کچھ نہیں کیا گیا۔ تو اسی میں جناب سپیکر صاحب، آپ کی وساطت سے میں جناب وزیر اعلیٰ صاحب کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا

ہوں کہ ایک Specific Project ہے جس کیلئے 1950 ملین مختص کئے گئے ہیں۔ یہ Specific Project جو ہے تو پشاور کی طرف اس کو موڑ دیا جائے تو میرے دوست بشیر احمد بلور صاحب اور حاجی عدیل اور میں بھی اس سے مستفید ہوں گے۔ آپ نے پانچ منٹ دیئے ہیں تو میں بجٹ پر Discussion نہیں کروں گا۔ دو میرے مسئلے ہیں چھوٹے چھوٹے ------

جناب سپیکر: وعدہ، وعدہ ہوتا ہے جناب۔ آپ سب نے وعدہ کیا ہے کہ پانچ منٹ لیں گے تو پانچ منٹ تو پورے ہو گئے۔

سید علی شاہ: جناب سپیکر صاحب! پانچ منٹ ہی ہوں گے۔ ابھی میں گھڑی کی طرف دیکھ رہا ہوں، ابھی تین منٹ بقایا ہیں۔ (قہقہے) سر! ہاؤسنگ سکیم ہے، پشاور میں رہائش کا بہت بڑا مسئلہ ہے۔ کرائے آسمان تک پہنچ چکے ہیں اور اس وقت ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ نے ایک سکیم دی ہے "ریگی للمہ سکیم" اس میں تقریباً ستائیس ہزار پلاٹس ہیں اور اس کے علاوہ کمرشل پلاٹس بھی ہیں، چوالیس ہزار ایکڑ کا رقبہ ہے اور اس کا پی سی-ون صوبائی حکومت کے پاس پہنچ چکا ہے۔ یہ منصوبہ، جو پی سی-ون میں دس سال دیئے گئے، اگر تھوڑی سی محنت کی جائے تو انشاء اللہ پانچ چھ سال میں مکمل ہو سکتا ہے اور پشاور کا رہائش کا جو ابدی مسئلہ ہے تو یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے اور اس سے تقریباً پچاس کروڑ روپے پی پی اینڈ ایچ کو انکم ہوگی اور یہ پچاس کروڑ روپے صوبہ سرحد کے ڈیویلپمنٹ کے اوپر خرچ ہو سکتے ہیں اور سب سے بڑی بات ہے روزگار کا مسئلہ، دس ہزار آدمیوں کو اس میں روزگار ملے گا Direct or Indirect ۔ اس پراجیکٹ کو جلد از جلد پایہ تکمیل تک پہنچنا چاہئے۔ جناب عالی! آخر میں میں میونسپل کارپوریشن کے بارے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ اگر میونسپل کارپوریشن مالی بحران کا شکار نہ ہو تو ہمیں صوبائی بجٹ کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ہمیشہ کارپوریشنیں ہی شہر کے ڈیویلپمنٹ میں حصہ لیتی ہیں لیکن ہماری بدقسمتی کہ

کارپوریشن اس حد تک مالی بحران میں مبتلا ہے کہ جتنا اس کا بجٹ ہے، وہ تنخواہیں بھی پوری نہیں کرسکتی اور میں اس دن حیران ہوا، وزیر صاحب بھی اس دن موجود تھے، ہماری بریفنگ ہوئی اور مجھے بتایا گیا کہ پینتیس کروڑ روپے بجلی کا ہم نے قرضہ دینا ہے۔ جناب! میں آٹھ سال تک پشاور کا میئر رہا ہوں، 1990 تک صرف کچھ لاکھ روپے تھے اور اب یہ پینتیس کروڑ روپیہ کیسے بن گیا؟ اس کے اوپر تحقیقات ہونی چاہئیں اور اس کا ایک ہی حل ہے کہ اگر میونسپل کارپوریشن کو آپ فعال بنانا چاہتے ہیں تو میونسپل کارپوریشن پشاور، پاکستان کی سب سے امیرترین کارپوریشن ہے۔ جتنی اس کی جائیداد ہے، پاکستان میں کسی کارپوریشن کی نہیں ہے۔ اگر وہ جائیداد ہم یونٹس میں کرکے اس کو بیچ دیں اور یہ Permission میں نے سابقہ وزیر اعلیٰ سے لی تھی As a Mayor کہ ہم یونٹس بیچ دیں، اربوں روپے ہماری انکم ہوگی اور یہ رقم اگر ہم بینک میں رکھیں تو ہماری کارپوریشن بھی چلے گی اور جناب عالی، ہم صوبائی حکومت کو قرضہ بھی دے سکتے ہیں۔ (تالیاں)

Mr. Speaker: Thank you, thank you.

سید علی شاہ: سر! میڈیکل پیکج کی بات ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو ایک دو منٹ ۔۔۔۔۔

جناب سپیکر: اور باقی رہتے ہیں کافی لوگ۔ Thank you very much.

سید علی شاہ: بہت بہت شکریہ، جناب۔ میں آپ کا مشکور ہوں جی۔

جناب سپیکر: مسٹر انجینئر گیان، پلیز۔

جناب انجینئر گیان: ډیره مهرباني۔ زه سپیکر صاحب، ستاسو ډیرمشکور یم چه تاسو ما له دا پینځه منټه راکړل۔ د ټولو نه مخکښ به زه جناب وزیر اعلیٰ، سردار مهتاب عباسی صاحب او د هغه پوره ټیم ته مبارکی ورکومه چه په داسے حالاتو کښ، شکر دا دے چه صدر صاحب، د دوئ د پارټئ ملګرے،

هغه دا محسوسه کړه چه Economical crisis ډیر زیات شو ، ډیر حد ته اورسیدل او په دغه پیپلز پارټۍ والا باندے ئے پښه کیښوده او مونږ ته ئے دا موقع را نه کړه چه مونږ د سوویت یونین غوندے حالاتو ته مخامخ شو۔ زه جی د بجټ په باره کښې د وزیر اعلیٰ صاحب ډیرمشکور یمه۔ درے بنیادی خبرے وی جی چه د هغے نه بغیر د معاشرے ترقی او د انسانیت خدمت ناممکنه دے۔ هغه درے خبرے جی تعلیم، صحت او د ښځو اوبه دی۔ دا ډیره خوش آئند خبره ده جی چه زمونږ د صوبے په ټوټل بجټ کښې 37 % بجټ دے ښځو ته ایښودے شوے دے۔ دے نه علاوه جی د اوړو دا قلت ختمولو د پاره چه کوم پراجیکټس شروع شوی دی، صوابی سکارپ او پیهور هائی لیول کینال، منډا ډیم، گومل زام، د دے سره به جناب سپیکر صاحب، زمونږ ډیره زمکه زیر کاشت شی او ورسره ورسره به د بجلۍ پیداوار هم سوا شی۔ زه د اپوزیشن هغے ملگرو ته کومو چه دا ملک تباه و برباد کړے دے او نن هغوی پاسی او مونږ ته دا وائی چه تاسو اته زره کسان د نوکرو نه اوویستل، مونږه کوم خلق ویستل؟ هغه خلق چه تاسو ترینه پیسے اغستے وے، هغه خلق چه په هغوی کښې اهلیت نه وو، صلاحیت نه وو بلکه تاسو له به خلق راغلل، تاسو ته به ئے اووئیل چه بچے مے بے روزگاره دے نو تاسو به ورته اووئیل چه را د شی چه استاذ ئے کړم نو تاسو به استاذان کړل۔ نن مونږ د هغه خلقو خلاف ایکشن واغستلو او زمونږ وزیر اعلیٰ صاحب ، زمونږ ایجوکیشن منسټر د میرټ یوه پالیسی جوړه کړله چه هر څه به په میرټ کیږی۔ مونږ جی دے میرټ ته هرکلے وایو ۔ آخرکښې جی زه د وزیر اعلیٰ صاحب یو ځل بیا شکرگزاریمه چه هغوی د چترال وادی کیلاش د پاره د هغے

پراجیکٹ د پارہ پینتالیس لاکھ روپو اعلان اوکړو او د هغے خلقو کوم چه ډیر Backward دی، ډیر پسمانده دی، د هغوی پکار راغلو۔ ډیره مهربانی۔

Mr. Speaker: Mr. Said Ahmad khan, five minuts only.

جناب سید احمد خان: شکریہ جناب سپیکر۔ جہاں تک بجٹ 98-1997 کا تعلق ہے، ملک اور صوبے کی مالی و اقتصادی حالت دیکھ کر اسے حقیقت کی نظر سے دیکھا جائے تو موجودہ بجٹ نہ صرف متوازن بلکہ ایک ریکارڈ بجٹ ہے۔ موجودہ صوبائی اور مرکزی حکومت نے پہلی بار اس جرأت کا مظاہرہ کیا کہ عوام کو سبز باغ دکھانے کی بجائے ان کو ساری صورتحال سے آگاہ کیا۔ ان کے سامنے آمدن اور اخراجات کے صحیح گوشوارے پیش کئے گئے اور آئندہ سال کیلئے صحیح ترقیاتی منصوبہ بندی کی گئی ہے جس کیلئے ہم جناب سردار مہتاب عباسی صاحب کو مبارکباد دیتے ہیں۔ اس کے مقابلے میں پیپلز پارٹی کی سابق حکومت نے اپنے وقت میں مالی وسائل کو دیکھے بغیر ایک ایسا بجٹ پیش کیا جو صرف برائے نام سکیموں پر مشتمل تھا لیکن ان کیلئے رقم نہیں رکھی گئی جس کی وجہ سے سابقہ جاری کام بھی بند پڑے رہے اور ساتھ ساتھ کچھ پیسہ جو تھا، وہ Dead lock میں پڑا رہا۔ جناب والا، ملک اور صوبہ کیوں بحران کا شکار تھا؟ میرے خیال میں پیپلز پارٹی نے یہ سلسلہ اس وقت سے شروع کیا جب صوبے میں صابر شاہ حکومت کو ختم کرنے کیلئے صوبے کے بجٹ کو، صوبے کی دولت کو بے تحاشا لوٹا گیا اور اس بیچارے صوبے پر جس کے ایوان میں صرف تراسی ممبر ہیں، تین تہائی ممبرز وزراء لئے گئے اور ان کو اس طرح بے لگام چھوڑا گیا کہ انہوں نے صوبے کی دولت کو دونوں ہاتھوں سے لوٹا۔ جناب والا، ایسے حالات میں ایک متوازن بجٹ پیش کرنا اور اس کیلئے سردار مہتاب عباسی کو مبارکباد نہ دینا، میرے خیال میں زیادتی ہوگی لیکن ساتھ ساتھ جناب والا، شیرپاؤ صاحب، احمد حسن خان صاحب اور دوسرے ہمارے بھائیوں نے چترال کے بارے میں جو تاثرات بیان کئے، اسے

کاش! میرے پاس وقت ہوتا تو میں یہ ریکارڈ آپ کو دکھا دیتا کہ ایک دفعہ جناب شیرپاؤ صاحب چترال آئے تو انھوں نے کروڑوں روپے کے اعلانات کئے لیکن پچھلے بجٹ میں بائی پاس روڈ، جس کیلئے تین کروڑ روپے کا اعلان کیا گیا تھا، انھوں نے بجٹ میں تو رکھ دیا لیکن آگے لکھا 'Nil' رقم اس کیلئے نہیں تھی لیکن جناب والا، اگر یہ سلسلہ چلتا رہتا تو میرے خیال میں اب وقت نہیں ہے لیکن میں ان کا ریکارڈ انشاء اللہ جس طرح کہ آپ نے کہا، اس دن خواہ مخواہ ہمیں بھی ٹائم دیں گے لیکن اس وقت موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں جناب سردار مہتاب عباسی صاحب سے درخواست کروں گا کہ چترال ایک پسماندہ علاقہ ہے، وہ چودہ ہزار کلو میٹر رقبے پر پھیلا ہوا ہے لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ اس علاقے میں ایک ایم پی اے اور ایک ایم این اے ہے اور ان کیلئے راستہ یعنی سڑک ہی نہیں۔ لیکن مجھے امید ہے کہ بیگم صاحبہ اور سردار مہتاب صاحب چترال میں ذاتی دلچسپی لیں گے اور وہاں کے حالات کو درست کرنے کیلئے کم از کم انسانی ہمدردی کے تحت بھی چترال میں دلچسپی لیں گے۔ آمد و رفت کا مسئلہ ہے، بجلی کا مسئلہ ہے، صحت کے مراکز خراب ہیں، تعلیم کا معیار بہتر بنانا ہے، تو مجھے امید ہے کہ اس بجٹ میں اگرچہ یہ رقم کم رکھی گئی ہے، آئندہ نظر ثانی بجٹ میں انشاء اللہ چترال کو کچھ زیادہ رقم دیں گے اور اس سلسلے میں میں ان کا شکریہ ادا کروں گا۔

Mr. Speaker: Thank you. Haji Bahadar khan from Mardan, five Minuts only.

حاجی بہادر خان: بس زه خو جی د چیف منسټر صاحب شکریه ادا کوم چه په دومره سخت وخت کښې نے دیر ښه بجټ پیش کړے دے او افسوس دا دے چه دا تیر شوے درے کاله د پیپلز پارټئ د لاسه په مونږ کوم دورتیر شو نو افسوس دے، خلق وائی چه څوک چا ته یوګوته نیسی نو څلور ګوتے نے خان ته وی۔

زه افسوس دا کوم چه تر سرے پورے، مونږ زمیندار یو د زمینداری باره کښ به یو خاص خبره کوم جی- په تیر شوی درے کاله کښ جی ایم این اے گانو په زرکونو بورئ خاوره په مونږ زمیندارو په بلیک خرڅه کړے ده- په هغه وخت کښ دوئ تپوس نه کولو- ایگریکلچر د دوئ د لاسه تباه شوی دے- دوئ قسم قسم ناجائزے کړی دی- دلته یوه خبره کوم جی، افسوس دا دے چه په کومه ورځ د شیرپاؤ خان حکومت جوړیدو نو دلته بهر په دے گیټ کښ یو بس اودریدو نو چه په کوم حال باندے د هغے بس نه ممبران راکوزشو نو زه افسوس دا کوم چه دا شرمناکه واقعه وه، نو دوئ هغه ولے نه وائی، دوئ هغه خبره ولے نه کوی؟ دوئ زمونږ ایگریکلچر تباه کړو- دوئ زمونږ هر قسم صحیح کارونه تباه کړی دی- اوس لږ صبر دِ اوکړی، لږ صبر، تحمل نه د کار واخلی، انشاء اللّه تعالیٰ چه ډیر ښه حالات را روان دی او دا ملک به ترقی اوکړی- داسے نه ده چه د هغوی په شان به نے اوُلټو- زه ستاسو ډیره شکریه ادا کوم-

Mr. Speaker: Mr. Tawos Khan.

جناب محمد طاؤس خان: بسم اللّه الرّحمٰن الرّحیم - جناب سپیکر! زه ستاسو ډیر شکرگزار یم چه تاسو ما له موقع راکړه- د تفصیل موقع نشته، تاسو ما له صرف پینځه منټه راکړی دی- جناب، نو زه عرض دا کوم چه دے هاؤس کښ څومره ممبران دی، مونږ دا حلف اوچت کړے دے د وطن د مفاد د پاره نو چیف منسټر صاحب کوم بجټ پیش کړے دے، د هغوی مونږ ډیر شکر گزار یو- دوئ ټولو ممبرانو له که هغه حزب اختلاف والا دی او که اقتدار والا دی، دا سوچ کول پکار دے چه د وطن د مفادو د پاره کوم شے دے نو هغے ته سوچ

کول پکار دے کنه۔ هغوی به خپل د خان د پاره سوچ نه کوی، یقیناً د ټولو عوامو د پاره به کوی ښکه چه مونږ، تاسو ټولو د عوامو د خدمت کولو حلف اوچت کړے دے نو لهذا په بجټ باندے زه تفصیل کښې نه ځم چه څه هغوی ته ښه ښکاره شوی دی، په هغے انداز باندے نے کړی دی نو لهذا زه صرف د خپلے علاقے خبره به اوکړم چه ضلع کوهستان چه کومه ده نو ــــــــــــ

جناب سپیکر: تاسو جی خپلے علاقے ته لږ زر ورځئ، گورئ وخت لږ دے۔

جناب محمد طاؤس خان: لږه خبره ده جی۔ عرض مے دا دے جی چه زمونږ د ټولو فرض دا دے چه کومے علاقے کمزورے دی، هغے له زیاته ترجیح ورکول پکار دی جناب، نو کوهستان Hard area ده، هغه د ټورازم قابله ده۔ که تاسو لږه توجه ورکړه نو هغه د ټورازم قابله ده۔ هغے کښې ډیر داسے ځایونه دی لکه پالس دے، د جال کوټ سپټ ویلی ده، تمام کوهستان چه کوم دے، اوبو کښې مالا مال دے نو تاسو لږه توجه ورکړئ، بیا گورئ چه د حکومت خزانه برابریږی که نه برابریږی؟ هلته کښې معدنیات دی، هغے له تاسو توجه ورکړئ نو ستاسو خزانه به ډکه شی۔ هلته ځنگلات دی، په هغے کښې تاسو لږ سوچ اوکړئ چه هغے کښې قوم ته داسے نه چه ځنگلات ټول تباه کړی، یو طریقے باندے کار روان کړئ، نو هغے کښې حکومت ته هم انتهائی فائده ده او خلقو ته به هم فائده ملاؤ شی۔ داسے نه ده چه دا ټول هغوی خوری، ضلع کوهستان والا خوری۔ نه، د دے فائده حکومت ته راځی جناب۔ نو زما دا عرض دے چه ځومره نهرونه دی، روډونه دی، فرض کړه سپټ ویلی روډ، پالس پټن زیارت روډ، شنا کوټ روډ، یو پالس روډ ــــــ

جناب سپیکر: ټول ضروری روډونه۔

جناب محمد طاوس خان: داسے جی کنڈی کښې هم شته، جالکوټ کښې هم شته، هر خانے کښې شته جی۔ زما عرض دا دے چه تاسو لږ هغے ته توجه ورکړئ۔ زه وزیر اعلیٰ صاحب ته ستاسو په وساطت باندے دا عرض کوم چه زمونږ علاقے تاسو اوګورئ او اندازه ئے اولګوئ چه څومره دولت دے۔ دا د ټورازم قابله ده۔ مثلاً سوات کښې تاسو کړے دے، دغسے کاغان ویلی کښې د ټورازم بندوبست کول پکار دی ----------

جناب سپیکر: طاوس خان صاحب، ډیره ډیره مننه۔ ستاسو ټائم پوره شو او ستاسو ټولے خبرے وزیر اعلیٰ صاحب نوټ کړے او بله ورخ شته، په هغے باندے به ئے بیا اووایئ۔

جناب محمد طاوس خان: ستاسو مونږ په دے کښې ډیر شکر گزار یو چه مونږه او تاسو په دے شکل کښې حلف اوچت کړے دے چه مونږه او تاسو به ښے خبرے کوو۔ خدائے د مونږ له او تاسو له د ښو خبرو توفیق راکړی څکه چه اول خبرے د اسلام او وروستو ----------

جناب سپیکر: جناب سید رحیم خان۔ جناب سید رحیم خان ایڈوکیٹ۔

جناب سید رحیم ایڈوکیٹ: جناب سپیکر صاحب، زه ډیر مشکور یمه چه تاسو مونږ له وخت راکړو خو دا یوه خبره کوم چه زمونږ نه مخکښې زمونږ ډیرو ملګرو ته کافی وخت ورکړے شوے وو --------

جناب سپیکر: په دے خبره باندے اوس خپل وخت مه خرابوئ جی څکه چه دا ټولے خبرے اوشوے نو که اوس تاسو بیا دا خبرے کوئ نو ستاسو پینځه منټه به په دے کښې تیر شی۔

جناب سید رحیم ایڈوکیٹ: صاحبه! بیا به زه داسے کار اوکړم چه زه به کینم

خکه چه زما خبرے په پینخه منټه کښ نه خلاصیږی۔ خبره دا ده چه په درے کاله کښ مونږ سره کوم ظلم زیاتے شوے دے نو هغه خبرے په دے کښ نه ختمیږی نو بنه خبره دا ده چه کښېنم۔

جناب سپیکر: د دے د پاره بله ورځ مقرر ده۔

جناب سپیکر: جناب حاجی بهادر خان، ډیر۔

حاجی بهادر خان: جی مهربانی، ډیره شکریه۔ زه ستاسو مشکور یم چه تاسو ما له ټائم راکړو۔ زه د خپل ډسټرکټ خبره کوم خکه چه دا ټائم ډیر کم دے او لږ زرغوندے نے وایم۔ زمونږ د تیر شوی حکومت دا انصاف وو چه مونږ سره شوے دے؟ په دے اوسنے ADP کښ چه کوم سکیمونه راغلی دی خکه چه زمونږ حکومت فیصله کړے ده چه On going سکیمونه به مونږه کوو، په هغے کښ د نجم الدین خان درے روډونه راغلی دی، یو روډ د حمید خان راغلے دے، درے روډونه د احمد حسن خان راغلی دی او دوه روډونه د هاشم خان راغلی دی چه نے هغے وخت کښ بخت بیدار ممبر وو او یو پکښ د ملک جهانزیب دے او زما پکښ یو هم نشته دے۔ دا خو د دوئ هغه انصاف وو چه زمونږ سره شوے دے۔

جناب سپیکر: زه خو وایمه چه لکه ته هم د سید رحیم خان په شان آخری تقریر نه کوے۔

حاجی بهادر خان: نه جی ------

جناب سپیکر: لکه د سید رحیم خان -------

حاجی بهادر خان: زه عرض کومه جی۔ زما خو پینخه منټه له نه دی پوره شوی۔ زما خو له یو منټ نه دے شوے۔ (قہقہے) زه عرض کومه جی۔ زه

وزیر اعلیٰ صاحب نه دا مطالبه کوم چه په دے کښې د کم از کم ما له خپله شپږمه حصه راکړی- مخکښې درے کاله مونږ سره زیاتے شوے دے، بے انصافی شوے ده او اوس راسره بیا کیږی خکه چه On going سکیمونه چه کوم دی، هغه ټول د دوئ دی، زمونږ پکښې یو هم نشته دے- نو زه دا درخواست کوم چه زه باقاعده شپږمه حصه غوارم، په دے کښې د زما شپږمه حصه اوشی- بل جی یو سکیمونه دی، دا اجتماعی دی، زه تاسوته لږ دا وایمه

<u>جناب سپیکر</u>: بهادر خان، داسے کار اوکړئ، نور وخت نشته، د چیف منسټر صاحب وخت دے او دوه ممبران نور پاتے دی، د دے د پاره بله ورځ هم شته-

<u>حاجی بهادر خان</u>: بیا خو دا هسے د نوم وانا شوله جی نو ---------

<u>جناب سپیکر</u>: مهربانی اوکړئ، تاسو تشریف کیږدئ- بس اوشوه جی- دا کافی وه جی- .Please take your seat جناب عبدالسبحان خان!

<u>جناب عبدالسبحان خان</u>: جناب سپیکر صاحب! زه ---------

<u>جناب سپیکر</u>: تاسو پسے چه کوم راحی، د هغوی دو منټه دی-

<u>جناب عبدالسبحان خان</u>: جناب سپیکر صاحب! میں سردار مہتاب خان عباسی کو موجودہ فلاحی اور عوامی بجٹ پیش کرنے پر مبارکباد دیتا ہوں اور اگر آپ بطور احتجاج کہہ لیں یا کچھ بھی ہو کہ لوگوں کو ڈھائی، ڈھائی گھنٹے ملے اور ہمیں اظہار خیال کیلئے صرف تین تین منٹ مل رہے ہیں تو میں صرف اس شعر سے اکتفا کر کے بیٹھ جاؤں گا-

زما تدبیر په ما حیا راوسته

خو قسمته تا ملامتیا راوسته

چه او چے شو ندے میکدے نه راغلم

نو ستا فیاضی ساقی ژړا راوسته

(تالیاں)

جناب سپیکر: ډیر ښه- جناب غفور جدون خان! Two minuts-

جناب غفور خان جدون: جناب سپیکر صاحب، زه ستاسو ډیر مشکور یم- سپیکر صاحب.......
(شور)

ایک معزز رکن: دا ټول ظلم مونږ سره کیږي-

جناب سپیکر: د پښتو یو شعر اووایئ- د پښتو یو شعر اووایئ-

جناب غفور خان جدون: زه خو به تاسو ته اول دا اووایم چه زه ډیر مشکور یم، شکر گزار هم یم چه تاسو تقریباً په څلور ورځو کښې درے نیمے ورځے هغوی له ورکړے او دا نیمه ورځ مو دے نور چهیاسټهٔ ممبرانو له ورکړه- زه صرف جناب چیف منسټر صاحب ته دا درخواست کومه جی چه دا Contingent چه کوم دی د باره سو روپو، د دوئ تنخواه کښې د هم درے سوه روپئ اضافه اوکړی د دوئ به مونږ ډیر زیات مشکور یو- د ټولے صوبے چه څومره Contingent دی، هغه به د دوئ مشکور وی جی- دویمه خبره دا د صوابی-جهانګیره روډ به هم اوکړم چه بیس لاکه روپئ یے ورله ایښودی دی جی- دا زمونږ حق دے چه کم از کم یو کروړ روپئ خو د ټهیکیدار بقایا جات دیی- دریمه خبره دا ده چه ګدون هارډ ایریا کړئ- پکار ده چه ګدون هارډ ایریا کښې شامل شی- څلورمه خبره دا کوم جی، اصلی خبره دا ده چه د ګدون امازئی انډسټریل اسټیټ چه کم دے، تاسو ته پته ده چه وروستو ګورنمنټ دوو کالو د پاره Rebate ورکړے وو ففټی پرسنټ خپل من پسند کارخانه دارو ته چه په هغے کښې ټیکسټائل ملونه وو، Paper Sack وو، هغوی ته په

دے دوہ کالو کبنں ففتی پرسنټ Rebate ملاؤ شوے دے۔ باقی ټول انډسټرئل اسټیټ چه کوم دے، هغه Ignore شوے وو۔ زه وایم چه د دے د سپریم کورټ د جج نه د انکوائری اوشی چه دے خلقو سره ولے ظلم شوے وو، دا په څه وجه شوے وو؟ دا صرف د صابر شاه حکومت د ختمولو د پاره دغے خلقو ته دوئ Rebate ورکړے وو جی او زما د اندازے مطابق ګیاره کروړ، پچاس لاکھ روپئ هغوی Payment کړے دے او په هغے باندے د ده حکومت ختم شوے دے۔ د سپریم کورټ یوه انکوائری کیږدئ بیا به زه درخواست کومه چه دا یوه ضروری مسئله ده۔ مونږ سره نن پنډره ارب روپئ په ګډون کبنں لګیدلے دی، نن هغه کارخانے چه کوم دی، قبرستان جوړیږی نو ظلم کیږی۔ دوئ وائی چه دا پاکستان مسلم لیګ ظلم کوی د دے صوبے سره، زه وایم چه دا ظلم چه کوم کړے دے، دا پاکستان پیپلز پارټئ کړے دے او وروستو آفتاب شیرپاؤ حکومت د صوبے سره، راتلونکی نسلونو سره ئے زمونږ ظلم کړے دے۔ نو دا زه دوباره چیف منسټر ته ستاسو په وساطت باندے او د پیهورهائی لیول کینال خبره به که زه او نه کړم نو دا به زیاتے وی خکه چه پچیس ساله یو مسئله چه سن 1972 کبنں د پیهورهائی لیول کینال اعلان شوے وو او دے موجوده حکومت، دے موجوده وزیر اعلیٰ صاحب هغے ته عملی جامه ورکړه او اتهاره کروړ روپئ ئے څخ کال هغے د پاره منظور کړے۔ نو صوابئ او د مردان او نوښار ټول خلق چه کوم دی، مونږ د وزیر اعلیٰ صاحب ډیر زیات مشکور او ممنون یو۔ ډیره مهربانی جی۔

جناب والٹر مسیح: پوائنٹ آف آرڈر --------

جناب سپیکر: دا یو عرض تاسو ته اوکړم -------

جناب والٹر مسیح: میری ایک عرض ہے کہ چونکہ ہماری پارٹی میں ------

جناب سپیکر: ایک سیکنڈ، میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں، آپ وقت ضائع نہ کریں جی۔ دا یوه خبره زه ستاسو په نوټس کښې راولم۔ دا بار بار تاسو وایئ چه هغوی ته زیات ټائم او مونږ ته کم ملاؤ شو، مشر ورور همیشه گزاره کوی۔ هغوی نن سبا کشران دی، تاسو مشران یئ۔ خدائے ته اوګورئ، گزاره کوئ۔ جناب حاجی عبدالرحمان خان۔ حاجی صاحب، یو نیم منټ۔

حاجی عبدالرحمان خان: (قہقہے) عجیبه خبره ده۔ سپیکر صاحب، بیه زه درته د قرآن شریف یو آیت وایم۔ (قہقہے) خدائے په قرآن کښې وانی چه "و لا تلبس الحق بالباطل و انتم تعلمون" مه پټوئ حق په دروغو کښې۔ بس ټول په خپل گریوان کښې اوګورئ چه تاسو دروغ وایئ او که ربښتیا وایئ؟ جناب سپیکر صاحب! ما سره یو زیاتے شوے دے۔ د 92-1991 بجټ تقریر را واخلئ۔ د 91-1990 هغه را واخلئ، د کافور ډهیرئ هغه سکارپ، دا هغه علاقه ده چه د ورسک ډیم جوړ شوے دے او مونږ پکښې خپلے زمکے بیلولی دی، مونږ پکښې خپل کلی بیلولی دی، زمونږ تاوان شوے دے۔ نن زمونږ زمکه شته خو آمدن ترے نشته۔ د هغے ذکر پکښې نشته او سردار صاحب خپل بجټ سپیچ کښې د هغے ذکر اونکړو۔ زه ډیر په افسوس سره سردار صاحب ته وایم چه راشه اوګوره، مونږ خلقو د جایئداد، د مال او سر قربانی د ورسک ډیم په دغه ورکړے ده خو نن د پیښور هغه سکارپ په خائے ولاړ دے، یو، دویمه دا سردار صاحب، زما کیر چا پیره دریائے کابل نه حلقه ده، د پاکستان د جوړیدو نه پس تر ننه پورے په هغے کښې پُل نشته۔ دریمه خبره، سردار صاحب، خبرے ډیرے دی خو دا خبره کوم چه بجلی زه جوړه ووم، زه د ورسک د

بجلئ خاوند یم او زما خلق په تیاره کښې ناست دی۔ هغه بله ورخ لونے جلوس را اووتو او ما کښینول۔ زه تاسو ته دا وایم چه دیده دانسته په دے ملک کښې یو تولگے داسے شته په دغه کښې چه هغه شر او فساد جوړے پیدا کوی، د دے تدارک بندوبست اوکړه۔ بیا یوه خبره، یو منټ------

جناب سپیکر: منټ به نه اخلئ، منټ به نه اخلئ۔

حاجی عبدالرحمان خان: سپیکر صاحب! لږ به زمونږ هم اورئ۔ زمونږ باچا خان شلویښت کاله وړاندے یوه خبره کوله، زه نن شکریه ادا کوم چه په کومه خبره مونږ د پاکستان دشمنان وو، سلیم سیف الله خان نن د صوبائی حقوق خبره کوی، زه د باچا خان دوراندیشئ ته سلام پیش کوم (تالیاں) او دوئ ته وایم چه تاسو مخلص په دے خبره کښې نه یئ که تاسو مخلص په دے خبره کښې وئ نو راځئ چه په اتفاق د خپلے صوبے حق اوغواړو۔ (تالیاں)

دروغ به نه وایو، خدائے وائی "لعنت الله علی الکاذبین"۔ (تالیاں)

جناب سپیکر: جناب اورنگزیب خان، یو منټ۔

جناب محمد اورنگزیب خان: جناب سپیکر صاحب! شکریہ۔ میں تو صرف اتنا ہی کہنا چاہتا ہوں کہ کوتل سرنگ کے بارے میں جو اس موجودہ بجٹ میں وزیر اعلیٰ صاحب نے رقم رکھی ہے، صرف یہ یقین دہانی کرا دیں کہ وہ تین سال میں مکمل ہو جائے گی۔ دوسری بات، آٹے کے بحران پر بڑی باتیں ہوئیں جناب سپیکر اور فرید طوفان صاحب نے کہدیا----

جناب سپیکر: ایک شعر کیوں نہیں سناتے ہیں؟

جناب محمد اورنگزیب خان: وہی شعر سناتا ہوں۔ جناب، آٹے کے بحران اور گندم کے سکینڈل کے بارے میں کہدیا گیا کہ چور معلوم ہو گئے ہیں، میں صرف یہی کہتا ہوں کہ

پھر آج دانہ گندم کے سلسلے میں فراز

کسی خدا نے میری خرد بیچ ڈالی

جناب سپیکر: جناب ارباب ایوب جان صاحب!

ارباب محمد ایوب جان: جناب سپیکر صاحب! زه ډیر زیات ستاسو مشکور یمه، خو ماته خو پکار ده چه یو لس منټه راکړې جی ------ (شور)

جناب سپیکر: داسے کار دے چه دا وخت ډیر کم دے نو لږ خیال تاسو ته هم پکار دے.

ارباب محمد ایوب جان: محترم سپیکر صاحب! سب سے پہلے تو یہ بجٹ جو پیش کیا گیا ہے ان حالات میں، تو میں وزیر اعلیٰ صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کیونکہ پچھلے چند دنوں پی اینڈ ڈی اور فنانس والوں نے تمام ہاؤس کی ___ مشکور ہوں وزیر اعلیٰ صاحب کا کہ انہوں نے سب ممبروں کو Invite کیا تھا کہ آپ موجودہ صورتحال دیکھ لیں، اپنے صوبہ سرحد کی Financial conditions ، اس میں اپوزیشن ممبرز بھی تھے، اس میں ان کو Invitation دی گئی تھی، اگر وہ آتے تو ___ لیکن ان کی اپنی مرضی ہے۔ میری انفارمیشن یہ ہے اور میں مشکور ہوں وزیر اعلیٰ صاحب کا کہ ان کے آفس سے لیٹرز ایشو ہو چکے تھے۔ جناب عالی! جب ہمیں بریفنگ دی گئی تو تقریباً پونے چار ارب روپیہ 1993 سے Finance every Department میں تھا، جب بات 1996 پر آئی تو We were moneyless. تو ان حالات میں جب بجٹ بنایا جا رہا ہے تو ہم اپنے حالات کو بھی دیکھیں گے۔ جناب عالی، میں مختصر دو، تین باتیں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں، ایک فیڈرل گورنمنٹ کے حوالے سے، یہاں پر ہمارے بہت سے دوستوں نے فرمایا کہ فیڈرل بجٹ جو ہے، وہ عکاسی کرتا ہے اور اس کا اثر ہوتا ہے صوبائی آسمبلی یا صوبائی حکومتوں کے بجٹ پر۔ ایکسائز ڈیوٹی پہ بڑی باتیں ہوئیں۔ جناب عالی، آئی ایم ایف کے ساتھ جب ہمارا معاہدہ ہو رہا تھا اور انہوں نے ہمیں جو Suggestions دی تھیں، وہ تین تھیں۔ ان

میں ایک یہ تھی کہ آپ اپنے ڈیفنس کے اخراجات میں کمی کریں، دوسرا آپ کے جو غیر ضروری اخراجات ہیں، منسٹریاں بنی ہوئی ہیں ایوب خان کے زمانے سے اور غیر ضروری اخراجات جو ہیں، انہیں کم کریں اور تیسری، امپورٹس جو ہیں اپنے ملک میں جو کہ آپ پچھتر پرسنٹ کر رہے ہیں، ان کو آپ گھٹائیں اور اپنے پاؤں پر کھڑے ہوں۔ مین پاور یہاں پر ہے، اپنی انڈسٹریز بنائیں۔ تو وفاقی حکومت نے کسٹم ڈیوٹی بڑھائی ہے لیکن ایکسائز ڈیوٹی میں انہوں نے چھوٹ دی ہے۔ ایکسائز ڈیوٹی اگر کم ہوئی ہے یہاں پر، تو اس کا ڈائریکٹ اثر جو ہے، وہ Inflation اور مہنگائی پر ہوگا۔ آپ کو پتہ ہے جناب عالی، پچھتر پرسنٹ سے لیکر سو پرسنٹ تک روزمرہ کی چیزوں پر ایکسائز ڈیوٹی تھی، جیسے کہ ایگریکلچرل پیکج ہے، آٹا بحران ہے --------

<u>جناب سپیکر</u>: ایوب جان خان، دا ستاسو ډیرے اوږدے خبرے دی، ډیرے ښے خبرے هم دی او دا ډیر ټائم غواړی او ما سره صرف Last یو، یو نیم منټ دے، دوه ممبران صاحبان دی چه د هغوی ډیر زیات دغه دے، چه خالی دغه اوشی، دا به بل ټائم انشاءالله تاسو له درکړو۔ معافی غواړم، خفا کیږه مه۔

<u>ارباب محمد ایوب جان</u>: یو منټ، یو سیکنډ، خبره کوم جی، Atta crisis، آټا بحران دے، ټول ملک کښې آټا بحران راغلے دے۔ زمونږ ایګریکلچرل یعنی زرعی ملک دے، زمونږ د پاره د شرم خبره ده چه 70 to 80/85 percent زمونږ خلقو دار و مدار ایګریکلچر باندے دے، ټهیک شوه جی۔ اوس مونږ چه بهر نه غنم راغواړو، پټرول نه پس تاسو ته پته ده جناب سپیکر صاحب، چه Net cereal کښې لکه ورژے شوے، شولے یا نور اوربشے شوے، ټول څیزونه چه شی، نن نه لس کاله مخکښې دس پرسنټ زمونږ هغه شوے، مونږ به یے کرکولو۔ دا ولے؟ جناب، دا دے د پاره چه Agriculturist ته زراعت د

پاره څه Incentive نه وو ورکړے شوے۔ زه نن مشکور یمه د نواز شریف، چه دے خله هغه ایګریکلچرل پیکج کښ د غنمو د پاره او د زراعت د پاره چه کوم Incentive زراعت د پاره ورکړے دے، انشاء الله تعالیٰ دا ملک پخپلو پښو باندے به او دریږی۔ جناب سپیکر صاحب، یو منټ۔ ۔ ۔

Mr. Speaker: Thank you jee, Thank you Ayub Jan Khan, Thank you ver much. Janab Qaimos Khan. Janab Qaimos Khan.

جناب قیموس خان: جناب سپیکر، زه به څه اووایم په دے کښ، خو خبره دا ده چه ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

جناب سپیکر: ښه بجټ دے، شکریه ادا کوئ د چیف منسټر صاحب، بل به څه وایئ؟ (قہقہے)

جناب قیموس خان: بس جی، بس صرف زما دا عرض دے جی لکه څنګه چه هاشم خان اووئیل چه په ایجوکیشن کښ په میرټ کښ، لکه هر سړی ته به آئینه کښ خپل شے ښکاره کیږی، دغه شان زما دا ګزارش دے چه د بجټ اے۔ ډی۔ پی په داسے طریقه جوړوئ چه دا درے اصول، لکه پسماندګی او آبادی یا رقبه که درے واړه شی او که یو شی، چه سبا د یوے ضلعے دا ګله نه وی چه زمونږ ضلع پکښ پاتے شوه۔ پکار دا ده چه داسے اصول وی چه هر سړی ته خپله آئینه مخامخ وی او زمونږ دا ګله نه وی چه زمونږ نه ترقی یافته ضلعے حق اغستے دے۔ څکه زمونږ ډیر On going سکیمونه چه تقریباً د هرے محکمے، زه به وزیر اعلیٰ صاحب ته د هغے یو لسټ ورکړمه، پکار ده چه په هغے باندے غور اوکړی جی۔

جناب سپیکر: جناب میاں افتخار حسین! (شور)

میاں افتخار حسین: زه خو جی ډیر افسوس کوم، نه ما ته چا څه ونیلی دی او یو منټ خو تاسو ته پته ده چه چرته ما تقریر کړے نه دے۔ چه کیږی نو هغه خو د یو ے گهنټے نه کم کیږی نه۔ نو ډیره شکریه

جناب سپیکر: بجټ ښه وو او که خراب وو؟ صرف دومره خبره ده چه بجټ ښه وو او که خراب وو؟ بهرحال دا یو ټکے اووایه۔ (شور)

میاں افتخار حسین: داسے کار دے جی چه ریښتیا خبره دا ده چه بجټ خو ځکه ښه وو چه زه په داسے بنچ کښ ناست یم چه د دے نه به د ښه خبره کوم، بده خو کیدے نه شی ---------

جناب سپیکر: ښه جی۔

میاں افتخار حسین: او زه جی یو شعر به بیا اووایم ځکه چه اوس خو مو پاسولے یم کنه جی او په اردو کښ به اووایم، ډیر روڼړه خو په پښتو نه پوهیږی۔

صہ "ساقیا جام پلا" ساقی خو جی تاسو یئ کنه

ساقیا جام پلا ماہ گلفام کا

ایک اپنے نام کا ایک اللہ کے نام کا

مے پلا ایسی جو جوش وحدت ڈال دے

ایک قطرہ دے مگر قطرے میں دریا ڈال دے

(شور)

جناب سپیکر: ج ناب بابک صاحب۔ کریم بابک صاحب!

جناب محمد کریم: زه خو د سپیکر صاحب ډیر شکر گزار یمه او بیا خاصکر د وزیر اعلی صاحب او د هغه د کیبنټ، چه په دے حالاتو کښ داسے بجټ پاس کړو چه هغے ته اپوزیشن هم ډیر ښه وانی او زمونږ د طرف نه هم ښه وانیلے

شوے دے۔ زہ بہ پہ آخیر کښې دا خبره اوکړم چه احمد حسن خان یوه خبره اوکړه، د کوزے یو مثال دے او د غلبیل، نو ضمنی انتخابات د 96 ,1995 او د 1994 وو، زه ډیر په افسوس سره دا خبره کومه چه ده دا خبرے کومے نن اوکړے، په هغه وخت کښې د اتهتر کروړ روپو د ډیویلپمنټ په بنیاد باندے دوئ چه کوم Horse Trading کړے دے، زما سره یے زیاتے کړے دے نو زه افسوس کومه چه اوس ما ته وخت نشته دے خو دا یوه خبره کومه چه دوئ ما سره انتهائی زیاتے کړے دے خو الله تعالیٰ زما د پاره ښه کړے وو چه هغه اتهتر کروړ روپو ډیویلپمنټ کارونه چه هغه د بجلئ په شکل کښې وو، د کوڅو په شکل کښې وو، د پائپونو په شکل کښې وو، اوس هغه نشته خو د هغے زه وزیر اعلیٰ صاحب ته خواست کومه، تجویز ورکومه چه هغه ظالم حکومت ما سره ښه کول، هغه بد شو یا یے بد کول، هغه ښه شو۔ زه وزیر اعلیٰ صاحب ته خواست کومه، تجویز ورکومه چه هغه نیمګړی کارونه چه په هغے کښې پچپن فیصد کار شوے دے، هغے کښې پچانوے فیصد کار شوے دے، هغے کښې تیس فیصد کار شوے دے، چه هغه را له مکمل کړی او په آخر کښې به زه دا یوه خبره اوکړمه د پښتو د یو شاعر په ژبه کښې چه۔۔۔

یر تفاوت دے په انسان کښې د معنی په لحاظ
واړه لګیا دی خو څوک خان او څوک جهان جوړه وی
مونږ به جهان جوړه وو او دوئ به خان جوړه وی

Mr. Speaker: Thank you. Thank you. Janab Zareen Gul Khan.

(آوازیں: ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ شعر، شعر)

جناب زرین ګل: محترم سپیکر صاحب! ډیره شکریه۔

قسمت ہی کیا ہر اک کو قسام ازل نے
وہ شخص کہ جس چیز کے قابل نظر آیا
بلبل کو دیا نالہ تو پروانے کو جلنا
غم ہم کو دیا سب سے جو مشکل نظر آیا

جناب سپیکر: جناب میاں مظفر شاہ صاحب!

حاجی محمد عدیل: وہ اپنی نظم پیش کریں گے جی۔ (قہقہے)

میاں مظفر شاہ: زما جی د زرین گل دے شعر سرہ اتفاق دے۔

Mr. Speaker: I think sufficient, now I request -----------

Mr. Walter Masih: Point of order, Speaker Sahib.

Mr. Speaker: Sorry, sorry, last, Mr. Walter Siraj.

جناب والٹر مسیح: میں خاص طور پر تمام ہاؤس سے اور پریس والوں سے Request کروں گا کہ خاص طور پر ہماری ان تجاویز کو مد نظر رکھیں چونکہ ہم نے اپنے محترم وزیر، بشیر بلور صاحب سے درخواست کی تھی اور انہوں نے غالباً میرا نام بھی دیا تھا Budget Speech کیلئے لیکن افسوس ہے کہ ہمیں موقع نہیں دیا گیا اور یہ موقع نہیں ہے۔ یہ خالی دو منٹ، تین منٹ، It's no, I don't agree with you. اچھا میں درخواست کرتا ہوں سپیکر صاحب، کہ ہم اپنے وزیر بلدیات صاحب سے گزارش کرتے ہیں کہ وہ ہمارے ساتھ کسی دن میٹنگ کریں، ہم اپنے ملک کیلئے اچھی تجاویز اپنے ذہن میں رکھتے ہیں تاکہ ہمارا ملک جو کہ تباہی کی طرف رواں ہے، خدا تعالیٰ اس کو بچائے اور اس پر اپنا سایہ رکھے اور اس کو بچائے کیونکہ ہم نے یہ سوچا تھا کہ ہم سے یہاں پر بہت سینئر حضرات جو ہیں، جن میں غالباً ہمارے سابق وزیر اعلیٰ، محترم آفتاب احمد خان شیرپاؤ، سلیم سیف اللہ خان صاحب، افتخار مہمند صاحب اور نوابزادہ محسن علی خان اور صابر شاہ صاحب کا اسلئے نہیں کہہ رہا کیونکہ وہ

ہمارے ساتھ ہیں۔ میں نے ان کی نشاندہی اسلئے کی ہے کہ یہ ----------

(شور / مداخلت)

نہیں، میں ان کا اسلئے کہہ رہا ہوں کہ 1993 میں وہ وزیر خزانہ تھے اور اس سے پہلے نوابزادہ محسن علی خان وزیر خزانہ تھے۔ میں سوچتا تھا کہ یہ لوگ ہم سے زیادہ تجربہ کار ہیں، بہت قابل ہیں اور اس چیز سے میں منحرف نہیں کہ یہ لائق نہیں لیکن افسوس ہے کہ انہوں نے بجٹ اجلاس میں اے ڈی پی اور کبھی این ایف سی ایوارڈ پر بحث کی جو مثبت نہیں تھی بلکہ ٹائم ضائع کیا انہوں نے اس ہاؤس کا اور پریس والے بھی سن رہے ہوں گے کہ یہ کیا کر رہے ہیں اس ہاؤس میں؟ میں اپنے وزیر بلدیات صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ ہم ایسی سوچ رکھتے ہیں کہ یہاں جتنی بھی میونسپل کمیٹیز ہیں اور میونسپل کارپوریشنز ہیں، ان کے پاس جو ڈیزل کی گاڑیاں ہیں یا پٹرول کی، ہم ان کے ساتھ میٹنگ کریں گے اور پورے ہاؤس میں یہ تجاویز پیش کرتا ہوں کہ ہم ایسی گاڑی Provide کریں گے جو کہ صرف اور صرف بیٹری سے چلے گی اور اس کا خرچہ نہیں ہوگا۔ دوسری چیز، میں اپنے وزیر اعلیٰ صاحب کا مشکور ہوں اور ان کیلئے دعاگو ہوں کہ وہ بجٹ اجلاس کی تقریر کرنے والے ہیں اور خدا تعالیٰ ان کی مدد کرے۔ آخر میں مَیں یہ کہتا ہوں ------------

جناب سپیکر: والٹر صاحب، ٹائم تو آپ نے لے لیا----------

جناب والٹر مسیح: سپیکر صاحب! ایک منٹ، ایک منٹ۔ سپیکر صاحب! دیکھیں، وہ شاعر نے کہا ہے کہ ؎

کسی کو گھر سے نکلتے ہی مل گئی منزل
کوئی ہماری طرح یونہی سفر میں رہا

اقلیت جو ہے، اس کو ہمیشہ سفر میں ہی رکھا گیا ہے۔ پچاس سال ہو چلے ہیں پاکستان کو بنے ہوئے، قائم ہوئے لیکن خداوند کی مہربانی سے اقلیتیں جتنی وفادار ہیں، اتنا

کوئی بھی وفادار نہیں لیکن آج میں اس Open House میں یہ پیشکش کرتا ہوں اپنی پارٹی کی طرف سے کہ حکومت میں وزیر اعلیٰ صاحب کیلئے ہم نے اپنے ذہن میں ایسا پلان رکھا ہے کہ ہم دو لاکھ آسامیاں، مسٹر والٹر سراج چیلنج، کہ ہم دو لاکھ آسامیاں جو ہیں، دو لاکھ آدمی، نہ وہ گورنمنٹ سے تنخواہ لیں گے نہ گورنمنٹ پر بوجھ ہوگا لیکن ہم ان کو نوکر کریں گے اور اس کی آمدن جو ہے، وہ بھی بہتر ہوگی اور وہ گورنمنٹ کے فنانس سیکرٹری صاحب یا حکومت میں ہم جمع کرائیں گے انشاء اللہ۔ خدا حافظ۔

Mr. Speaker: Thank you very much.

جناب ہمایون سیف اللہ خان: Personal explantion, Sir. میں یہاں پر نہیں تھا، فرید صاحب طوفان نے -----------

جناب سپیکر: د دے د پاره نور ټائم نشته۔ همايون خان، يو منټ خبره واورئ۔

جناب ہمایون سیف اللہ خان: جی، یو منټ خبره کوم په Personal explantion، يو منټ، زما خبره اومنه جی، يو منټ د پاره جی ------

جناب سپیکر: په دے ډيرے بد مزګيانے اوشوے او ما هغے د پاره يو خاص ټائم ايښے دے۔ په هغے باندے به خبره کوو په بل وخت باندے، ښه جی۔ خفه کيږئ مه۔ دے سره بد مزګی نوره جوړيږی۔

جناب ہمایون سیف اللہ خان: ټهيک ده جی۔ ټهيک ده، خير عزيز مو دے جی۔ هغه نه خفه کيږی۔ نه خفه کيږی جی۔

جناب سپیکر: خير جی، تاسو خپلو کښ عزيزان يئ، بيا ورستو زما چيمبر ته دوانړه راشئ، کښينئ، خبرے به اوکړئ - Now I call upon the honourable Minister for Finance/ Chief Minister to please wind up the discussion.

<u>Sardar Mehtab Ahmad Khan</u> (Chief Minister): Mr. Sperker, Thank you very much, Sir. Before I start my speech, I think, I should authorise Mr. Walter Siraj to appoint 200 thousand people who will not be at the charge of the Government and he should start right working after this session is over.

آپ کو اجازت دے دیتا ہوں میں۔

جناب سپیکر! بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں ذاتی طور پر اور حکومت کے تمام اراکین کی طرف سے آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ آپ نے ماضی کی تمام روایات کے برخلاف اس بجٹ سیشن کے مباحثے کے دوران جتنا زیادہ وقت اپوزیشن کو دیا' اس سے قبل اس ایوان کی تاریخ میں ایسا نہیں ہوا۔ میں آپ کو مبارکباد اسلئے دے رہا ہوں کہ آپ نے ان روایات کا اعادہ کیا اور اس اصول اور اس یقین دہانی اور عقیدے کا اظہار کیا کہ موجودہ حکومت اس یقین اور عقیدے کے ساتھ اس صوبے کے عوام کی خدمت کیلئے آئی ہے۔ مجھے احساس ہے کہ ہمارے' حکومت سے بہت سے اراکین اسمبلی بجٹ پہ اپنی رائے کا اظہار کرنا چاہتے تھے لیکن ان کو وقت نہیں مل سکا اور وہ شاید یہ سمجھتے ہوں کہ ان کو جان بوجھ کر وقت نہیں دیا گیا لیکن میرا خیال ہے کہ جس ماحول کو آپ نے یہاں Build up کیا' یہ موجودہ Re-construction جو پورے ملک میں اور ہمارے صوبے میں جاری ہے ' Politically and otherwise اس ماحول کو قائم کرنا وقت کی انتہائی ضرورت تھی۔ میں اپنے ساتھیوں کو آپ کی وساطت سے یقین دلاتا ہوں کہ جو روایات آپ نے قائم کی ہے' یہ طویل عرصے تک یاد رکھی جائیں گی۔ (تالیاں)

مجھے اس بات کی بھی خوشی ہے جناب سپیکر' کہ ہمارے اپوزیشن سے تعلق رکھنے والے' لیڈر آف دی اپوزیشن اور ان کے تمام ساتھیوں نے بجٹ کے اوپر دل کھول کر اپنی

رائے کا اظہار کیا۔ میں ان کا ممنون ہوں کہ انہوں نے بہت اچھی تجاویز بھی دیں۔ انہوں نے ماحول کو بھی مناسب حد تک با مقصد رکھا اور مثبت تجاویز دینے کے ساتھ ساتھ ہمیں اپنی ان ذمہ داریوں کا احساس بھی دلایا کہ جو آئین نے اور اس صوبے کے عوام نے ہمارے کندھوں پر رکھی ہیں لیکن کیا بہتر ہوتا کہ ہم ان حقائق کا بھی ذکر کرتے کہ جن کے نتیجے میں آج ہم جن مشکلات کا شکار ہیں' ان کا بھی ذکر ہوتا۔ میرے محترم دوست' احمد حسن صاحب جن کی میں بھی بے حد قدر کرتا ہوں' نے کچھ اعتراضات کئے' اچھے ہیں' دل گردے والے شخص ہیں' ہمارے دوست ہیں' بہادر آدمی ہیں لیکن تھوڑی سی نا انصافی بھی کرتے ہیں۔ جہاں انہوں نے اپنا اعتراف کیا اور اس بات کا بھی اعتراف کیا کہ آج ہم جن حالات کا شکار ہیں' جن معاشی بد اعمالیوں اور Indicipline کا شکار ہیں اور قومی اور صوبائی طور پر جس بے حد مشکل دور سے ہم گزر رہے ہیں' انہوں نے ٹھیک کہا کہ کسی ایک فرد پر یا کسی ایک حکومت پر یہ الزام نہیں لگایا جا سکتا اور میں ان سے اتفاق کرتا ہوں کہ یہ ہمارا تسلسل ہے ہمارے ان پچاس سالوں کی خامیوں اور خرابیوں کا کہ جن کو ٹھیک کرنے کیلئے شاید ایک بار بھی نیک نیتی سے کوشش نہیں کی گئی۔ اگر کوشش کی جاتی تو ہم ان پچاس سالوں کا دکھ آج سمیٹنے کیلئے نہ بیٹھے ہوتے۔ میں انہیں یاد دلانا چاہتا ہوں کہ یہ بات ٹھیک ہے کہ شاید ہم اس بجٹ کو کوئی بہت مثالی بجٹ نہیں کہہ سکیں گے' میں اتفاق کرتا ہوں اس بات سے لیکن میں ساتھ یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ جو وسائل ہمیں میسر تھے اور جو حالات ہمیں ورثے میں ملے' ان کے اندر جس سوچ و فکر کے ساتھ ہم نے اس بجٹ کو پیش کیا' اس میں اس کے سوائے اور کوئی بات نہ تھی کہ ہم ماضی کی تمام غلطیوں کو چھوڑتے ہوئے اپنے آنے والے کل کیلئے آج ہی اپنے لئے بہترین راستے کو منتخب کر سکیں۔ یہ ہماری صورتحال ہے۔ مجھے یہ بات بھی کہنی ہے کہ ہمارے معزز اراکین نے بہت کوشش کی ہے کہ وہ فیڈرل بجٹ کے اوپر بات کریں۔ ٹھیک ہے'

فیڈرل بجٹ پر بات کرنا ان کا حق ہے اور ان کو ضرور کرنی چاہئے لیکن جتنا وقت ان کو صوبائی بجٹ کو دینا چاہئے تھا' اس کا مستحق انہوں نے اس کو ٹائم نہیں دیا۔ جناب سپیکر، میں یہ بات ضرور کہوں گا کہ میرے دوستوں نے اعتراف تو کیا اپنی خرابیوں کا اور اس جرم میں شریک ہونے کا جو پچاس سالوں سے جاری تھا لیکن میں کہوں گا کہ ـــ

صہ کی میرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ

ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

(تالیاں)

جناب سپیکر، بجٹ جن حالات میں تیار ہوا' وہ بہت مشکل حالات تھے اور میں نے اپنے معزز ساتھیوں کو بالکل ابتدا میں ایک جگہ بٹھایا اور اس صوبے کی جو Economic health condition, financial health condition تھی' وہ ان کے سامنے رکھ دی اور ان کو صاف بتا دیا کہ یہ ہمارے وسائل ہیں' یہ ہماری ذمہ داریاں ہیں اورہمیں صرف اپنے آپ کو قائم رکھنا ہے' اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنا ہے بلکہ اس صوبے کیلئے آئندہ کیلئے ایسے رہنما اصول مرتب کرنے ہیں کہ جہاں ہم ایک طرف اپنی تعمیر اور ترقی کو بنا سکیں' وہاں ہم اپنی قومی ذمہ داریوں کو بھی ادا کر سکیں جو مجموعی طور پر اس Federating unit کا ایک حصہ ہونے کی ہماری ذمہ داریاں ہیں۔ جناب سپیکر' ان تین یا چار مہینوں میں آپ دیکھیں گے کہ تین ماہ تو بجٹ کی تیاری میں لگتے ہیں اور جو ہمیں اس وقت حالات ملے' ان میں پونے دو ارب سے زائد اس صوبے کی Over-drafting تھی سٹیٹ بنک کیلئے اور دوسری طرف ہمارے تمام Development Programmes جن کا یہاں بڑے فخر سے ذکر کیا جاتا ہے کہ گزشتہ سال ہم نے آٹھ ارب سے زیادہ Annual Development Programme پیش کیا اور اس Annual Development Programme کی حالت یہ تھی کہ جب ہم نے اقتدار لیا تو اس میں سے ستر فیصد ختم ہو

چکا تھا اور جناب' یہ بات بڑی دلچسپ ہے کہ جب ہم اقتدار میں ہوتے ہیں تو ہماری آراء اور ہماری سوچیں جدا ہوتی ہیں لیکن جب ہم اقتدار سے ہٹ کر اپوزیشن میں جاتے ہیں تو اس وقت تنقید کرنا ہمارا کام ہوتا ہے' یہ بہت آسان بات ہے لیکن میں آپ سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جن حالات کے ورثے کا میں نے ذکر کیا' وہ میں نے بلا وجہ بات نہیں کی۔ میرے پاس سابقہ حکومت کی وزیر اعظم کے لکھے ہوئے دو خط ہیں' جو انہوں نے صوبائی وزیر اعلیٰ کو لکھے۔ ان کا ذکر کرنا چاہتا ہوں اور ان کے متعلقہ حصوں کو آپ کے سامنے لانا چاہتا ہوں تاکہ اس اسمبلی کے فلور پر یہ ریکارڈ میں رہے کہ غلط بیانی اور گمراہ کرنا صرف وقتی بات ہے لیکن حقائق کو آپ کے سامنے لانا' یہ ہماری ذمہ داری ہے۔ جناب سپیکر، محترمہ بے نظیر بھٹو نے 20 جولائی' 1996 کو اس وقت کے وزیر اعلیٰ اور آج کے اپوزیشن لیڈر کو یہ خط لکھا اور وہ خط اس پس منظر میں تھا کہ صوبہ اپنے تمام اخراجات کو بے تحاشا بڑھا کر نہ صرف اس جگہ پہنچ چکا تھا' جہاں پر سٹیٹ بینک نے وزیر اعظم کی ہدایت کے مطابق اس بات کا فیصلہ کر لیا کہ وہ صوبے کے جاری کردہ تمام چیکوں کو Dis-honour کرنا شروع کر دیں اور انہوں نے لکھا

"The Governor State Bank has sent me the enclosed table which gives agreed overdraft limit of each Province and the latest actual borrowing. It shows that, excepting Punjab, other Provinces have been exceeding their limits by a wide margin. The Governor has also informed me that the Provinces have not heeded his written request to reduce their excessive borrowing, and has sought my consent, exercise his

legal powers and fulfil his statute responsibility as the Governor of the State Bank. He intense to do so by dishonouring cheques issued by a Province that exceeds its approved loan overdraft limit. I have advised him not to exercise his legal authority for another two weeks, (Mr. Speaker, just two weeks) so that I could write to you to take measure to voluntarily reduce your debtors balances to the agreed limits. This will help a widely political and economic consequences that could follow the bouncing of cheques by the State Bank".

یہ یہاں پر کہا گیا اور اس کے بعد سختی سے تاکید کی کہ اپنے فنانس منسٹر کو اور فنانس سیکرٹری کو یہ ہدایت کی جائے کہ وہ اپنے معاملات کو ان دو ہفتوں کے اندر ٹھیک کرنا شروع کر دیں اور آخر میں یہ کہا،

"If the above guide-lines are not implemented, the defaulting Province will be forced to live within its means by the State Bank Of Pakistan by not honouring the payment orders of that Province and excess of his borrowing limits. Its economics and political fall out would, I must repeat, be very serious.

یہ تھے وہ حالات کہ جو میرے پیشرو اور آپ کے لیڈر آف دی اپوزیشن نے لکھے

اور جناب سپیکر، ٹھیک ایک ماہ اور سات دن کے بعد محترمہ نے دوبارہ خط لکھا اور دوبارہ خط میں انہوں نے اس بات کے بارے میں بتایا کہ صوبہ سرحد ماضی میں یہاں کی جو Cash balance position تھی، وہ اچھی رکھتا تھا لیکن آپ نے دو سال میں اس کا حشر کر دیا اور آج صورتحال یہ ہے کہ صوبہ، سٹیٹ بینک کا مقروض ہے اور یہ انہوں نے کہا کہ:

"The rate of average increase of current expenditure, excluding debt servicing for the last two years, amounts to 30 %, which is far an excess of the 14 % determined by the NFC.

اور ساتھ یہ بھی کہا کہ:

"Another area of serious concern is the size of the ADP of your Province. It has been pitched at Rupees eight thousand, seven hundred and twelve billion rupees, which is quite high compared to the figure of rupees five thousand, two hundred, fifty million projected by NFC. I would like you to watch the expenditure of your Government very carefully and have the ADP size of your Province review in order to bring it to the level determined by the NFC. The Government of NWFP must also desist from the temptation to overdraft from the State Bank of Pakistan. I am issueing a seperate directive to the

Governor of the State Bank, not to honour cheques of Provincial Government beyond the permisible limit of the overdraft facility".

جناب والا! یہ ہیں وہ واضح ثبوت اور حالات جو ہمیں ورثے میں ملے اور وہ جو عوام کو خوش کرنے کے لئے باتیں کی جاتی تھیں' اے ڈی پی کو Artificially inflate کیا جاتا تھا اور پھر سال کے آخر میں اس بات کا ذکر کئے بغیر کہ کتنے ارب روپے کا جو Deficit وہ Revised estimates میں ہو جاتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ جو بے تحاشا Current expenditure میں اضافہ ہوا' اس کا ذکر کرتے ہوئے بھی اس وقت کے وزیر اعظم نے کہا کہ تیس فیصد ہے جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ آج جن گناہوں کی سزا ہم بھگتنے کے لئے آئے ہیں' یہ ان غلط پالیسیوں کا نتیجہ ہے جو آج ہمارے سامنے ہے۔ جناب سپیکر' میں اس بات کا شکرگزار ہوتا کہ اگر ہمارے معزز اراکین جو اس طرف بیٹھے ہیں' حقائق کا ذکر بھی کرتے اور کچھ کلمات اچھے بھی کہہ دیتے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس کے لئے بڑے دل گردے کی ضرورت ہے۔ اسکے لئے بڑے جگرے کی ضرورت ہے کہ پہلی بار صوبائی سطح پر ہم نے مائیکر اور میکرو اکانومی' دونوں کو اکٹھا کیا ہے For the frist time اور جب میں نے 1990 سے On ward 1996 تک بجٹ کی Speaches کو دیکھا اور اس سے قبل کی بھی' تو میں نے دیکھا کہ تقریباً ہر بجٹ کے اندر ہم ذکر کرتے تھے پیہور ہائی لیول کینال کا' گومل زام کا' ہم CRBC کا ذکر کرتے تھے' صوابی سکارپ' چشمہ رائٹ بنک کینال' سب کا ذکر تو ہوتا تھا لیکن فی الواقع وہاں پر کچھ نہیں ہوتا تھا۔ تو اس سے کیا نقصان ہوا؟ لوگوں نے آپ پر یقین کرنا چھوڑ دیا اور مجھے احساس تھا کہ جہاں پر ہم اپنی تمام سرمایہ کاری مائیکرو لیول پر ڈیویلپمنٹ کے کر رہے ہیں' وہاں اس بات کی ضرورت ہے کہ ہم اپنے مستقبل کے لئے بہترین منصوبہ بندی شروع کریں اور آج ہم نے

ان پراجیکٹس کو بھی اپنے ذمہ داریوں میں ڈالا ہے۔ میں نے اس بات کا انتظار نہیں کیا کہ ہم مرکزی حکومت سے لیتے رہیں گے، یہ بعد کی باتیں ہیں۔ ہم ان سے اپنا مطالبہ کرتے رہیں گے لیکن میں اب مزید وقت کو ضائع نہیں کرنا چاہتا اور اس کے لئے ہم نے پہلی بار بڑے پیمانے پر رقومات رکھی ہیں اور پھر جناب، ان کو یہ بھی دیکھنا تھا کہ ہم نے پہلی بار Industrial and economic revival کے لئے پچاس کروڑ روپے کا فنڈ قائم کیا۔ یہ کب ہوا ہے ایسا؟ ایسا کبھی نہیں ہوا کہ کسی Organized and diciplined Programme پروگرام کو فنڈ کرنے کی کوشش کی گئی ہو۔ اور مجھے یقین ہے کہ یہ فنڈ جس کے لئے ہم کچھ کوالیفکیشن مقرر کرینگے، سب کو نہیں تقسیم کرینگے۔ ہم مردہ گھوڑے کو زندہ کرنے میں وقت ضائع نہیں کرینگے ۔ ہم Economic activity generate کرنے کے لئے ___ یہ ہمیشہ اس صوبے کے لئے کہا گیا کہ یہ Deficit province ہے، ہم یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ یہ Deficit province نہیں ہے۔ اسکے اندر Economic activity کی گنجائش ہے، اس کے اندر Main strength finincial dicipline کے اندر داخل ہونے کی گنجائش موجود ہے۔ اس کا Future موجود ہے اور جب انشاء اللہ تھوڑے عرصے میں افغانستان کا مسئلہ جب Settle ہو جاتا ہے تو جو ہمارے اردگرد Central Asian Republics کی جو Tradtional market موجود ہے، وہ بھی انشاء اللہ ہمارے province کے اندر اپنی پوری Participation کرے گی، پوری طرح شریک ہوگی۔ ہم نے اس کے لئے تیار کرنا ہے اپنے آپ کو۔ تو یہ ساری وہ باتیں ہیں جن کو میں ایک بار پھر دھرانا ضروری سمجھتا ہوں۔ میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ تنقید کرنا بے مقصد باتیں ہیں اور جو کہ اس سے پہلے بھی بہت ہوئی ہیں لیکن جس Spirit کا اظہار میں نے اپنی ابتدائی تقریر میں کیا تھا اور میں نے خوش آمدید کہا تھا اپوزیشن کو اور یہاں کہا تھا ہم آپ کی تعداد کا ذکر نہیں کریں گے، ہم صرف آپ کی ان باتوں کو جو اس

اسمبلی کے فلور پر کریں گے، وزن دینا چاہیں گے اور آج اللہ کے فضل سے آپ نے اس بجٹ سیشن کے دوران ثابت کر دیا، ہم نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔ جب انہوں نے گھنٹوں تقریریں کیں، تو ہم نے کہا کہ ان کو بولنے دیں کیونکہ ان کا حق ہے لیکن آج بھی میں اپنے اس تعاون کا اعادہ کرنا چاہتا ہوں کہ ہم ان کی ہر جائز بات کو ضرور سنیں گے اور جو سلوک انہوں نے ہمارے ساتھ روا رکھا تھا، ہم اس کو دہرانے سے اجتناب کریں گے۔ جناب سپیکر، جہانتک وفاقی حکومت کے منصوبوں اور ان کی Financial Policy Statements کا تعلق ہے، اس کیلئے میرا جواب دینا کوئی ضروری نہیں ہے کیونکہ وہ جواب فیڈرل منسٹر دے چکے ہیں اور وہ دیں گے، پرائم منسٹر نے بھی دیا ہے چونکہ جو پورے ملک کی مجموعی اکانومی ہے، وہ ہم سب کے سامنے ہے لیکن میں صرف ایک بات کرنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ صوبے کے وسائل ہوں یا مرکز کے وسائل، یہ بالآخر اکٹھے رہتے ہیں۔ ان کو دو پنجوں کی طرح ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر اپنے آپ کو لے کر چلنا ہوگا لیکن جو ہماری Sinking Economy ہے، پورے ملک کی اکانومی جس بری طرح متاثر ہو چکی ہے، اس کے لئے مرکزی حکومت نے جو بجٹ پیش کیا ان حالات میں، میں سمجھتا ہوں کہ اس ملک کے لوگوں میں اس امید کی کرن جگانے کے لئے، Confidence building کے لئے اس سے بہتر بجٹ پیش نہیں کیا جا سکتا تھا۔ (تالیاں) یہ بجٹ کہ جو ٹیکس فری ہے یعنی جس میں نئے ٹیکس نہیں لگائے گئے بلکہ ٹیکسز کو Reduce کیا گیا ہے کیونکہ یہ فلسفہ ماضی میں ناکام ہو چکا ہے کہ آپ ٹیکسز کو بڑھاتے جائیں اور اپنی انکم کو بڑھائیں۔ تجربے میں یہ آیا ہے کہ جتنے Taxes grow کئے، اتنی ہی انکم بالآخر کم ہوئی اور جتنا ٹیکسز کو Low رکھا جائے گا، اس کی Bottom expension کو، اس کو Expand کیا جائے گا۔ وہاں پر لوگوں کا Confidence زیادہ بڑھتا ہے کیونکہ ٹیکس کو اگر عوام ظلم سمجھنا شروع کر دیں تو اس کے خلاف نفرت کا اظہار کرتے ہیں اور

یہی وہ بنیادی تبدیلی ہے فلاسفی میں جو پرائم منسٹر نواز شریف نے مرکز میں Adopt کی ہے اور اس کو کسی حد تک ہم نے یہاں بھی Follow کیا۔ آپ نے دیکھا کہ Transfer/mutation policy, Mutation of land کو ہم تیرہ فیصد سے سات فیصد پر لائے ہیں۔ (تالیاں) اس کا ذکر نہیں کیا گیا' ان کو کرنا چاہئے تھا اس Clause کا ذکر اور میں یہ امید کرتا ہوں کہ ٹیکس Reduce کرنے سے ہماری انکم گرے گی نہیں بلکہ انشاء اللہ وہ Improve کرے گی لیکن میرے چند بھائیوں نے' خاص طور پہ محسن علی خان بہت تیاری کرکے آئے تھے اور وہ یہ سمجھتے تھے کہ وہ ہماری محترمہ بیگم نسیم ولی خان کو یہ Realize کروانا چاہتے ہیں کہ جو صوبے کے حقوق وہ طلب کرتی ہیں یا ڈیمانڈ کرتی ہیں' آج اس میں محسن علی خان کی آواز بھی ان کے ساتھ شامل ہے۔ اچھی بات ہے۔ ہم خوش ہیں کیونکہ جو محترمہ کی آواز ہے' وہ صوبے کے حق مانگنے کی' وہ ہم سب کی آواز ہے' ہم بھی اس کے اندر شامل ہیں۔ (تالیاں) اور اس اسمبلی میں بیٹھے ہوئے ہر اس منتخب رکن کی ذمہ داری ہے جس کو صوبے کے لوگوں نے اپنے ووٹوں سے منتخب کر کے بھیجا ہے So it's our responsibility اور اس سے کیوں انکار کیا جائے؟ کیونکہ بالآخر ہم نے اپنے عوام کی خدمت کرنی ہے اور ان Limits کے اندر' آئین اور قانون کے دئیے گئے اختیارات کے اندر جو ہمارا حق ہے' کوئی غلط بات نہیں ہے لیکن میں ان سے کہوں گا کہ اس کے لئے ان کو چنتا کرنے کی ضرورت نہیں' ان کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ انشاء اللہ ہم اس Commitment پہ پہلے ہی عمل کر رہے ہیں۔ انہوں نے این ایف سی ایوارڈ کے اوپر بہت تیاری کی اور یہ بھی کہا کہ فنانس منسٹر اگر ہوتے' چونکہ یہ میرے پاس اس کا Portfolio ہے تو شاید فنانس منسٹر ہوتے تو بہتر بجٹ کی تیاری ہوتی' مجھے کسی پر کوئی الزام نہیں لگانا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ جو بیسک فلاسفی بجٹ کے لئے ہم نے تیار کی' وہ اپنے منتخب اراکین کو ساتھ لے کر اپنے حالات کو'

اپنے وسائل کو سامنے رکھتے ہوئے ہم نے کچھ بنیادی تبدیلیاں کی ہیں اور وہ Adopt کی ہیں لیکن اس صوبے کی بہتری اور مفاد میں اور ہم نے مرکز سے کسی بات پر کوئی Compromise نہیں کیا اور آج اللہ کا فضل ہے کہ جو مرکز میں ہماری حکومت ہے، یہ وہ حکومت ہے کہ جس کے سر پر اور جس کے آج وزیر اعظم نوز شریف ہیں کہ جن کے ماتھے پر وہ سہرا لگا ہے کہ جو پہلی بار صوبے کے حقوق کو 1991 میں این ایف سی کے اندر تسلیم کیا تھا (تالیاں) اور Water apportionment accord کا فیصلہ بھی ہماری حکومت اور ہماری لیڈر شپ میں ہوا ہے۔ ہماری حکومت کہ جو اس ملک کے وسائل کو اس کے تمام افراد کے لئے دل کھول کر رکھنا چاہتی ہے، اسلئے ہمیں کوئی نکر نہیں ہے کیونکہ ہم بھی اپنے حقوق سے واقف ہیں اور مرکز میں ہماری جو حکومت ہے وہ بھی اور ہم ایک کشتی میں سوار ہیں۔ میں چند اور باتوں کا ذکر کرنا چاہتا ہوں کہ جو این ایف سی ایوارڈ کے بارے میں کہی گئیں۔ جناب سپیکر، مجھے خوشی ہوتی کہ جو این ایف سی ایوارڈ کے اوپر آج اس طرف سے تنقید کی جا رہی ہے، یہ کتنا اچھا ہوتا کہ سابقہ حکومت اس این ایف سی ایوارڈ کو اپنے وقت میں منظور کرکے اپنی مرضی کے ساتھ کر سکتی تھی، ہم اس پہ کوئی پابندی نہ لگاتے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ وہ اتنی جرأت نہیں رکھتے تھے کہ وہ فیصلے کر سکتے اور جو این ایف سی ایوارڈ 1996 میں ملا، اس بارے میں بحث کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ کس نے پیش کیا اور کن حالات میں پیش ہوا؛ میں آپ کو پورے ملک کی اس وقت کی اکانومی کی صورت حال بتا چکا ہوں جو اس کی اسوقت کی وزیر اعظم نے لی ہے اور میں اس بات کا ضرور ذکر کرنا چاہوں گا کہ گزشتہ دو دہائیوں کے بعد جو ہماری Re-emergence ہو رہی ہے، اکنامک لیول کے اندر ہمارے نیشنل Assets کے اندر Restructuring ہو رہی ہے، Decision compulsion کے ساتھ کئے جارہے ہیں کیونکہ یہ ملک بے تحاشہ مقروض ہے کہ آج اسکے قومی بجٹ کے دو سو اڑتالیس ارب روپے

صرف ٹیکس سروسنگ کے لئے جا رہے ہیں۔ یہ حالات ہیں تو میں یہاں پہ ضرور گزارش کرنا چاہوں گا کہ یہ موجودہ این ایف سی ایوارڈ ہے' اس کے اندر اس نئی فلاسفی کو Absorb کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ جو ڈی نیشنلائزیشن اور پرائیویٹائزیشن کے بعد گزشتہ چند سالوں میں Emerge ہو رہی ہے کیونکہ اگر یہ نئی پالیسی Adopt نہ کی جاتی تو 1991 کے این ایف سی ایوارڈ کے مطابق ہمیں صوبوں میں نقصان ہونا شروع ہو جاتا۔ اسلئے Basic theme میں جو تبدیلی کی گئی ہے وہ صرف یہ ہے کہ نئے ایوارڈ میں ٹیکسز کا Federal Divisible Pool کے ان تمام ٹیکسوں کو Expand کیا گیا ہے اور اس میں کسی بھی قابل ذکر ٹیکس کو اس Divisible Pool سے باہر نہیں رکھا گیا جبکہ 1990 میں صرف پانچ ٹیکسز تھے' سیلز ٹیکس' انکم ٹیکس' ایکسائز ڈیوٹی' شوگر' ٹوبیکو اور ایکسپورٹ ڈیوٹی تھی جبکہ نئے ایوارڈ میں کسٹم ڈیوٹی' ویلتھ ٹیکس' سی وی ٹی اور تمام فیڈرل ایکسائز ڈیوٹیز کو بھی اس کا Important part بنایا گیا اور اس کے ساتھ ساتھ جو Restructuring کی گئی ہے' وہ اس کے فیڈرل گورنمنٹ اور Provinces کے اندر جو Share ہے' اس کے اندر بھی Reconstruction کی گئی ہے کیونکہ جو حالات تھے' وہ آپ کے سامنے ہیں۔ جہاں پر ایک طرف پوری قوم کا جو Debt ہے' وہ بڑھتا جا رہا ہے اور دوسری طرف ہمارے National assets بھی پرائیویٹائزیشن کے ذریعے کم ہوتے جا رہے ہیں۔ تو ان حالات میں یہ بے حد ضروری تھا کہ 1996 کے این ایف سی ایوارڈ کو نئی پالیسی فریم ورک کے اندر ڈیزائن کیا جاتا اور میں آپ سے گزارش کرنا چاہتا ہوں اور اس معزز ایوان سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جب این ایف سی ایوارڈ کا اعلان ہوا تو ہم نے سب سے پہلے حکومت سنبھالتے ہی منتخب اراکین پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی۔ میں نے کہا کہ اس کو ہم سب سے پہلے منتخب اراکین کی کمیٹی کے ذریعے دیکھتے ہیں' اس کا جائزہ لیتے ہیں اور ہم نے کوئی Comment نہیں دیا۔ اس وقت ہم نے انتظار کیا کہ جب یہ

کمیٹی اپنی رائے کا اظہار کرے تو اس کے بعد ہم اس پر اپنی رائے کا اظہار کریں گے اور میں شکر گزار ہوں ایوان کی اس منتخب کمیٹی کا کہ جس نے این ایف سی ایوارڈ کے لئے بہت محنت سے کام کیا، دلچسپی سے کام کیا، اسلام آباد تک بھیجا اور اس کے اوپر اپنی رائے پیش کی اور اس رائے کے مطابق جو ان کے خدشات تھے، ان کو ہم نے مدنظر رکھا اور مرکزی حکومت تک پہنچایا لیکن مجموعی طور پر جب میں نے کہا کہ ہم نے اپنے تمام اعتراضات اور ڈیمانڈز کو، اور اس کے Rights کو Reserve رکھتے ہوئے این ایف سی ایوارڈ کو قبول کیا تو اس سے یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم نے اپنے Rights withdraw کئے یا ہم نے اپنے حقوق کو چھوڑ دیا لیکن مجموعی طور پر میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ این ایف سی ایوارڈ ہمارے صوبے کے بہترین مفاد میں رہے گا گو کہ اس بات کا ذکر کیا گیا کہ آئندہ سال میں این ایف سی ایوارڈ کے اندر Frderel Divisible Pool کی جو انکم ہے، جو اٹھارہ ارب سے زیادہ کی انکم کو Project کیا گیا، اس کو کم کرکے پندرہ ارب کیا گیا۔ یہ اعتراض بالکل مناسب لگتا ہے بادی النظر میں Apparently لیکن جناب سپیکر، یہ بات طے شدہ ہے کہ Federal Divisible Pool سے صوبوں کو جو آمدنی ہوگی، اس کی بنیاد صرف اور صرف ملکی قومی معیشت پر Depend کرتی ہے۔ اگر ہماری اکانومی پک اپ کرتی ہے، یہ اٹھتی ہے تو میں یقین سے کہتا ہوں کہ جو Projected، اٹھارہ ارب روپے کی ہمیں پروجیکشن ہے، وہ بھی ہمیں مل سکتی ہے لیکن جیساکہ آپ کے علم میں ہے کہ گزشتہ تین سالوں میں ہماری نیشنل اکانومی کا جی ڈی پی جو ریٹ ہے 3.1 %، یہ تیس سالوں میں سب سے کم رہا ہے۔ تو آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ ہماری آمدنی لازمی طور پر کم ہوگی لیکن اس کے ساتھ ساتھ جو ایک اضافی ہمیں فائدہ ہے، اس کا ذکر بھی میں کروں گا لیکن ہائیڈل پرافٹس کے جو Arrears ہیں، ان کی ضمانت کی بات کی گئی کہ اس این ایف سی ایوارڈ میں اس کی ضمانت کی بات نہیں ہے۔ جناب سپیکر، یہ بات طے شدہ ہے

1996 کے این ایف سی ایوارڈ میں بھی اور اس سے قبل دیئے گئے 1991 کے این ایف سی ایوارڈ میں بھی کہ جو Presidential guarantees ہیں' وہ موجود ہیں' جن کے تحت اس بات کا یقین دلایا گیا ہے کہ صوبوں کی آمدنی کا صوبے کی ہائیڈل پاور پرافٹس اور اس کے Arrears ' ان کے لئے مرکزی حکومت Guarantor ہے اور یہ گارنٹی ابھی تک موجود ہے۔ اس کو 1996 این ایف سی ایوارڈ کے اندر بھی دوبارہ لیا گیا ہے جس کا

Summary of recommendation and explanatory memorandom N.F.C.

1996 کے اندر بھی اس بات کا دوبارہ اعادہ کیا گیا ہے کہ 1991 میں جو Presidential guarantee موجود ہے' اس کا میں متعلقہ پیراگراف پڑھ کر ریکارڈ پہ لانا چاہتا ہوں' وہ تفصیل ہے لیکن متعلقہ ریکارڈ پہ آپ دیکھ لیں گے۔ Explanatory Memorandom,

Annexure (2), Page 9, Para 3. "As regards sub paragraph 6 of the recommendation, the Net Profit on accounts of generation of hydel power stations located in the provinces and areas thereof, would be paid to the provinces in accordance with the decision of Council of Common Interest made on 12 January, 1997 under Article 161, Sub Article 2 of the Constitution. The Federal Government shall guaratee payment of Net Profits in accordance with President's Order No. 3 of 1991 by WAPDA in each financial year so that the ways and means position is not adversely affected.

اور پھر اس بات پر دوبارہ ہماری وہاں فنانس منسٹر کے ساتھ میٹنگ ہوئی۔ ان سے بھی دوبارہ اس بات کو تسلیم کروایا گیا کہ این ایف سی ایوارڈ 1991 کے طے شدہ اصول کو دوبارہ Re-open نہیں کیا جائے گا اور پھر اس سے بڑھ کر جو محترمہ بیگم نسیم ولی خان

صاحبہ نے فرمایا ہے کہ وزیر اعظم پاکستان نے اس بات کا پھر اعادہ کیا ہے گزشتہ میٹنگ میں کہ چونکہ اس وقت کا یہ فیصلہ جو یادگاری فیصلہ تھا اور وہ اس وقت وزیر اعظم پاکستان، جناب نواز شریف صاحب اس فیصلے کی بنیاد تھے، انہوں نے اس کی یقین دہانی کرائی ہے کہ اس صوبے کے جو حقوق ہیں، وہ اس کو ضرور ملیں گے۔ تو اسلئے ہمیں اس بارے میں انشاء اللہ کوئی فکر مندی نہیں ہے۔ (تالیاں) جناب سپیکر! اس بات کا بھی ذکر کیا گیا کہ اس دفعہ Net Hydel Profits میں چھ ہزار ملین روپے ملے ہیں اور جبکہ ہم نے اس کی نو ہزار چار سو ملین کی پروجیکشن آئندہ دکھائی ہے۔ یہ Apparently ایسا ہی نظر آتا ہے کہ ماضی میں آٹھ ہزار، پانچ سو کی پروجیکشن تھی، جو ہمیشہ بجٹ میں پیش کی جاتی تھی اور گزشتہ بجٹ جو جون میں پیش کیا گیا، اس کے اندر بھی آٹھ ہزار، پانچ سو کا ہائیڈل پرافٹس دکھایا گیا جبکہ ہمیں چھ ارب ملے ہیں اور اس دفعہ بھی ان کو خدشہ ہے کہ یہ معاملہ اسی طرح رہے گا۔ میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو تین بجٹ آپ نے پیش کئے اس وقت اس معاملے کو کیوں نہیں طے کیا؟ ہم نے تو آپ کو نہیں روکا تھا، آپ اس معاملے کو طے کر سکتے تھے اور اگر آپ نے Compromise کیا ہے اور خاموش رہے تو پھر یہ جرم تو آپ نے کیا ہے۔ ہمیں نو ہزار چار سو ملین کا جو یقین دلایا گیا ہے یہ این ایف سی ایوارڈ کے مطابق ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہم نے اس بات کو طے کروا لیا ہے کہ اسی سال میں بھرپور کوشش کر کے واپڈا کے ساتھ ماضی کے جو تمام arears اور Accounting جو Balances ہیں اور جو Discrepencies ہیں ان کو طے کیا جائے گا، انہیں ختم کیا جائے گا۔ ہم اس معاملے کو Once for all settle کرنا چاہتے ہیں تاکہ ہمیں پتہ چل سکے کہ ہماری چادر کتنی ہے اور ہم نے اپنے پاؤں کتنے پھیلانے ہیں؟ It is very simple. (تالیاں) اور یہ طے شدہ باتیں ہیں۔ اس کے اندر نہ تو کوئی Exploitation ہے اور نہ ہی اس کے اندر ہنگامہ خیزی ہے۔ They are very simple

and ordinary things. جو اکاؤنٹس کے مطابق جو Net profits بنیں گے تمام اخراجات کے بعد' .we will take it یہ ہمیں ملتا ہے اس میں ہمیں کوئی اختلاف نہیں ہوگا۔

جناب سپیکر' یہ بہت اچھا ہوتا کہ ہمارے بھائی بہت ہی Positive تنقید کرتے ہیں ' انہوں نے کہا کہ یہ Artificially build کیا گیا ہے کہ ہماری آمدن ہمیں کہاں سے ملے گی کہ ہم نے Internal receipts کو بھی Improve کیا ہے' ہمیں ڈھائی بلین روپے فیڈرل گورنمنٹ سے Loan بھی ملے گا' 3.310 بلین ہمیں Subvention بھی ملے گی۔ جناب اس کا ذکر میں کرنا چاہتا ہوں کہ جو این ایف سی ایوارڈ 1996 کے تحت ہمیں ۔۔۔ اور پہلی بار اس بات کو پھر ریکارڈ پہ لایا گیا 'اس کو تسلیم کیا گیا کہ ہمارا صوبہ اور صوبہ بلوچستان دونوں Deficit provinces ہیں کیوں کہ ماضی کی تاریخ ہے' تسلسل چلا آرہا ہے اور ہمیں زیادہ Upgrade کرنا ہے۔ باقی ملک کے ساتھ ملانے کیلئے ہمیں خصوصی توجہ کی ضرورت ہے تو جناب سپیکر' Special subvention کا اہتمام کیا گیا اور اس کو قبول کیا گیا اور .It's part of the NFC Award اور جناب سپیکر' یہ پہلی بار پانچ سالوں میں بیس ارب روپیہ ہمیں زائد ملے گا جو کہ 1991 کے این ایف سی ایوارڈ میں اس کا ذکر نہیں تھا۔ یہ Totally achievement ہے۔ (تالیاں)

Nawabzada Mohsin Ali Khan: Mr. Speaker, I am to correct the record, this is not correct. In 1990 it was very much there.

وزیر اعلیٰ: اگر یہ نہیں تھا تو جناب' پھر یہ کیا تھا؟ یہ Subvention تو آپ کو پاکستان بننے سے پہلے کی مل رہی ہے۔ مجھے علم ہے کہ Subvention بھی ملتی تھی۔ کیا ملتا تھا آپ کو وہ بیس کروڑ روپے؟ میں نے بیس ارب روپے کی بات کی ہے جناب سپیکر۔

In five years time. I am not talking of two hundred million rupees, I am talking of twenty billion rupees.

(تالیاں)

یہ لفظوں کا ہیر پھیر نہیں ہے This is the difference between the facts . Realities اور یہ بیس ارب روپیہ ہماری Economy کو Improve کرے گا، ہماری ڈیویلپمنٹ کو Improve کرے گا اور پھر جناب سپیکر، یہ کہا گیا کہ five percent جو ہمیں Provincial edge ملتا تھا، وہ Ignore ہو گیا ہے۔ میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ این ایف سی 1996 میں جو Provincial 5 % edge ماضی میں ملا کرتا تھا It has been approved. It is the part of the NFC Award. تو اس طرح جو ہمارے Current expenditures ہیں اور جو Development expenditures ہیں، اے ۔ ڈی ۔ پی پروگرام، ان دونوں کو Club کر دیا گیا ہے اور Five percent کو اے ڈی پی کا part بنا دیا گیا ہے۔ سو اس کو وہاں ہائر لیول پر Pitch کیا گیا ہے تو In built 5 % edge is also available in NFC Award. میرے دوستوں نے یہ کہا کہ ہمیں پیسہ نہیں ملے گا، ڈھائی ارب روپیہ ہم نے کیوں لیا؟ جناب! یہ کوئی ہم نے بھیک نہیں مانگی ہے۔ کسی سے ہمیں مانگنے کی ضرورت نہیں تھی۔ یہ ڈھائی ارب روپیہ اس نیشنل پروگرام کے تحت ہمارے حصے میں آیا جو چاروں صوبوں کو ان کے Annual development programme کو Pick up کرنے کیلئے دیا گیا تھا، It is the part of this scheme. اس میں پنجاب کو چھ ارب روپے، چار ارب صوبہ سندھ کو، ڈھائی ارب ہمارے صوبے کو اور اسی کروڑ روپے بلوچستان کو ملے اور یہ Soft loan ہے۔ ماضی میں تو کمرشل ریٹ پر آپ Over drafting کرتے رہے۔ پونے دو ارب جس کا میں نے ذکر کیا ہے، وہ کمرشل ریٹس پر سٹیٹ بینک سے لیتے رہے اور جناب، ان کو چاہئے تھا کہ یہ ہمیں خراج تحسین پیش کرتے کہ ہم نے اس پونے دو ارب کا قرضہ بھی ختم کر دیا ہے اور 30 جولائی سے پہلے پہلے ختم کر دیا ہے۔ (تالیاں) اور انشاء اللہ تعالیٰ ہم واپس اس پوزیشن پر لائیں

گے اپنی Health conditions کو جو کہ ہماری ہیلتھ کیلئے ضروری ہے اور اگر اس بات کا بھی ذکر ہو جاتا جو میں نے اپنی بجٹ پیچ میں کہا تھا کہ سارے وقتوں میں جی پی فنڈز جو ہمارے سرکاری ملازمین کی امانت ہیں حکومت کے پاس' وہ Four billion rupees جو ہیں' وہ ماضی میں Dilute ہو گئے ہیں۔ اب اس کی Reconstruction کرنے کیلئے بھی میں نے پچیس کروڑ روپے کا فنڈ رکھا ہے۔ پنشن فنڈ کو Build کرنے کیلئے بات کی ہے۔ These are the facts and realities. یہ آج کی Realities ہیں' ان کا ذکر نہیں ہوا۔ بہرحال ان سے مجھے توقع بھی نہیں تھی لیکن یہ کہا گیا کہ ہم نے ایڈمنسٹریشن کے Head کے اندر Increase دکھائی ہے جبکہ ہم نے Claim کیا کہ Zero growth rate ہے ہمارے آئندہ کے بجٹ میں۔ جناب سپیکر! ہماری تمام جو Recuring expenditure ہے۔ اس کو ہم نے Zero growth rate پہ رکھا ہے لیکن جو Increase آپ کو نظر آتی ہے' یہ وہ Increase ہے جو ہم نے Salaries کو Enhance کیا ہے اور جس کیلئے میں نے اعلان کیا تھا کہ ہم پچھلے Arears بھی اور آئندہ سال کے بھی تین سو روپے کے جو اضافی اخراجات ہیں ملازمین کی تنخواہوں میں' وہ ہم نے یقینی بنائے ہیں اور یہ Growth ہم نے وہاں پہ ضرور دکھائی تھی۔ (تالیاں) اس کے علاوہ ہماری Debt servicing پہلے سے بڑھی ہے۔ سوشل ایکشن پروگرام کو 15 % جو committed ہمارے Higher rate of investment ہے' وہ بھی ہم نے یقینی بنائی تھی اور Wheat subsidy اور پنشن کے اندر بھی ہمارے اخراجات بڑھے ہیں۔ تو اس بات کو کیوں نہیں تسلیم کیا جاتا کہ پچھلے سالوں کی نسبت 4.3 ارب روپے زائد ہم نئے سال کے اندر مرکز سے وصول کریں گے اور یہ ہمارا حق ہے اور اس کو ہم اپنے صوبے کی تعمیر اور ترقی میں خرچ کریں گے۔ اس کو ہم نے اپنے ورکرز میں تقسیم نہیں کرنا ہے۔ ہم وہاں شکنجے لگا کر نہیں بیٹھے ہیں کہ اس کو ہضم کریں اور نہ ہی ہماری حکومت اپنے ایجنٹوں کے ذریعے ان گاہکوں کو

تلاش کر رہی ہے کہ جنہیں لوگوں کو پھانسنے کیلئے لایا جاتا ہے۔ جناب سپیکر! یہاں پر کہا گیا کہ PSTPB میں ہمارا کوئی حصہ نہیں ہے مرکز کے ساتھ۔ سوچ سمجھ کر اس حد تک Exploitation کرنے کی کوشش کی گئی اور ہم نے مرکز اور صوبے کو لڑانے کیلئے نیت دیکھ لی۔ میں نے تو کہا تھا کہ میں ان باتوں کو نہیں چھیڑنا چاہتا لیکن اگر بد نیتی کو باہر نہ نکالا جائے تو پھر ایسی باتوں پر جواز بننا شروع ہو جاتا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے معزز اراکین کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ جو PSTPB ہمارا حصہ ہے، وہ ہمیں ضرور ملتا ہے لیکن فیڈرل بجٹ کی بھی جو ایک Basic philosophy جس کو انہوں نے نہ Change کیا ہے اور نہ ان کو کرنا چاہئے تھا اور وہی فلاسفی ہماری بھی تھی کہ جو Ongoing projects ہیں، ان کو Complete کیا جائے، ان کے اوپر سرمایہ کاری کی جائے اور کسی نئے پراجیکٹ کو PSDP کا حصہ نہ بنایا جائے۔ تو اس کے تحت مرکزی حکومت کا جو پبلک سیکٹر ڈیویلپمنٹ پلان ہے، اس میں تمام تر سرکاری Ongoing project کو کی گئی لیکن اس کے ساتھ ساتھ جو پہلی بار نیشنل ہائی وے اتھارٹی (NHA) کو جو PSDP علیٰحدہ کیا گیا ہے، اس میں سب سے بڑی جو سرمایہ کاری ہے، وہ ہمارے صوبے کے اندر ہوگی۔ (تالیاں) یہ ہم سے اپنی محبت اور خلوص کا اظہار جو وزیر اعظم، نواز شریف نے کیا ہے اور موٹر وے کے پروگرام پر اعتراض کیا گیا کہ ہمیں اس کی ضرورت نہیں ہے، چونکہ آپ اس صوبے کے لوگوں کو اسی حالت میں رکھنا چاہتے ہیں جس طرح آپ ان کو چھوڑ کر گئے تھے لیکن انشاء اللہ تعالیٰ ہمیں علم ہے کہ اس ملک کی تعمیر و ترقی ہمارے بہترین Infrastructure کے ساتھ آئے گی، Roads and communications کے ساتھ آئے گی، یہاں پر Industrial growth کے ساتھ آئے گی اور یہ وقت ہے کہ ہم اس طرح کے فیصلے کریں۔ انشاء اللہ موٹر وے بھی بنیں گے، ہماری انڈس ہائی وے بھی بنے گی، ہمارے دوسرے جو Dual carriage ways ہیں، وہ

بھی بنیں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس صوبے کو پاکستان کے اندر Infrastructure میں ایک مثالی Province بنا کر دکھائیں گے۔ (تالیاں) میں اپنی باتوں کو اب مزید طویل نہیں کرنا چاہتا کیونکہ یہ باتیں ختم نہ ہونے والی ہیں لیکن جو بہت اچھی تجاویز آئی ہیں، ان کو ہم انشاء اللہ ضرور شامل کریں گے، ان کے اوپر غور کریں گے اور جیساکہ محترمہ بیگم نسیم ولی خان صاحبہ نے ٹیکسز کے بارے میں کہا اور ہمارے ممبر صاحب نے کہا کہ پہلی بار صوبے کی تاریخ میں اتنے ٹیکسز لگائے گئے ہیں، میں ان سے کہتا ہوں کہ ٹیکس ہم نے ضرور لگائے ہیں، نئے ٹیکس نہیں لگائے بلکہ ٹیکس Expand کئے ہیں لیکن کن پر کئے ہیں؟ جو بڑے بڑے بنگلوں میں رہتے ہیں، ان پر ضرور کئے ہیں کیونکہ ان کا حق ہے کہ وہ اس صوبے کی ترقی اور تعمیر میں اپنا رول ادا کریں، ان کو دینا چاہئے اور ان سے لیں گے۔ محسن علی خان صاحب جو میرے دوست بھی ہیں، وہ اپنے دس کنال بنگلے کا صرف چار ہزار روپیہ سالانہ ٹیکس دیتے تھے اور اب ان کو انچاس ہزار روپیہ دینا پڑے گا۔ یہ ان کو دکھ ہے۔ (تالیاں) لیکن جناب سپیکر، جو ہم نے ٹیکسز کو Renew کیا ہے اور جو اس کے ریٹس کو Revise کیا ہے، اس میں صرف آپ کے چند منٹ لینا چاہتا ہوں کہ اس سے پہلے تین مرلے یا اس سے کم کا کوئی گھر Exempted نہیں تھا، ہم نے پہلی بار تین مرلے کے گھر کو Exempt کیا ہے۔ اس سے پہلے Exemption نہیں تھی اور اس سے پہلے تین اور پانچ مرلے کے درمیان جو گھر تھے، وہ سالانہ چھتیس سو روپے دیتے تھے لیکن کیسے دیتے تھے؟ وہ Tax collecting کی جو ایجنسی ہے، اس کی مرضی پر دیتا تھا۔ کچھ اس کی جیب میں جاتے تھے اور کچھ ان کی جیب میں لیکن جو Base تھا وہ Annual rental basis plus 15 % additional, یہ Basic philosophy تھی، ہم نے اس کو ختم کر دیا۔ ہم نے Discretions ختم کر دی ہیں اور حیات آباد میں پانچ مرلے کا جو ایک گھر ہے، جس کے اوپر چھتیس سو روپے لگنا چاہئے تھے، اس کو ہم نے سات سو پچاس روپے

کیا ہے، کوئی زیادہ نہیں کیا ہے۔ یہ Across the board ہے لیکن جو City ہے، یہ اس سے نصف روپے دے گا یعنی تین سو پچیس روپے دے گا۔ تو جناب سپیکر، ایک Rationale develop کیا ہے۔ صرف ان گھروں کو جو بیس مرلے اور اس سے زیادہ ہوں گے، ان پر بڑھتا جائے گا۔ ان کا تو ضرور بڑھے گا جس طرح میں نے ذکر کیا۔ اسی طرح High Commercial Value اس کو بھی دینا چاہئے کیونکہ ہمارے وسائل نہیں ہیں کہ ہم ٹیکس بھی نہ لیں اور لوگوں کی جو ضروریات ہیں، ان کو بھی پورا کر سکیں۔ اسی طرح ہم نے ٹیکسز کو صرف مناسب طریقے سے Revise کیا ہے۔ اس میں کسی کو Discretion نہیں دی ہے۔ یہ فلاسفی ہم نے Adopt کی ہے اور انشاء اللہ جب Discretion نہیں ہوگی تو یہ پیسہ حکومت کی جیب میں آئے گا، کسی کی ذاتی جیب میں نہیں جائے گا۔ اس اسمبلی کے ایوان میں مطالبہ کیا گیا کہ ہمارے ضلعوں کی تعمیر و ترقی میں شاید کم رقوم رکھی گئی ہیں۔ مجھے اپنے تمام ساتھیوں کو یقین دلانا ہے کہ ہم اس صوبے کے وسائل کو اپنے تمام اضلاع میں یکساں خرچ کرنا چاہتے ہیں، اس کو برابر خرچ کریں گے اور جو حکمت عملی ہم نے اس سال اختیار کی ہے اس سے ہماری Liabilities ختم ہو جائے گی اور ہم جلد ہی اپنے تمام اضلاع میں نئے ترقیاتی پروگرام شروع کرنے کے قابل ہوں گے لیکن مڈل لیول سکول اور کچھ سپیشل پبلک سکول اور واٹر سپلائی اور ہیلتھ ہماری ترجیحات ہیں اور انشاء اللہ آئندہ بجٹ میں آپ دیکھیں گے کہ ہم تینوں سیکٹرز کے اندر بہت بہتر تجاویز کے ساتھ انقلابی تبدیلی لے کر آ رہے ہیں۔ جو Difficult اور Far flung areas ہیں، جو Backward ہیں، ان کیلئے بھی انشاء اللہ خصوصی پروگرامز شروع کئے جائیں گے۔ جو Fixed salaries کے ملازمین ہیں، جو کنٹریکٹ پر ہیں، ان کیلئے بھی ہم نے اس بات کی گنجائش پیدا کی ہے کہ بارہ سو روپے یا Fixed salary کے اندر ان کا گزارہ مشکل ہے، ہمارے وسائل بہت محدود ہیں لیکن ان کی ضروریات بھی جائز ہیں، اسلئے

میں نے اس بات کا فیصلہ کیا کہ ان کی Fixed salary کو بارہ سو سے بڑھا کر پندرہ سو روپیہ کر دیا جائے۔ (تالیاں) کیونکہ ہم اپنی تمام محنت صرف اپنے عوام کی خدمت کیلئے کرنا چاہتے ہیں۔ میرے بھائی عبد الرحمان خان نے بہت سخت گلہ کیا ہے مجھ سے اور انہوں نے کہا کہ 1991 سے اس کا ذکر ہو رہا تھا' میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ کافور ڈھیری کی سکارپ سکیم، نیشنل ڈرینج پروگرام کا حصہ ہے اور اسی سال انشاء اللہ ہم اس کو شروع کر دیں گے۔ (تالیاں) میں اپنے معزز ساتھیوں کو آپ کی وساطت سے ایک بار پھر یقین دلانا چاہتا ہوں کہ نہ تو ہم اپنے ان اختیارات سے تجاوز کریں گے جو ہمیں آئین اور قانون نے دیئے ہیں اور نہ ہم اپنی ان اخلاقی ذمہ داریوں سے اپنے آپ کو دور کرنا چاہتے ہیں جو اس صوبے کے عوام نے ہمارے کاندھوں پر رکھی ہیں۔ یہ بجٹ جو ایک بے حد مشکل اور تکلیف دہ صورتحال کا ایک مظہر تھا' اس کی ایک تصویر تھی' انشاء اللہ ہم نے اپنے Ddiscipline کے ساتھ' اپنے اس Faith کے ساتھ' اپنے تمام اخراجات کو ایک جائز حد کے اندر پابند کرتے ہوئے صوبے کی تعمیر و ترقی کیلئے وسائل خرچ کرنے کا جو یقین اور عزم کیا ہے' ہم اس پہ انشاء اللہ کار بند رہیں گے۔ بہت شکریہ۔

Mr. Speaker: The sitting is adjounrned and we will re-assemble tomorrow at 9.30. Thank you very much.

(اسمبلی کا اجلاس منگل 24 جون 1997 ساڑھے نو بجے صبح تک کیلئے ملتوی ہو گیا۔)